خـــلـــش

سفینہ بیگم

www.urduchannel.in

© جملہ حقوق محفوظ مصنفہ

نام کتاب	:	خلش
مصنفہ اور ناشر	:	سفینہ بیگم
پتہ	:	جاوید خاں ولد عابد حسین خاں محلّہ ساہوکارہ، تحصیل بلاسپور دسٹرکٹ رامپور، یو-پی-244921
سال اشاعت	:	۲۰۱۴ء
تعداد	:	۴۰۰
صفحات	:	۱۵۲
قیمت	:	۲۰۰ روپئے
کمپوزنگ	:	عبدالحق
سیٹنگ	:	سید عبدالرحمٰن
طباعت	:	.....

تقسیم کار:

☆

☆

☆

www.urduchannel.in

انتساب

اپنے دادا

اور

والدین کے نام

جن کی تربیت اور دعاؤں کی بدولت

مجھے علم وادب کا شعور حاصل ہوا

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

کچھ اِس ناول کے بارے میں

عورت محض افزائش نسل اور سکونِ قلب کا بُنیادی وسیلہ ہی نہیں بلکہ اس کے دم سے دُنیا میں رونق اور زندگی پر بہار آتی ہے۔ اس کا وجود اس کائنات میں مختلف صورتوں میں اپنا اثبات کرتا ہے۔ یہ کبھی ماں تو کبھی بیٹی، کبھی بہن تو کبھی بیوی کے روپ میں سامنے آتی ہے۔ معاشرہ کے بیشتر رشتے عورت سے نمو حاصل کرتے ہیں اور اس کے کردار میں اُنسیت اور استحکام پیدا کرتے ہیں، آئندہ نسل کو سماج میں سر اُٹھانے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

ہمارا سماج Women empowerment کی بات کرتا ہے، خود عورت بھی اس میں پیش پیش ہے۔ آج Women empowerment سے متعلق بہت سی تحریکیں چلائی جارہی ہیں اور مختلف غیر حکومتی ادارے (NGOS) سرگرم کار ہیں لیکن عورت کے وجود کے نہاں خانوں میں اُن جذبوں کو ٹٹولنے کی کم کوشش کی گئی جو عورت کا سب سے بڑا خاصہ ہے اور اسے خود empower کرتا ہے۔

بعض بڑے بڑے سیاستداں ہی نہیں، دانشور اور ادیب بھی عورت کی آزادی کی بات کرتے ہیں لیکن خود ان کے قرب و جوار میں عورتیں Domestic Violence کی شکار ہورہی ہیں، یہ بھی تشویش ناک بات ہے۔ ترقی یافتہ ممالک جو عورتوں کی مکمل آزادی کے لیے کوشاں ہیں، خود اُن کے اپنے خطہ ارض میں عورت دبی کچلی نظر آئے تو آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں کہیں اس وجہ سے تو نہیں کہ عورت کے بارے میں جتنی بڑی بڑی باتیں کہی جاتی ہیں، اُن پر صدق دل سے عمل نہیں ہوتا ہے حالانکہ سبھی اس سے واقف ہیں کہ عورت محبت کا ایک ایسا روشن ستارہ ہے جو اپنے نور سے دوسروں کو راہ دکھاتا ہے، کائنات کو منور کرتا ہے، فطرت میں نکھار لاتا ہے۔

www.urduchannel.in

عدم توجہی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ عورت خود اپنے آپ کو پوری طرح سمجھنے سے گُریزاں ہے۔ وہ اس جانب توجہ ہی نہیں دیتی کہ دریا کے جس سفینے پر وہ سوار ہے اُسی پر اکتفا کرے یا راہ میں اُتر کر کسی دوسری کشتی پر سوار ہو جائے۔ جذبات و احساسات کی اسی کشمکش میں وہ قدم بڑھاتی ہے اور اس کے نتیجے میں بکھر جاتی ہے۔ وہ سب کا خیال رکھتے ہوئے، دوسروں کو سکون پہنچانے کی غرض سے خود کو تباہ کر لیتی ہے یا پھر کسی ایسی ان دیکھی راہ پر چل نکلتی ہے جس سے واپس آنا مشکل ہوتا ہے۔ اپنے وجود کی کرچیوں کو سنبھالے وہ پلٹنا بھی چاہے تو سماج No Entry کا بورڈ لگائے اُس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی روداد کی جھلک کو سفینہ بیگم نے ناول ''خلش'' میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

''خلش'' ہمارے اردگرد کی کہانی ہے جو انسانی جذبوں کے مدار پر گردش کرتی ہے۔ مرکزیت چار لڑکیوں، رام پور کی طوبیٰ، لکھنؤ کی ماہم، لکھیم پور کی زہرہ اور دہلی کی عالیہ کو حاصل ہے۔ طوبیٰ کی شبیہہ نیک صفت ہے جبکہ ماہم بیحد لاڈ پیار میں پلی ہے اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے ٹھوکریں کھاتی ہے۔ زہرہ کی غربت نے اُس کی عزتِ نفس ختم کر دی ہے۔ وہ دولت، عزت اور شہرت کے لیے سرگرداں ہے۔ عالیہ امیر گھرانے کی اکلوتی شرارتی لڑکی ہے جسے علم سے کوئی خاص رغبت نہیں ہے۔ چار دھڑکتے ہوئے نوجوان دل جو یہ سمجھ ہی نہیں پاتے ہیں کہ کب اُن کی راہیں جُدا ہو گئیں، سمتیں بدل گئیں۔ وقت کی طنابیں اس طرح کھنچتی چلی گئیں کہ وہ خود کو، زمانے کی بدلتی ضرورتوں، حقیقتوں کو پہچان نہیں پاتی ہیں۔ مقصد کیا ہے؟ منزل کہاں ہے؟ کس طرح ہاتھ بڑھا کر وہ من پسند چیز کو حاصل کر لیں کہ جس کی تلاش میں وہ سرگرداں ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کر پاتی ہیں۔ اسی اُدھیڑ بن میں اور بھی اُلجھتی جاتی ہیں۔ تناؤ بھری صورت حال میں وہ اپنی خودداری، انا، Self respect کو کچلتی ہیں۔ دُھند کی کیفیت میں ان کو منزل کا راستہ نظر نہیں آتا جہاں جانے کے لیے وہ کوشاں ہیں، اور جس کی جستجو میں وہ اپنے آپ سے لڑتی چلی آ رہی ہیں۔ بس اپنی تصوراتی دنیا

www.urduchannel.in

میں خوش ہو کر مُسکرا لیتی ہیں کیونکہ عجیب وغریب اندیشے ان کو اپنے گھیرے میں لئے رہتے ہیں اور توہمات وخدشات سے بچنے کے لیے وہ اپنی نفسیاتی خواہشات کا سامان یکجا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی بازی ان کے ہاتھ سے پھسل جاتی ہے، پانسہ پلٹ جاتا ہے البتہ یہ احساس دلا جاتا ہے کہ آج کے معاشرے میں اُنہیں اور بھی چوکنّا رہنے کی ضرورت ہے کہ اُنہیں ورغلانے کے نئے نئے طریقے بھی ایجاد ہوتے جارہے ہیں۔

خواتین کی ذہنی اور نفسیاتی اُلجھنوں کے تانوں بانوں سے ترتیب دیے گئے ناول میں مصنفہ نے کرداروں کی سوچ کے وسیلہ سے یہ تاثر دیا ہے کہ دنیا میں اچھے اور بُرے ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ فطرت، جبلت اور مزاج کو سمجھتے ہوئے صحیح فیصلہ کرنے کی قوت ضرور ہونی چاہیے۔ یہ عزم اگر کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا تو اطمینان کا باعث ضرور بنتا ہے۔

آغاز، وسط، کشمکش، تناؤ اور نقطۂ عروج، ایک تسلسل کے ساتھ اختتام پر پہنچتے ہیں۔ ان تمام مراحل کے لیے اظہار بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ مصنفہ اپنی اس پہلی ہی کاوش میں یہ تاثر دینے میں کامیاب ہوئی ہیں کہ جب عورت فیاضی پر آتی ہے تو اپنوں پر سب کچھ قربان کر دیتی ہے، عزتِ نفس کو بھی مٹا دیتی ہے لیکن جب معاشرہ اُس کی انا کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو وہ اندر ہی اندر ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے جس کا احساس اپنوں کو بھی نہیں ہو پاتا ہے۔ کاش ناول اسی مقام پر ختم ہو جاتا؟ لیکن سفینہ بیگم نے قاری سے پھر مکالمہ قائم کیا کہ خوشگوار تاثر کے باوجود عورت کا ذہن حقیقی خوشیوں اور سرشاری سے محروم کیوں ہے؟ وہ تو اپنے مقصد کی طلب میں دُور، بہت دُور نکل گئی تھی، تو اب خود کو سکون پہنچانے کے لیے مختلف حربے کیوں آزما رہی ہے؟ مثبت پہلو نے منفی رُخ کیوں اختیار کیا؟ آخر کیوں اس کو وہی شئے ملتی ہے جس کا فیصلہ سماج کرتا ہے۔ دوسروں کی تجویز کو اپنانے کے بعد بھی وہ ایک ہوک سی اپنے دل میں کیوں محسوس کرتی ہے؟

پلاٹ کسی حد تک مربوط ہے۔ انداز عام فہم، زبان سادہ ہے۔ واقعات کو

www.urduchannel.in

ایک دوسرے سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ قاری کی توجہ اور دلچسپی قصّہ میں بنی رہے۔

سفینہ بیگم کے اِس پہلے ناول میں پلاٹ کی بُنت ، واقعات کی ترتیب اور کرداروں کی پیش کش فطری محسوس ہوتی ہے۔ طُوبیٰ کے کردار کی فکری پیچیدگیوں کو نہایت فنکاری کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔ دراصل ناول نگار نے تکنیک سے زیادہ موضوع کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ معاشرہ کہیں نہ کہیں آج بھی مرد اساس یعنی Male dominated ہے اور عورت کو اکیسویں صدی میں بھی اپنی خواہشات کا خون کرنا پڑ رہا ہے۔

مصنفہ کو اُن کی اِس پہلی کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اِس اُمید کے ساتھ کہ وہ اپنے تخلیقی اظہار کی مسلسل آبیاری کرتی رہیں گی۔

صغیر افراہیم
پروفیسر شعبۂ اردو،
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،
علی گڑھ

www.urduchannel.in

اپنی بات

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے نہ جانے کیوں یہ محسوس کیا کہ جسے صنف نازک کہا جاتا ہے وہ کمزور مٹی سے پیدا کی گئی ہے اور یہ کمزوری جیسے اس کی سرشت میں ہی شامل ہے میں نے خود اپنے گھر کے ماحول میں دیکھا اور دادی سے بھی بہت سے واقعات انہیں کی زبانی سنے جن میں قدم قدم پر عورت کو ثانوی حیثیت حاصل رہی ہے۔ میرے گھر میں جو ملازمہ آتی اس کو میں بغور دیکھا کرتی اس کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا کہ کہیں نہ کہیں اس کے حقوق اس کے جذبات اس کی انا کی پامالی ہوئی ہے جو بظاہر تو مسکراتی تھی لیکن اپنے اندر اپنی ٹوٹی ہوئی روح کی کرچیوں کو سمیٹنے میں پورے وقت مصروف رہتی۔ تو آخر اس کی وجہ کیا تھی۔ کیا خدا نے صرف مرد کو ہی پیدا کیا ہے؟.....عورت کو نہیں؟.....بس فرق صرف اتنا ہے کہ عورت دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نفع ونقصان کو اہمیت نہیں دیتی لیکن جب اس کی ذات اس کے جذبات کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں تب وہ اپنی انا کو تسکین پہنچانے کے لیے وہ سب کرتی ہے جس میں اس کے دل کا نہیں دماغ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جبکہ مرد ہر پہلو میں نفع تلاش کرتا ہے۔

میرے بچپن کا ابتدائی دور اپنی ننیہال میں گذرا جہاں میں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ بیٹے کی پیدائش پر نہایت خوشی کا ماحول ہوتا بسنت بیٹیوں کی پیدائش کے اور میرے اندر ہمیشہ یہ سوچ پروان چڑھتی رہی کہ آخر کیوں؟.....عورت جس کو صنف نازک کا درجہ دیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی یہ سب کیوں؟۔ اس کے بعد میں ہاسٹل آ گئی جہاں چاروں طرف لڑکیوں کا ہجوم تھا ان کے بیچ رہ کر، ان کے ساتھ ایک طویل وقفہ گذار کر میرے ذہن میں موجود بہت سے سوالات کے جوابات ملے۔

www.urduchannel.in

لیکن اس کے بعد بھی ایک تشنگی سی تھی کہ کیوں اس صنف نازک کے جذبات ان کی روحانی قدروں کو نظر انداز کر کے مرد خود کو ہی آگے کیوں رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ اور اس اعتبار سے اس کا درجہ بہت بڑا ہے لیکن جب کوئی فیصلہ لینا ہوتا ہے تو اس میں بھی مرد کے فیصلے کو قابل قبول مانا جاتا ہے آخر کیوں اس کے آگے عورت کی نہیں چلتی؟ جبکہ خدا نے مرد اور عورت دونوں کو برابر کا درجہ دیا ہے تو یہ مرد ذات عورتوں کے وجود کو کم تر کیوں سمجھتے ہیں؟

میرا داخلہ جب یونیورسٹی میں ہوا تو وہاں پر بھی مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں میرے ارد گرد موجود تھیں جن کو میں نے پرکھا سمجھا اور جانا، وہاں ایسی لڑکیوں سے میرا سابقہ زیادہ رہا جو عیش وعشرت اور تصّنع سے پر زندگی گذارتی تھیں جن کی زندگی بارونق تھی۔ لیکن جب میں نے ان کے ساتھ رہ کر غور کیا ان کو بہترین طریقے سے جاننے کی کوشش کی۔ تو یہی بات سامنے آئی کہ عورت تو پگھلے ہوئے موم کی طرح ہے جس شکل میں بھی ڈھالو وہ اسی کی صورت اختیار کر لیتی ہے.....لیکن ایک لچک اس میں ہمیشہ باقی رہتی ہے.....آخر عورت ہے نا.....اور آج جب میں ایم۔ اے کی طالب علم ہوں جہاں syllabus اتنا زیادہ ہے کہ سر اٹھانے کی فرصت نہیں کبھی نوٹس تو کبھی Assignment کا بھوت منکر نکیر کی طرح ہر وقت سر پر سوار رہتا ہے اس کے باوجود میری ساتھیاں جن کو میں نے بچپن سے جانا اور سمجھا۔ اور وہ جو سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد میری ہم سایہ رہیں اور جن کے جذبات واحساسات سے میں بخوبی واقف تھی کیونکہ وہ اپنی تمام باتیں صرف مجھ سے ہی شیئر کیا کرتیں، قلم اٹھانے کا جی چاہا۔ کسی بھی وقت جب میں خالی ہوتی یا تنہا ہوتی تو ان کے جذبات ایک انسانی روپ دھار کر میرے ذہن کے دریچے پر نمودار ہو جاتے اور مجبور کرتے کہ اس صنف نازک کو جس کو ابتداء سے ہی کمزور جانا گیا۔ آخر وہ کیا وجوہات ہیں جن کے نتیجے میں عورت کو پس پشت ڈال کر دیکھا گیا ہے؟ وہ کون سے مراحل ہیں جن سے سابقہ مرد اور عورت دونوں کا پڑتا لیکن پستی صرف عورت ہی کیوں ہے؟ کیا اس میں مرد کا ہاتھ ہے

www.urduchannel.in

یا یہ عورت کی فطرت ہے؟ یہ تمام باتیں میرے ذہن پر ضرب کاری کرتی رہیں کہ وہ کون سے مسائل ہیں جن کے چلتے عورت کی شخصیت چند لمحوں میں مسخ ہو کر رہ جاتی ہے؟ وہ کیا چاہتی ہے؟۔۔۔ کیا سوچتی ہے؟ اور اپنے ذہنی سکون کا سامان کرنے کے لیے وہ کیا کیا حربے آزماتی ہے؟ انہیں تمام باتوں کے پیش نظر میں نے اپنی اس ناول کا آغاز کیا۔

اللہ تعالی نے اس جہانِ آب وگل میں مرد اور عورت دونوں کو پیدا کیا ہے اور انہیں کے دم سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ حرکت میں ہے۔ لیکن ازل سے ایک ہی بات ہمارے کانوں کے پردے سے ٹکراتی چلی آ رہی ہے کہ عورت ناقص العقل ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اگر چہ یہ بات برحق ہے کہ اللہ تعالی نے مرد کو عورت پر قوام بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ تا کہ وہ اس کا سہارا بن سکے کبھی باپ، کبھی بھائی تو کبھی شوہر کی شکل میں لیکن ۔ چند باتوں کی وجہ سے ہی عورت کو ناقص العقل قرار دینا کہاں تک ٹھیک ہے؟ بلکہ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ عورت نرم جذبات کی گندھی ہوئی مٹی سے پیدا کی گئی ہے اور جذبات کے بہاؤ میں آ کر بعض اوقات دماغ سے نہیں دل سے فیصلہ لیتی ہے اور اپنی اس کیفیت کی ذمہ دار وہ خود کہاں تک ہے؟ شاید یہ اس کی فطرت میں ہی شامل ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو یہی کہا جاتا ہے کہ عورت کی تو عقل میں ہی ٹیڑھ ہے حالانکہ یہ کہنا درست نہیں ہے۔

یہ ناول جس کا موضوع خلش ہے اس میں چار مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کے جذبات واحساسات ان کی نفسیات اور ان کی سوچ کو پیش کیا ہے ان چاروں کی زندگی میں مختلف مسائل درپیش ہیں لیکن محبت جس کے بغیر عورت کا وجود بے معنی ہے۔ اسی کو لیکر ذہنی اور نفسیاتی کشمکش میں مبتلا رہتی ہیں اور اسی ذہنی اتار چڑھاؤ، محبت، جذبات اور دولت کی چکی میں پستی چلی جاتی ہیں اور ان چاروں کے دلوں میں ایک طرح کی خلش اپنے نیچے گاڑ لیتی ہے۔

ناول کا پلاٹ ان چاروں لڑکیوں کے گرد گھومتا نظر آتا ہے جو کہ میرا ذاتی

www.urduchannel.in

مشاہدہ ہے اور چونکہ میں نے بچپن سے ہاسٹل کی ہی زندگی گذاری ہے اور میرا حلقہ احباب کافی وسیع رہا ہے۔ ان جذبات واحساسات کو جو میں نے اپنے اردگرد دیکھے مختلف پیرائے میں بیان کیا ہے اور اسی سے ناول کا خمیر اٹھا ہے۔ چونکہ میں نے بہت قریب سے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ عورت کو ہی ان سب باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو بس یہی پایا کہ.....محبت .....ایک ہی تو لفظ ہے جس کی بولی عورت ذات بخوبی اور بہت جلد سمجھ جاتی ہے ایسا نہیں ہے کہ مرد اس لفظ سے نا آشنا ہیں لیکن جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ مرد کو عورت پر قوام بنایا گیا ہے تو صرف عورت پر ہی نہیں اس کو اپنے اعصاب پر بھی قوام بنایا گیا ہے جس کے واسطے وہ بآسانی ہر چیز سے نبرد آزما ہو جاتا ہے۔ اور عورت اپنے جذبات واحساسات کو چھپانے کی ناکام کوشش کے باوجود بھی لوگوں کے لیے ایک سوالیہ نشان بن جاتی ہے آخر کیوں؟ ۔۔۔ اور یہیں سے شروع ہوتی ہے.....وجود کی شکست وریخت .....ذہنی کشمکش اور تناؤ.....جس کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ **خلش**۔

(سفینہ بیگم)

شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

www.urduchannel.in

(۱)

شب وروز کا یہ پہیہ مسلسل گردش میں ہے رات جاتی ہے تو دن آتا ہے دن جاتا ہے تو رات آتی ہے لیکن آج کی صبح میں کچھ الگ سا احساس تھا ایک ایسا احساس جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ہلکی ہلکی ٹھنڈک ایک پورے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی اوس کی بوندیں پتوں اور پھولوں پر موتی کی طرح چمک رہی تھیں اور ہلکی چلتی ہوئی سرد ہوا سے وہ کہیں جم بھی جایا کرتی تھیں جس کی وجہ سے پھول اور پتے جھک گئے تھے۔ کبوتر پیڑ کی ڈال پر بیٹھے ہوئے اس ٹھنڈک میں خود کو محفوظ رکھنے کے لیے کبھی پروں میں اپنے آپ کو چھپا لیتے اور کبھی اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے اِدھر اُدھر گردن گھماتے لیکن ان کی چمکتی ہوئی آنکھوں میں زندگی کی رمق اور کچھ پانے کی تلاش تھی۔ پنجرے میں چند خوبصورت طوطے اور دربے سے جھانکتی ہوئی مرغیاں بھی اس دلکش منظر کو دیکھ رہی تھیں۔

قریب پڑی ہوئی چارپائی بھی لگ بھگ اوس کی بوندوں میں نم ہوگئی تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور اگر آواز آرہی تھی تو اس گھر میں لگے برمے کی۔ جس پر سرکاری نل کی طرح صبح سے بھیڑ لگ جاتی اور ہر کوئی چاہتا کہ ہم پہلے پانی بھریں اور اس کی آواز کو سن کر ہی بی جی جاگ گئیں

''اوفو.....''

''کیا مصیبت ہے؟ .....کم بخت اتنی سردی میں بھی چین سے سونے نہیں دیتے۔ اس لڑکی سے اتنی بار کہا ہے کہ سونے سے پہلے دروازے کا ڈنڈا ٹھیک سے لگا دیا کر لیکن مجال ہے کہ وہ بستر سے نکلے۔''

''ارے کیا یہ تم سب لوگوں نے صبح صبح دنگا مچا رکھا ہے کیا سرکاری نل ہے جو

www.urduchannel.in

صبح سویرے چلے آتے ہو‘‘

’’ارے بی جی۔ یہ آپ ہی کا منھ ہے جو ہم آجاتے ہیں یہاں، کسی اور کے یہاں جائیں بھی نا۔ آپ اتنی ہمدرد اور نیک دل جو ہو‘‘

پڑوس میں رہنے والی عابدہ نے کہا۔

’’ہاں چل چپ کر، آئی بڑی وہاں سے باتیں بنانے والی اگر اتنا ہی خیال ہوتا تو دھڑ پڑ کر کے اٹھاتی نا نیند سے.....اب جا یہاں سے.....‘‘

’’حرام خور کہیں کے مفت کا پانی مل جاتا ہے تو چلے آتے ہیں‘‘

بی جی اس چھوٹے سے گھر کی مالکن جہاں پر کبھی ہنسی کی آوازیں گونجتی تھیں کوئی پل ایسا نہیں ہوتا جب کھی کھی کی آواز نہ آتی ہو ضرورت کی تمام چیزیں ہونے کے ساتھ آسائشیں بھی تھیں لیکن اس حادثے نے جیسے سب کچھ ہی تو برباد کر ڈالا اور یہ گھر اس وقت کے بعد سے ویران ہو گیا۔ رامپور شہر کے رہنے والے عقیل احمد اور ان کی بیوی نادرہ بیگم دو چھوٹے بیٹوں کے ساتھ گاؤں کسی شادی میں شریک ہونے کے لئے بس میں سوار تھے۔ چہروں پر مسکراہٹیں اور دل میں خوشی کی لہر لیے ہوئے بس بھی رواں دواں تھی لیکن سامنے سے آتے ہوئے ٹرک سے وہ بس اس زور سے ٹکرائی کہ سب کی چیخیں فضا میں بلند ہو گئیں اور وہ خوشیوں کا آشیانہ ماتم کدہ بن گیا جس میں اگر کسی کی سسکیوں اور چیخوں کی آواز سنائی دے رہی تھی تو وہ تھی 8 سال کی طوبیٰ جس کو اس کے ماں باپ دادی کے پاس چھوڑ گئے تھے جن کو سب بی جی کہہ کر پکارتے تھے اس حادثے کے بعد بی جی ہی اس کا اوڑھنا بچھونا تھیں اس کا سائبان تھیں کبھی اس کے سامنے آنسو نہ بہاتیں لیکن چپکے چپکے وہ بھی روتی تھیں۔ ان کی زندگی کا بھی کچھ بھروسہ نہیں تھا اور وہ اپنی اس بچی کے لیے ہر وقت کلستی رہتیں۔ ایک وہی اس کا سہارا تھیں وقت کیسے گذرا پتا ہی نہیں چلا اور اس نے بچپن سے جوانی میں قدم رکھا۔

’’اری طوبی اٹھ بھی جا اب کتنا سوئے گی ناس لگے اس بستر کو جو یہ ہر وقت اسی سے لگی رہتی ہے ایسی ہی اگر سونے کی عادت رہی تو ساس گالیاں دے گی کہ بی جی

www.urduchannel.in

نے کچھ سکھایا ہی نہیں۔اری اٹھ جا''

''بی جی سر میں تھوڑا درد ہو رہا ہے''

اس نے کمبل میں منھ گھسائے ہوئے کہا۔

''تو تو آج اسکول نہیں جائیگی تیرے امتحان بھی تو شروع ہونے والے ہیں''

''بی جی طبیعت آج ٹھیک نہیں ہے''

اس نے رونی آواز بنا کر کہا۔

''اچھا رک میں تیرے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں''

بی جی طوبیٰ سے بہت محبت کرتی تھیں کیونکہ اس کا کل سرمایہ وہی تھی۔ساری خواہش اسی سے جڑی تھیں اور کبھی اس کو ایک کانٹا بھی چبھتا تو وہ بلبلا اٹھتیں اس کے ماں باپ کے انتقال کے بعد وہی اس کے ماں باپ تھیں۔

وقت بھی کیسا مرہم ہے جو زخموں کو مندمل تو کر دیتا ہے لیکن اس کی کسک ہمیشہ دل میں باقی رہتی ہے جو انسان کو گھڑی گھڑی احساس دلاتی رہتی ہے اور اس زخم کا کانٹا تیر کی طرح جسم کے ہر حصہ میں چبھتا رہتا ہے۔تو کبھی آنسوؤں کی شکل میں بہہ نکلتا ہے۔

''بی جی اتنی دیر ہوگئی میں کب سے آپ کی چائے کا انتظار کر رہی ہوں''

اور طوبیٰ کی آواز نے بی جی کو سوچ کے کنویں سے باہر نکال دیا ان کو ہوش بھی نہیں رہا کہ چولہے پر چڑھی ہوئی چائے کب کی ابھن کر چولہے پر پھیل گئی ہے۔

''ہاں میں لائی.....تو چل اور منھ ہاتھ دھولے''

طوبیٰ سولہ سال کی ایک معصوم لڑکی اپنے ماں باپ کی چھوڑی ہوئی تھوڑی بہت جائداد کی مالک وہی تھی لیکن اس کو ان سب باتوں کی سمجھ نہیں تھی بی جی ڈرتی تھیں کہ عمر کے جس حصہ میں وہ ہے وہاں لڑکیاں بہکتی بہت ہیں اور اگر غلط صحبت مل جائے تو پھر ان کو بھٹکنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ بی جی کو اس کو اسکول بھیجتے ہوئے یہی خدشات اپنے گھیرے میں لیے رہتے۔وہ اس کو بہت سمجھاتیں کہ کسی غلط لڑکی سے

www.urduchannel.in

دوستی مت کرنا نہ زیادہ کسی سے بات کرنا وہ بی جی کی بات ہنسی میں اڑا دیتی اور بی جی کو اسکی اس ہنسی سے کبھی کبھی بڑا خوف آتا۔

کوئی بھی خاندان میں ایسا نہیں تھا جو اس کی کفالت کی ذمہ داری لیتا۔ایک چچا تھے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ پاکستان میں رہتے تھے لیکن بھائی کے انتقال کے بعد انھوں نے بھتیجی کو پوچھا تک نہیں کہ کس حال میں ہے۔اور ماموں کے یہاں بی جی اس کو بھیجنا نہیں چاہتی تھیں کہ وہاں کا ماحول بہت فیشن پرست تھا اور بی جی کے نزدیک لڑکیوں کے بگڑنے کا ایک سبب یہ فیشن بھی تھا۔

جیسے بھی ہوا انھوں نے طوبیٰ کو اپنی نگرانی میں ہی رکھا سارا دن وہ گھر میں ہی رہتی اسکول جاتے وقت ہی گھر سے نکلتی تھی اور جب تک وہ واپس نہ لوٹ آتی بی جی اس کی حفاظت کی دعائیں کرتیں حسن بھی تو اس نے بے پناہ پایا تھا۔نین نقش اپنے باپ کی طرح اور رنگت اپنی ماں پے۔بی جی ہمیشہ اس کی بلائیں لیتیں اور پڑھتی پھونکتی رہتی تھیں۔

(2)

فجر کی اذان نے جیسے پورے ماحول کو معطر کر دیا تھا پرندے چہچہاتے ادھر سے اُدھر منڈلاتے پھر رہے تھے اور فجر کی نماز میں نمازیوں کا جو ہجوم تھا وہ مسجد کے باہر بھی قطار در قطار بکھرا ہوا تھا۔

گھر کے لوگ بھی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے اس نے بھی نماز ادا کی اور واپس جا کر بستر میں گھس گئی جیسے نیند سے زیادہ اسے کچھ پیارا نہ ہو امی کے اٹھانے پر بھی نہیں اٹھی۔

''ماہم اٹھو بیٹا دن کے ۱۰ بج گئے اور تم ابھی تک سو رہی ہو'' ابا کی آواز آئی وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی

''جی ابا میں بس اٹھ ہی رہی تھی وہ رات بھر نیند نہیں ہوئی تو''.....

''ہاں نیند کیسے آئے گی رات بھر کہانیوں کی کتابیں جو پڑھتی رہتی ہو''

www.urduchannel.in

اور ابا بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے

لکھنؤ کے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی ماہم 15 سال کی معمولی نین نقش کی لڑکی تھی۔ اس کے تین بھائی اور تین بہنیں تھیں وہ بیچ کے نمبر پر تھی اس کے ماں باپ دوسرے بچوں کی طرح اس سے بھی بہت پیار کرتے تھے لیکن صرف اس کے زیادہ سونے والی عادت پر خار کھاتے مجال تھی ماہم کی جو کسی چیز کو اپنی جگہ پر رکھ دے یہی وجہ تھی کہ چھوٹی بہن شگفتہ سے ہمیشہ اس کی لڑائی ہوتی بڑے بھائی کی شادی ہو چکی تھی اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ کلکتہ جا کر بس گئے تھے۔ باقی سب بہن بھائی پڑھ رہے تھے۔

ماہم اپنے دوسرے بھائی بہن کے مقابلے میں چنچل تھی ہر بات کو مذاق میں لینا کسی کی باتوں کو غور سے نہ سننا اگر اس سے کوئی کام کے لیے کہا جائے تو اسے ٹال دینا یا سر درد کا بہانا بنا دینا۔ باتیں کرنے میں سب سے آگے اگر کسی کے پاس باتیں کرنے بیٹھتی تو گھنٹوں نہ اٹھتی اس کی ان عادتوں سے امی کم اس کے ابا زیادہ پریشان تھے وہ اس کو جب بھی موقع ملتا سمجھاتے رہتے۔

لیکن کہا جاتا ہے کہ زیادہ نصیحتیں بھی انسان کو بے کار کر دیتی ہیں اور وہ اسی کے پیش نظر چکنا گھڑا ہو گئی تھی۔ ایک کان سے سنتی اس طرح کہ ابھی عمل ہو جائیگا لیکن ابا کے جاتے ہی دوسرے کان سے نکال دیتی۔

ماہم دسویں جماعت کی طالبہ تھی اس کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ پڑھائی دل لگا کر کرتی اور فضول باتوں میں دھیان نہ دیتی اپنے درجے میں اول نہیں لیکن دوسری پوزیشن حاصل کرتی اور اس کے پاس اپنے گھر والوں کو خوش کرنے کا یہی واحد ذریعہ تھا۔ گھریلو کاموں میں دلچسپی نہیں تھی امی ہمیشہ کہتیں ماہم میرا بچہ باورچی خانہ میں آ کر میرا ہاتھ بٹا دے پر وہ ڈھیٹ بنی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوتی۔

''ماہم! یہ کیا طریقہ ہے تمہارے کان پر تو جوں تک نہیں رینگتی اتنی دیر سے امی تمہیں بلا رہی ہیں لیکن نہیں..... تم تو ان کتابوں میں گھسی ہوئی ہو جس سے کوئی فائدہ نہیں اگر ایسی ہی رہیں تو یہ فضول کہانیاں تمہیں لے ڈوبیں گی''

www.urduchannel.in

بڑی بہن مریم اس کے سر پر سوار تھی مریم نے اس کے ہاتھ سے کتاب چھین لی۔

''اگر یہی عشق ومحبت کی داستانیں پڑھتی رہیں تو کر لی تم نے پڑھائی ان خوابوں کی دنیا سے نکل آؤ اور امی کے ساتھ کام کراؤ''

''باجی کیا ہے آپ تو مجھے ڈانٹتی ہی رہتی ہیں کون سا میں کسی سے عشق کر رہی ہوں ایک کتاب ہی تو.....''

اس نے جھنجھلا کر مریم سے کتاب چھین لی

''ماہم کتاب پڑھنا کوئی بری بات نہیں ہے جو ضروری کام ہے پہلے تم وہ کرو لیکن نہیں تم تو سنتی ہی نہیں ہو''

ماہم کی کلاس میں اس کی صرف دو لڑکیوں سے دوستی تھی علینہ اور زیبا ان دونوں کی لڑکوں سے بھی دوستی تھی لیکن صرف دوستی کی حد تک تھی اس سے زیادہ انھوں نے آگے بڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی مگر اس وقت ماہم بہت اکیلی ہوگئی جب علینہ کے والد نے اس کا داخلہ دوسرے اسکول میں کرادیا اور زیبا کے گھریلو حالات نے اسے آگے پڑھنے کی اجازت نہ دی۔ ماہم صرف پڑھائی پر ہی توجہ دیتی، ایک لڑکے نے اس سے دوستی کا ہاتھ بھی بڑھایا لیکن اس نے اس ڈر سے دوستی نہیں کی کہ اگر گھر والوں کو علم ہو گیا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔

ماہم جب بھی کبھی تنہا ہوتی کہانیوں میں موجود ہیرو ہیروین کے بارے میں سوچا کرتی کیا ایسا ہوسکتا ہے کبھی یا صرف خوابوں میں ہی ان تمام چیزوں کا گذر ہوتا ہے کبھی اسے یہ ساری باتیں سچی لگتیں تو کبھی جھوٹی۔ وہ ایک خیالی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی ایک ایسی لڑکی جس نے خواب میں اپنی الگ دنیا بسائی ہو وہاں اسے ہر طرح کے عیش وآرام ہوں کسی طرح کی پابندی نہ ہو وہ جو دل چاہے کرے جیسے چاہے رہے کوئی روک ٹوک نہ ہو، کوئی اسے ڈانٹنے والا نہ ہو، وہ آزاد پنچھی کی طرح ہواؤں میں دور تک پرواز کرتی چلی جائے۔

''اے ماہم! کیا اتنی دیر سے پاگلوں کی طرح آسمان کو گھورے جا رہی ہو

www.urduchannel.in

ٹھنڈ بڑھ گئی ہے اور تم یہاں سیڑھیوں پر بیٹھی ہو ابا نے دیکھ لیا تو بہت غصہ کریں گے چلو اٹھو'' مریم نے پیچھے سے آ کر کہا۔

اور وہ انہیں سوچوں میں گم اپنے کمرے میں چلی گئی۔

(3)

چودھری وقار صاحب کی کوٹھی آج بھی اسی شان کے ساتھ کھڑی تھی جس طرح ۳۰ سال پہلے ان کے آباؤ اجداد نے اس کو اپنے خون پسینے کی محنت سے کھڑا کیا تھا۔

آج بھی اس کی حیثیت میں ذرّہ برابر کمی نہیں آئی تھی صدر دروازے پر آج بھی وہ چاندی سے بنے ہوئے نقش ونگار اپنی شان وشوکت کا پتا دے رہے تھے۔

لکھیم پور کے ایک گاؤں میں تعمیر کردہ یہ کوٹھی چودھریوں کے خاندان کی ملکیت تھی اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے گھر اور دور تک پھیلے درخت ہی درخت ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ کوٹھی کے پچھلی طرف کھیت جو انہیں کی جاگیر میں سے تھے۔ گاؤں میں رہنے والا ہر غریب اپنی ساری پریشانیاں چودھری وقار صاحب کے پاس ہی لے کر آتا اور وہ مال کے ذریعہ اس کی پریشانیاں دور کرتے۔

چودھری وقار صاحب کے خاندان میں ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں تینوں بیٹے کھیت کی نگرانی کرتے اور اسی کے ذریعہ اپنی روزی روٹی کماتے تینوں بیٹوں کی شادی ہو چکی تھی۔ چونکہ تعلیم حاصل کرنے کا رواج ان کے یہاں نہیں تھا اس لئے فرسودہ خیالات اور رسم ورواج کو یہاں بہت اہمیت دی جاتی چونکہ دولت کی کوئی کمی نہیں تھی لہٰذا نوکروں کی ایک لمبی قطار تھی اور الگ الگ کام کے لئے الگ الگ نوکر مقرر تھے ایسا نہیں تھا کہ تعلیم کو وہ برا سمجھتے تھے لیکن جس بات پر دادا نے عمل کیا وہی آج ہوتا چلا آ رہا تھا۔

چودھری صاحب کے وفادار نوکروں میں سے ایک عبدل بھی تھا مگر غیر تعلیم یافتہ، بھلے برے کی تمیز نہیں تھی جو لوگوں نے کہا مان لیا لیکن اپنے مالک کا وفادار اور ہر قدم پر ان کے کام آنے والا۔ اس کے باپ دادا بھی اسی خاندان میں نوکری کر چکے تھے۔

www.urduchannel.in

چودھری صاحب کو سارے نوکروں میں سب سے زیادہ اسی پر بھروسہ تھا کھیت کی سیر کرنے یا کہیں شادی بیاہ کے موقع پر عبدل ہی ان کے ساتھ رہتا، رہتا تو وہ چودھری صاحب کی کوٹھی کے پیچھے والے مکان میں، لیکن وہ مکان عبدل کا اپنا نہیں بلکہ چودھری صاحب کا تھا جس میں انھوں نے اسے رکھا تھا وہ عبدل کو ایک الگ مکان بنوا کر دینا چاہتے تھے۔

''اجی مالک! اس کی کا جرورت ہے ای مکان جو آپ نے ہم کو دیا ہے کا پھی ہے بس ہمارا ک بٹیا ہی تو ہے اتا بڑا مکان کا کا ہوگا''

''ارے نہیں عبدل تم ہمارے وفادار نوکر ہو تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ تمہاری ضرورتوں کا خیال رکھیں''

''ہاں مالک بس اک بات ہے ہماری بٹیا کو پڑھائی کا بہت سوک (شوق) ہے جب دیکھو جد (ضد) کرتی ہے کہ ابا ہم کو بھی سکول جانا ہے''

''ہاں کہاں ہے تمہاری بیٹی زہرا بلاؤ اسے''

عبدل کی بیٹی زہرا درمیانہ قد اور سانولی رنگت کی مالک تھی آنکھوں میں ایک ڈر خوف ہمیشہ رہتا گاؤں کے دوسرے بچوں کی طرح وہ بھی اسکول جانا چاہتی تھی کتابوں سے اس کو لگاؤ تھا ماں کی موت کے بعد وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی نہ کوئی بھائی نہ بہن۔ اس کا دل بھی باہر والوں کے ساتھ کھیلنے میں نہیں لگتا تھا وہ شروع شروع میں چودھری صاحب کی کوٹھی ضرور جاتی وہاں کے بچے اسے بہت اچھے لگتے۔ ان کے ساتھ ہنس بول لیا کرتی عبدل اس پر زیادہ دھیان نہیں دے پاتا کیونکہ وہ تو خود ہی باہر کے دھندوں میں رہتا لیکن اس کو یہ تسلی رہتی کہ اس کی بیٹی کہیں اور نہیں چودھری صاحب کی کوٹھی میں ہے۔

مگر زہرا نے اس دن سے کوٹھی جانا ہی چھوڑ دیا جب سے اسے چودھری صاحب کے پوتے باسط کی آنکھوں میں ایک الگ سی چمک نظر آئی زہرا کو اس سے ڈر لگنے لگا تھا۔

www.urduchannel.in

چودھری صاحب نے اس کا داخلہ قریب ہی ایک سرکاری اسکول میں کرادیا اور یوں کتابوں سے اس کی دوستی ہوگئی اور آہستہ آہستہ وہ ایک ایک درجہ آگے بڑھتی گئی چودھری صاحب اسے خاص طور پر کوٹھی آنے کے لئے کہہ کر جاتے اب اس کے اندر وہ ڈر اور خوف بھی ختم ہوگیا تھا جو باسط کو دیکھ کر ہوتا تھا وہ اب نویں جماعت میں تھی کوٹھی میں قدم رکھتے ہی اس کا سامنا باسط سے ہوا اور باسط نے اس کو دیکھتے ہی آداب کیا لیکن وہ نظریں چراتی ہوئی بڑی مالکن کے پاس اندر چلی گئی۔

بڑی مالکن نے اسے اپنے ساتھ کام میں لگا لیا کیونکہ باسط کے سب سے بڑے بھائی ثاقب کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں تھیں۔ زہرا تھی تو چھوٹی لیکن ہر کام میں ساتھ دے رہی تھی سب ہی اس سے بہت اچھے طریقہ سے پیش آتے لیکن تھی تو نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والی ایک نوکر کی بیٹی، باسط کی نظروں سے بچی ہوئی نہیں تھی جو ہر جگہ اس کا پیچھا کرتیں۔ مگر وہ اپنا دھیان ادھر سے ہٹا کر بس کام میں لگی رہتی۔

شادی کے ہنگامے ختم ہوئے تو اس کے امتحان شروع ہونے کو تھے اپنی کلاس میں اس کی کسی سے دوستی نہیں تھی وہ بہت چپ رہنے والی لڑکی تھی۔ کوٹھی بھی وہ مالکن کے بلانے پر ہی جاتی لاکھ وہ بہت اچھی تھی اپنے آپ کو غلط کاموں سے دور رکھنے والی لیکن تھی تو وہ ایک لڑکی ہی جو اپنی طرف اٹھنے والی مرد کی نگاہ کو پہچان سکتی تھی۔

جہاں سے بھی گذرتی باسط اس پر جملے کستا، چھپ چھپ کر اسے دیکھتا کبھی کام میں لگی ہوتی تو دور سے پھول پھینک کر مارتا وہ گھبرا جاتی کہ اگر کہیں کسی بڑے نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا وہ غصہ والی نظروں سے اسے گھورتی لیکن اس کی نظروں میں ناچتی ہوئی شرارت کو بھی وہ پہچان گئی تھی۔

کچھ بڑھتی عمر نے اور کچھ تعلیم نے اس کو نکھار دیا تھا اور وہ وقت سے پہلے ہی جوان ہوگئی تھی شاید نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں وقت سے پہلے ہی جوان ہوجایا کرتی ہیں۔ وہ ہمیشہ محبت سے محروم رہی، پیدا ہوتے ہی ماں کی محبت سے، باپ باہر کام پے رہتا تو اس کی محبت سے محروم وہ اپنے ہی خول میں سمٹتی چلی گئی لیکن باسط

www.urduchannel.in

نے اس خول کو توڑ کر ہی دم لیا۔ پہلے اس کو کوٹھی آنے سے ڈر لگتا تھا دہشت سی ہوتی۔ لیکن اب اس کو یہاں آنا اچھا لگنے لگا تھا۔

(4)

شیخ مجیب الرحمٰن دہلی شہر کے جانے مانے وکیل، وکالت میں اپنا ایک مقام بنانے میں ان کو کافی عرصہ، لگا تب آج وہ اس مقام پر پہنچے کہ ان کی اپنی ایک شناخت قائم ہوئی اور آج ان کے خاندان کے لوگ ان کے آگے پیچھے تھے جو پہلے ان کو دیکھتے تک نہیں تھے۔

دلی کے بٹلہ ہاؤس میں ایک عالی شان مکان میں رہتے تھے۔ دنیا کی تمام آسائشیں ان کے گھر میں موجود تھیں۔

دھاڑ.....تڑ تڑ تڑ

بوا گھبرائی ہوئی باورچی خانے سے باہر آئیں اور فرش کا یہ حال دیکھ کر ان کے منہ سے دبی سی چیخ نکلی، جو ٹوٹی ہوئی پلیٹوں سے سجا ہوا تھا۔

''بیٹا عالیہ یہ کیا کیا آپ نے''

بوا نے افسوس ناک لہجہ میں پوچھا

''تمہیں دکھتا نہیں ہے یہ ٹوٹی پلیٹیں ہیں کچھ کام آتا بھی ہے یا نہیں اتنا خراب ناشتہ بنایا ہے میرے لیے''

''بیٹا ایسا نہ کہو میں آپ کے لیے اور بنا دیتی ہوں''

''ضرورت نہیں ہے مجھے''

اس کی تیز آواز سن کر ممی پاپا بھی کمرے سے باہر نکل آئے

''عالیہ یہ کیا بدتمیزی ہے؟ یہ کیا کیا تم نے؟''

''ان سے کہہ دیجیے آئندہ میرے لیے ناشتہ ڈھنگ سے بنائیں اگر ذرا سا بھی خراب ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا''

''عالیہ یہ کیا طریقہ ہے، بوا تم سے بڑی ہیں تمہاری ابھی سے ایسی حرکتیں

www.urduchannel.in

رہیں، اتنی بدتمیزی سے تم نے بڑوں سے بات کی، تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا''
پاپا نے غصہ میں کہا۔
''ہم نے اس کو غلط اتنی آزادی دی جو یہ ایسا برتاؤ کر رہی ہے''
اور عالیہ پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

شیخ مجیب الرحمٰن ایک شریف شخص تھے۔ اور ان کی اہلیہ بھی ایک نیک خاتون تھیں مشکل وقت میں انھوں نے اپنے شوہر کا ساتھ دیا اور ہر قدم پر ان کے ساتھ رہیں شادی کے کئی سال بعد تک لاولد رہیں اللہ تعالی سے بہت دعائیں مانگیں لیکن اللہ تعالی کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے شادی کے 14 سال بعد ان کے یہاں عالیہ کی پیدائش ہوئی جیسے ان کے گھر میں بہار آ گئی ان کے پاس اتنی دولت تھی کہ سات پشتیں بھی کھاتیں تب بھی کم نہ ہوتا، عالیہ کی پرورش انھوں نے بڑے ناز سے کی چونکہ اکلوتی بیٹی تھی۔ بے جا لاڈ پیار نے اس کو بگاڑ دیا۔ ماں کہتیں کہ کہیں ہمارے اتنے لاڈ سے بگڑ نہ جائے لیکن مجیب صاحب کہتے۔

''ارے بیگم صاحبہ! ۔ اتنے سال بعد تو خدا نے اولاد دی ہے میں اپنے سارے ارمان نکالوں گا''

اور یہ سن کر وہ خاموش ہو جایا کرتیں عالیہ کا داخلہ شہر کے بڑے اسکول میں کرایا گیا۔ لیکن تعلیم سے دلچسپی نا کے برابر تھی۔ چھوٹی کلاس سے ہی اس کے اندر غلط عادتیں پیدا ہونے لگیں۔ ادھر اُدھر گھومنا۔ کلاس چھوڑ کر کینٹین میں بیٹھے رہنا۔ گھر والوں نے اس طرف توجہ نہیں دی اور یوں وہ اس راستے پر چل پڑی اس کی دوستی لڑکیوں سے ہی تھی لڑکوں سے نہیں لیکن غلط صحبت کا اثر انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

عالیہ دل کی بری نہیں تھی لیکن جو اسے دکھایا جاتا اور جو بتایا جاتا وہ اسی پر آنکھ بند کیے یقین کر لیتی دن بدن بڑھتی ہوئی بدتمیزی نے مجیب صاحب کو اس کی طرف متوجہ کیا اور وہ ایک دن اس کے اسکول پہنچ گئے جہاں پتہ چلا کہ وہ تو آج اسکول آئی ہی نہیں ہے وہ پریشان گھر لوٹ آئے اور جب عالیہ آئی

www.urduchannel.in

''کہاں تھیں تم میں تمہارے اسکول گیا تھا لیکن تم وہاں نہیں تھی'' انھوں نے غصے سے کہا

اور یہ سن کر عالیہ کے پیروں تلے زمین کھسک گئی

''وہ وہ.....وہ پاپا میں اپنی دوست کے یہاں چلی گئی تھی''

چٹاخ.....

یہ اس کی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا جو اس کے پاپا نے اس کو مارا تھا اور اس دن سے اس کا اسکول جانا بند کر دیا گیا۔

وہ بہت چلائی روئی دھوئی۔ کھانا پینا چھوڑا لیکن اس کی کسی نے نہ سنی۔

(5)

طوبیٰ اپنے محلے میں سب سے خوبصورت لڑکی تھی دوسری لڑکیوں سے بھی اس کی دوستی ہوگئی تھی لیکن بی جی اسے سمجھاتی رہتیں کہ زیادہ دوستی بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے آج کل کا ماحول بہت خراب ہے لڑکیوں کا کچھ بھروسہ نہیں ہے طوبیٰ بی جی کی اتنی نصیحتوں سے چڑ جاتی اس کی کلاس میں بھی اس کی دوستی زیادہ لڑکیوں سے نہیں تھی لیکن اس کی کلاس کے لڑکے اس سے دوستی کرنا چاہتے پر وہ صاف انکار کر دیتی۔

''طوبیٰ تو اتنی پیاری ہے لڑکے تجھ سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تو منع کیوں کر دیتی ہے اگر تیری جگہ میں ہوتی تو یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی''

اس کی دوست رمشا نے کہا۔

''نہیں، بی جی منع کرتی ہیں' کسی لڑکے سے بات نہیں کرنی چاہئے' غلط بات ہوتی ہے''

''پاگل تو کون سا اس کے ساتھ گھومنے جا رہی ہے یا اس سے اتنی باتیں کر رہی ہے جیسے ہم دونوں دوست ہیں ویسے اگر کوئی لڑکا دوستی کرنا چاہے تو کر لے'' اس نے مشورہ دیا۔

''ہاں تو دیکھتی نہیں ہے کیا، وہ عامر تجھ سے دوستی کرنا چاہتا ہے لیکن تو جو ہے

www.urduchannel.in

اس کو گھانس ہی نہیں ڈالتی ہے''

ماریہ نے اس سے کہا۔

لیکن طوبیٰ نے ان کی باتوں پر زیادہ غور نہیں کیا، چھٹی ہوگئی اور سب اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔ طوبیٰ گھر آ کر ان باتوں کو سوچنے لگی کہ اگر کسی لڑکے سے دوستی کر لی جائے تو کیا غلط ہے۔ لیکن وہ اسی ذہنی کشمکش میں مبتلا رہی نہ کسی نتیجے پر پہنچی اور نہ ہی کوئی فیصلہ لے پائی اسے رمشا اور ماریہ کی باتیں رہ رہ کر یاد آئیں لیکن اس نے انہیں جھٹک دیا۔

''اری طوبیٰ! اتنی دیر سے کیا سوچے جا رہی ہے میں تجھے بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں کوئی بات ہے؟''

''کسی نے کچھ کہہ دیا''.....

''کسی سے لڑائی ہوگئی''.....

بی جی نے اس کو ہلایا تب وہ ہوش میں آئی۔

''جی جی۔ بی جی آپ کچھ کہہ رہی ہیں۔''

''ہائے! خاک پڑے منہ پر میرے''.....

''اتنی دیر سے میں کچھ اور کہہ رہی تھی تو کہاں کھوئی ہوئی تھی''

''کہیں نہیں بی جی کہیں بھی تو نہیں''

اور اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لا کر بی جی کے گلے میں باہیں ڈال لیں

''میں ٹھیک ہوں بی جی آج زیادہ تھک گئی تھی، اس لئے بس اور کچھ نہیں''

''آپ کو تو وہم ہو جاتا ہے'' اور یہ کہتے ہوئے وہ بی جی کے پاس لیٹ گئی

''بی جی مجھے آپ کے پاس سونا ہے، آپ کے لحاف میں''

''اری ہٹ ادھر کو مجھے گدگدی ہو رہی ہے دیوانی ہوگئی کیا.....

''چل پرے ہو''

اور بی جی تو کب کی سو گئیں پر اسے نیند نہ آئی یہ عمر ہی ایسی تھی کہ جہاں ان

www.urduchannel.in

باتوں کا اثر جلدی ہوتا ہے اور طوبیٰ بھی اس میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

''کیسی ہو طوبیٰ؟ کیا ہوا.....کچھ مرجھائی ہوئی لگ رہی ہو''

کلاس میں داخل ہوتے ہی رمشاء نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا۔

''نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے رات دیر تک پڑھنے کی وجہ سے ٹھیک سے نیند نہیں آئی تو''.....

''ہم م م م''.....

ماریہ نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔

لیکن طوبیٰ نظر انداز کر گئی۔

دراصل ماریہ اور رمشاء ایسی لڑکیوں میں سے تھیں جو اپنے جال میں معصوم لڑکیوں کو پھنسا کر ان کا غلط استعمال کرتی تھیں اور یہاں طوبیٰ ان کو اپنے جال کا ایک مہرا نظر آ رہی تھی وہ اس کو کسی طرح بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھیں۔

طوبیٰ دسویں کلاس میں قدم رکھ چکی تھی اس نے اپنی زیادہ تر توجہ پڑھائی پر مرکوز کر دی لیکن دسویں جماعت میں آتے آتے اس کی دوستی 11 ویں کلاس کے ایک لڑکے سے ہو گئی جس کا نام عامر تھا وہ ایک امیر گھرانے کا رئیس زادہ تھا طوبیٰ سے اس کی دوستی ہو تو گئی مگر وہ اس سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی رمشاء اور ماریہ ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتیں کہ کس طرح عامر کو اکیلے میں اس کے ساتھ بات کرنے کا موقع دیں۔ جبکہ طوبیٰ ہمیشہ کی طرح کوئی بھی بہانہ بنا دیتی۔

''کیا بات ہے طوبیٰ ہماری دوستی تو لگتا ہی نہیں، جیسے ہے''

اس دن وہ اسکول آئی تو گیٹ پر ہی عامر نے اس کا راستہ روک لیا وہ تھوڑا پریشان ہو گئی۔

''نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے تمہیں غلط لگ رہا ہے''

''اگر ایسا نہیں ہے تو میرے ساتھ ایک کپ چائے''

وہ ہاں نا کی کشمکش میں مبتلا اس کے ساتھ چائے پینے پر تیار ہو گئی اور رمشا اور

www.urduchannel.in

ماریہ کو تلاش کرنے لگی کیونکہ وہ اس کے آنے سے پہلے ہی گیٹ پر موجود ہوتی تھیں لیکن آج وہ دونوں آئی ہی نہیں تھیں شاید یہ بھی ان کی کوئی چال تھی پر افسوس وہ کچھ نہیں کر سکی۔

''ہیلو...''

عامر نے اس کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے کہا

''کہاں گم ہو...''

''رمشاء اور ماریہ آج نہیں آئی ہیں''

''ہاں لگ رہا ہے''

اب روز کا یہی معمول ہو گیا اگر رمشاء اور ماریہ آتیں بھی تو طوبیٰ سے دور دور رہتیں تا کہ طوبیٰ کو عامر کے زیادہ قریب آنے کا موقع ملے آخر عامر سے طوبیٰ کی اچھی دوستی ہو گئی لیکن طوبیٰ کے اندر انجانا خوف پیدا ہو گیا بی جی کی آواز بار بار اس کے اندر گونجتی....

(6)

ماہم اپنی فیملی کے ساتھ کلکتہ شادی میں آئی ہوئی تھی ۔ جہاں اس کی ماموں زاد بہن کی شادی تھی اور ماہم کو شادیاں بہت پسند تھیں وہ ہمیشہ اپنی بہن سے کہتی کہ میری شادی ایسے گھر میں ہوگی جہاں لڑکا گھوڑے پر سوار ہو کر مجھے لینے آئیگا اور وہ انھیں خوابوں کی دنیا میں نہ جانے کیا کیا سوچ لیتی۔

ساری لڑکیاں گھر کے کاموں میں لگی ہوئی تھیں کوئی جوڑے ٹانک رہی تھی تو کوئی دولہن کے لیے ابٹن گھول رہی تھی کوئی مہمانوں کے آرام کے لیے بستر کا انتظام کر رہی تھی اور انہیں ترتیب سے لگا رہی تھی کوئی کھانا بنانے اور گھر کی عورتوں کا ہاتھ بٹانے میں لگی ہوئی تھی ،غرض کہ ہر کوئی کسی نہ کسی کام میں خود کو مصروف رکھے ہوئے تھا لیکن اگر کوئی خالی تھا تو وہ تھی ماہم جو ایک کمرے میں دلہن کے پاس بیٹھی اپنے ہاتھ پر مہندی لگوا رہی تھی۔

بھلے ہی اس کے اسکول کے لڑکوں سے دوستی نہیں تھی لیکن اپنے خاندان کے

www.urduchannel.in

لڑکوں سے اس کی خوب دوستی تھی ہر ایک سے چھیڑ چھاڑ، پریشان کرنا، کبھی کسی کے نوچ لیا، کبھی مار دیا، تو کبھی بلاوجہ کسی کو دھکا دے دیا اور اس کی ان عادتوں سے امی بہت پریشان تھیں۔

اس دن بھی جب سب لڑکیاں کام میں لگی ہوئی تھیں وہ اڑی اڑی پھر رہی تھی اور اگر کوئی اس کے پیچھے تھا تو وہ اس کے بڑے ماموں کا بیٹا۔ دونوں میں تھی بھی خوب دوستی۔ امی کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ اسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی، جب بھی ہوتا اس سے گپیں لڑاتی۔ وہ ماہم ہی کیا جو کسی کی بات مان لے اپنے نام کی ایک ہی تھی اور اپنے پورے گھر میں سب سے الگ۔

''ماہم ذرا یہ کپڑے تو پریس کر دو اتنی دیر سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں''

امی نے جان بوجھ کر اس وقت کہا جب ابا سامنے تھے' چاہ کر بھی وہ منع نہ کر پائی اور مجبوراً اس کو پریس کرنا پڑی جس میں پورا آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ کام سے نپٹ کر اوپر جانے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ راستے میں نہال مل گیا وہ نہال کو دیکھ کر خوش ہوگئی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کی کرنیں تو وہ بہت پہلے ہی محسوس کر چکی تھی۔ بس اس کو زبان دینے کی دیر تھی لیکن نہال نہ جانے کیوں اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

ماہم نہال کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اس کے رویوں سے، اس کی باتوں سے، اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ ماہم سے محبت کرنے لگا ہے لیکن اظہار کیوں نہیں کر رہا۔

نہال ایسا کیوں کر رہا ہے میں تو اتنی خوبصورت بھی نہیں ہوں' پھر بھی وہ ایسی حرکتیں..... خاندان میں اور بھی اتنی خوبصورت لڑکیاں ہیں' پھر اس کی نظر مجھ پر ہی کیوں ہے' آخر کیوں وہ مجھے دیکھ کر مسکراتا ہے، کیوں بھری محفل میں میری ہی تصویر لیتا ہے اگر یہ محبت نہیں تو پھر کیا ہے کیوں کر رہا ہے وہ ایسا.....

''ماہم تم سدھرو گی نہیں نا آخر یہ سوچ کب ختم ہوگی''

اس کی بڑی بہن نے آ کر اس کو ہلایا تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔

اسی الٹ پھیر میں شادی کا دن بھی آ گیا اور بارات آنے ہی والی تھی لیکن

www.urduchannel.in

ماہم کا دوپٹہ ہی نہیں سنبھل رہا تھا جیسے تیسے وہ اپنا غرارہ سنبھالے ہوئے نیچے اتری لیکن پیر پھسلتے ہوئے بچا اور وہ نہال سے ٹکرا گئی نہال نے پلٹ کر دیکھا اور ستائشی نظروں سے اسے کچھ دیر تک گھورتا رہا تو وہ گھبرا کر وہاں سے چلی گئی۔

شادی کے ہنگامے ختم ہوئے تو سب اپنے اپنے گھر جانے کی تیاری کرنے لگے ماہم ،اور اس کے والدین اور بہن بھائی چلنے کے لیے تیار ہو گئے شگفتہ بھی اس کے ساتھ تھی جیسے ہی ماہم نہال کے قریب سے گذری ہلکی سی آواز سنائی دی۔

''جلدی آنا.....''

اور ماہم نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں بہت کچھ محسوس کر گئی پورے سفر میں وہ یہی سوچتی رہی آخر اس نے مجھ سے کچھ کہا کیوں نہیں اگر اس کے دل میں کچھ ہے تو کم سے کم منھ سے کچھ بولے تو۔

ماہم اسی ذہنی انتشار میں الجھتی ہوئی گھر لوٹ آئی اور اَن کہے سوالوں میں اس نے اپنی دنیا بنالی ہر وقت نہال کے بارے میں سوچنا۔ سوچ سوچ کر مسکرانا، کسی کام میں دل ویسے ہی نہیں لگتا تھا، شادی سے لوٹنے کے بعد وہ اور بیکار ہو گئی اس کی حرکتیں گھر کے تمام لوگوں نے غور کی تھیں۔

شگفتہ جو ماہم سے ایک سال چھوٹی تھی اس سے اکثر پوچھتی تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہارے دسویں کے امتحان ہونے والے ہیں کہاں کھوئی رہتی ہو۔

لیکن ماہم کسی کی بات کا ڈھنگ سے جواب ہی نہیں دیتی اس کو یقین تھا کہ نہال ضرور فون کر کے اس سے بات کرے گا۔

ہمیشہ کی طرح اس دن بھی نہال نے فون کیا اس کے بات کرنے کا انداز وہی تھا، لیکن ماہم کو ہر چیز نئی نئی لگی وہ پہلے بھی اس سے بات کرتا تھا اب بھی اس نے ویسے ہی بات کی جبکہ ماہم کے چہرے پر اس کی آواز سے ہی گلاب کھل گئے۔ یہ بات کسی نے محسوس کی ہو یا نہیں اس کی چھوٹی بہن شگفتہ نے ایک پل میں بھانپ لیا مگر کہا کچھ نہیں 16 سال کی یہ لڑکی بخوبی ان باتوں کو سمجھتی تھی۔

www.urduchannel.in

''ماہم تمہارا اور نہال بھائی کا کیا معاملہ ہے''

اس نے رات کو لیٹتے وقت ماہم سے پوچھ ہی لیا تو ماہم ایک دم آگ بگولہ ہوگئی اور اس کو بری طرح ڈانٹ دیا۔

شگفتہ کو اس بات کا خیال تھا کہ میری بہن ایک ان دیکھی دلدل میں پھنستی چلی جارہی ہے۔جس کی کوئی راہ نہیں وہ خوش فہمی کی زندگی گذارنے لگی ہے۔

لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں ذرا سی نظر التفات سے ہواؤں میں پرواز کرنے والیں لیکن انجام نہیں جانتیں کہ جتنی تیزی سے وہ اوپر اُڑ رہی ہیں اتنی ہی تیزی سے نیچے بھی گریں گی اور وہ چوٹ بہت تکلیف دہ ہوگی ہے۔انہیں میں سے ایک ماہم بھی تھی۔

(7)

باسط کی نظریں روز بروز زہرا کو اپنے حصار میں لے رہی تھیں جس کی وجہ سے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ میرا اور اس کا کیا جوڑ...کہاں راجہ بھوج کہاں گنگو تیلی.....

لیکن اس کیفیت کے ساتھ ہی اس نے کوٹھی آنا نہ چھوڑا اس کا اسکول جانے کا یہ معمول برقرار رہا اسکول گھر سے ذرا دوری پر تھا پر جب سے چودھری صاحب نے عبدل کو نیا مکان دیا تھا اسکول گھر سے دور ہوگیا تھا وہ پیدل ہی اسکول جاتی اور راستے میں کھڑے ہوئے لڑکے اکثر اسے برے برے ناموں سے پکارتے لیکن وہ کسی کی باتوں پر کان نہ دھرتی۔

''کیا بات زہرا! تو تو بڑی خوبصورت ہوتی جارہی ہے''

اس کے پڑوس کے ایک لڑکے نے اس کو بھرپور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اس تعریف نے زہرا کے دل میں تھوڑی ہلچل پیدا کی لیکن اس نے خود کو سنبھالے رکھا اور ناک چڑھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

گھر جا کر اس نے خود کو آئینہ میں دیکھا اس سے پہلے اس نے کبھی اپنی شکل بھی ڈھنگ سے آئینہ میں نہیں دیکھی ہوگی لیکن آج اس ذرا سی تعریف نے اس کو اپنی

www.urduchannel.in

طرف متوجہ کر دیا تھا۔

عورت کے اندر سراہے جانے کی خواہش ہمیشہ سے رہی ہے وہ چاہتی ہے کہ اس کو سراہا جائے اور یہ خواہش زہرا کے اندر بھی پیدا ہوئی مگر وہ چاہتی کہ باسط اس کو سراہے وہ بہت خوبصورت تو نہیں لیکن کشش بے پناہ تھی، جب بھی اسکول جاتی راستے میں کھڑے ہوئے لفنگے لڑکے اس پر جملے کستے اور آج تک اس کی تعریف بھی تو کسی نے نہیں کی تھی اسے یہ سب باتیں اچھی لگنے لگیں۔

آہستہ آہستہ وہ ایسے راستے پر چل نکلی جہاں کی منزل اسے خود معلوم نہیں تھی اور چند ماہ میں ہی وہ بالکل بدل گئی۔ پہلی والی زہرا جو شرمائی شرمائی سی رہتی زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی اب ہر وقت کھلکھلاتی رہتی اور اس کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی مسکراہٹ کتنی سحر انگیز ہے۔

اب جب بھی وہ کوٹھی جاتی، تو تیار ہو کر جاتی عبدل اس کی اس تبدیلی پر خوش بھی تھا تو تھوڑا پریشان بھی جب وہ چودھری صاحب کے یہاں سے واپس آتا تو زہرا کو اپنے ساتھ ہی لے آتا چودھری صاحب کی پوتیاں اسے روکنے کی بھی کوشش کرتین لیکن عبدل بہانا بنا دیتا اس کو ایک انجانے خدشات نے گھیر لیا تھا۔

''مالک آپ نے ہم کو بلایا''

''ہاں عبدل آؤ''!

چودھری صاحب نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا

''سوچ رہا تھا کہ شہر کے پاس جو ہماری خالی زمینیں پڑی ہیں اس پر کھیتی باڑی کی جائے جس کے لیے میں پہلے وہاں کی زمینوں کا معائنہ کرنا چاہ رہا ہوں میرے بیٹے بھی میرے ساتھ ہونگے لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی ہمارے ساتھ چلو''

''ارے مالک! یہ تو ہماری کھوس (خوش) نصیبی ہے کہ آپ ہمیں وہاں لے کر جائیں گے لیکن زہرا بٹیا اکیلی رہ جائیگی تو ہم''.....

''ارے تم اس کے لیے پریشان نہ ہو وہ تب تک کوٹھی پر ہی رک جائیگی اور

www.urduchannel.in

بھی تو لڑکیاں ہیں اس کے ساتھ کی''.....

عبدل اس بات کو سن کر تھوڑا پریشان ہو گیا مالک کی بات کو ٹال بھی نہیں سکتا تھا ان کے اتنے احسانات اس پر تھے۔ لہذا چلنے کے لیے تیار ہو گیا اور زہرا کو سمجھا دیا کہ وہ ٹھیک سے رہے ان کو وہاں ایک دن بھی لگ سکتا ہے۔

جب سے وہ کوٹھی میں رکی ہوئی تھی۔ باسط اس کے ارد گرد ہی چکر لگا تا رہا شام کے وقت اکیلا دیکھ کر وہ اس کے پاس آ بیٹھا۔

''زہرا تم مجھے سے ڈرتی کیوں ہو''

''نہیں تو میں کہاں ڈرتی ہوں''

وہ عجب انداز میں اٹھلائی

''پھر مجھ سے دور دور کیوں بھاگتی ہو''

''آپ کا وہم ہے''

یہ کہہ کر باسط نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ ذرا گھبرا گئی کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔

''زہرا تم مجھے اچھی لگتی ہو''

''تو میں کیا کروں''

''مطلب تم... تمہیں میں اچھا نہیں لگتا''

''آپ کا اور ہمارا کیا جوڑ آپ اتنے اونچے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں ایک نوکر کی بیٹی''

''زہرا محبت میں سب کچھ جائز ہے''

''باسط بھول جایئے ایسا کچھ نہیں ہے''

''کیوں زہرا کیا تم مجھے پسند کر نہیں کرتی ہو''

''پسند اور محبت سے کچھ نہیں ہوتا جو نصیب میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے''

لیکن باسط نے زہرا کو اپنی دلفریب باتوں میں الجھا کر اس کی آنکھوں پر اپنی محبت کا پردہ ڈال دیا وہ اپنی تعریفیں سن کر اس کی محبت میں کھو گئی اور یہ بھول گئی کہ وہ

www.urduchannel.in

جس ڈگر پر چل نکلی ہے وہ اس کے لیے ٹھیک نہیں ایک ایسی ڈگر جو اس کو کھائیوں کی طرف لے جائیگی ایک ایسی ان دیکھی راہ جس میں سیکڑوں پتھر ہیں ہزاروں کانٹیں اس کے پیروں کو زخمی کر دینگے۔ لیکن محبت کی یہ اندھی رہ گزر اس کے لیے بڑی دلنشیں اور خوبصورت تھی۔

(8)

عالیہ کا اسکول جانا بالکل بند ہو گیا باہر کی اس پر لطف فضا کے برعکس گھر میں رہنا اس کو بہت کھل رہا تھا شیخ مجیب الرحمٰن نے اس کے لیے گھر پر ہی پڑھائی کا انتظام کروانا چاہا۔

''مجھے گھر پر رہ کر نہیں پڑھنا' پڑھائی صرف اسکول ہی میں ہوتی ہے''

''ہاں ہم جانتے ہیں تمہاری کتنی پڑھائی اسکول میں ہوتی تھی''

''بیگم اسے سمجھائیے کہ یہ ہماری بات مان لے ورنہ اچھا نہیں ہوگا''

''نہیں کرنی مجھے پڑھائی وڑھائی''

اور وہ غصہ میں پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی شروع سے ہی اگر عورت پر پابندیاں لگائی جائیں تو وہ اس کی عادی ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک آزاد عورت پر پابندیاں لگائی جائیں تو خونخوار شیرنی کی مانند سب پر وار کرتی ہے اور پنجرے کی قید سے نکلنے کے لیے ہزاروں جتن کرتی ہے۔ عالیہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے آخر کیسے وہ اس قید سے باہر نکلے۔

''کہاں ہے تو یار تیرا تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے اسکول تو آتی نہیں گھر پر فون کرو تو کبھی کوئی کہتا سو رہی ہے۔ یا کہیں گئی ہے''

کافی دن بعد اس کی سارا سے بات ہوئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے گھر والوں نے فون اس کی دسترس سے دور رکھا تھا تاکہ وہ اپنی دوستوں سے بھی بات نہ کر پائے بری صحبت بگاڑ کا سب سے تیز ہتھیار ہے لیکن اس دن فون کے آس پاس کوئی نہیں تھا تو اس نے سارا کا نمبر ملا دیا۔

www.urduchannel.in

اور ایک ایک کر کے ساری باتیں اس کے گوش گذار کر دیں۔

''دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ تیرے بابا اتنے دقیانوس خیالات کے ہونگے''

سارا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا

''ہاں پر ان کے الگ اصول ہیں جن پر چلنا وہ اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں''

''اچھا میری ایک بات سن.....

اور سارا نے اس کو اس قید سے نجات دلانے کے لیے جو باتیں اس کو بتائیں اس سے وہ دل میں خوش بھی ہوتی رہی لیکن سوچ میں پڑ گئی کہ یہ آخر کیسے ہوگا اگر باہر نکلنا ہے تو اس پر عمل کرنا پڑے گا

سارا بہت چالاک لڑکی تھی بے انتہا خوبصورت لیکن پیسے کی کمی تھی اور اس کی اس کمی کو عالیہ پورا کرتی تھی تو وہ کیسے اپنی سونے کی چڑیا کو قید میں دیکھتی وہ اس کو باہر نکالنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔

''السلام علیکم''.....

اگلے دن ناشتے کی میز پر آتے ہی اس نے دونوں کو سلام کیا تو انھوں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا کہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے اور وہ خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی آج اس نے نہ بوا کو ڈانٹا پھٹکارا نہ چلائی۔ نا ہی دوسری چیزوں پر اپنا غصہ اتارا۔ ناشتہ کر کے خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

''بوا میں آپ کے کام میں کچھ مدد کروں''

اور بوا اس کی اس بات پر غش کھاتے کھاتے بچیں ان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا کہ یہ عالیہ ہی کہہ رہی ہے یا کوئی اور .....عالیہ انھیں دیکھ کر مسکرائی تو وہ بھی مجبوراً مسکرا دیں۔

بوا لائیے میں پیاز چھیل دوں پھر کام جلدی ہو جائیگا''

''ارے نہیں بیٹا تم جاؤ تمہیں یہ سب کام نہیں آتے آج تک تم سے کبھی کروایا ہے جو آج کرواؤنگی''

www.urduchannel.in

''ارے بوا دیجئے نا آج تک نہیں کرایا ہے تو آج کروا لیجئے سیکھنے سے ہی تو آتا ہے اگر اب نہیں سیکھونگی تو پھر کبھی نہیں آئیگا''

یہ کہہ اس نے بوا کے ہاتھ سے پیاز لے لی اور خود چھیلنے لگی پیاز اس سے چھل تو گئی لیکن آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا اور آخر ہوا وہی جس کا بوا کو ڈر تھا۔

سی کی ایک ہلکی سی آواز نے بوا کو اس کی طرف متوجہ کیا

''ارے یہ کیا کر لیا میں منع کر رہی تھی کہ یہ سب تمہارے بس کی نہیں ہے''

اس کے ہاتھ سے خون کی ایک پتلی سی لکیر بہہ نکلی جس نے بوا کو پریشان کر دیا اتنے میں اس کی امی بھی آ گئیں ان کی تو چیخ ہی نکل گئی وہ گھبرائی ہوئیں اندر گئیں اور پٹی کا سامان لے آئیں خون کو اچھی طرح صاف کر کے اس پر پٹی باندھ دی اور بوا کو ڈانٹنے لگیں۔

''ممی میں نے خود ہی کہا تھا کہ مجھے کرنے دیں''

''عالیہ تمہیں معلوم ہے تم یہ سب کام نہیں جانتی پھر تم نے کیوں کیا''

''میں گھر میں پڑے پڑے بور ہو جاتی ہوں .....پھر میں کیا کروں؟''

''تمہارے پاپا نے تم سے کہا تھا کہ کوئی اچھا Tutor لگا دیں گے لیکن تم نے منع کر دیا.....جاؤ اب کمرے میں جا کر آرام کرو''

عالیہ اسی کشمکش میں اپنے کمرے میں آ گئی اگر مان بھی جاؤں تو نہ جانے کون بڈھا کھوسٹ آئیگا مجھے پڑھانے جو پڑھائیگا کم ڈانٹے گا زیادہ چلو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔

''عالیہ بٹیا! صاحب آپ کو اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں'' بوا نے دروازے کے پاس آ کر کہا۔

''پاپا آپ نے مجھے بلایا؟''

''ہاں یہ بتاؤ یہ کیا کر رکھا ہے ہاتھ کیوں کاٹ لیا؟.....ویسے ہمیں تم سے

www.urduchannel.in

ایک بات کرنی تھی‘‘

’’جی‘‘!!!!

’’تم اپنے نجیب صاحب کو تو جانتی ہی ہو‘‘

’’جی پاپا وہ جو پچھلی عید پر ہمارے گھر آئے تھے‘‘

’’ہاں ہاں وہی..... میں نے ان سے تمہارے Tutor کے لیے بات کی تھی‘‘

’’وہ پڑھائیں گے مجھے‘‘ عالیہ نے برا سا منھ بناتے ہوئے کہا

پاپا ہنستے ہوئے۔

’’ارے نہیں بیٹا۔‘‘

ان کا بڑا بیٹا۔ عفّان بہت اچھا اور قابل بچہ ہے۔ لیکن تم بتاؤ اب‘‘.....

اور عفان کا نام سنتے ہی اس کے دل میں جلترنگ بجنے لگے یہ وہی عفان ہے جو پہلی نظر میں اس کو بھا گیا تھا ایسا نہیں تھا کہ اس سے پہلے عالیہ نے لڑکے نہیں دیکھے تھے مگر عفان جیسا لڑکا اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا اس کے اسکول میں بہت امیر کبیر لڑکے جو اس پر جان چھڑکتے تھے ایک عفان ہی تھا جس نے اس سے کبھی بات کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔

’’جی پاپا میں تیار ہوں‘‘

’’یہ تو بڑی اچھی بات ہے...‘‘

’’اگر تم پڑھنا چاہتی تو ہم تمہیں اعلیٰ تعلیم کے لیے کسی یونیورسٹی میں داخلہ بھی دلوادیں گے‘‘

اور یونیورسٹی کا نام سنتے ہی وہاں کی پڑھائی بعد میں پہلے وہاں کا آزادانہ ماحول اس کی نظروں میں گھوم گیا۔

مجیب صاحب بیٹی کے اس بدلتے رویہ سے کافی حد تک مطمئن تھے انھیں بھروسہ تھا اور کہ وہ سدھر گئی ہے، کہیں باہر جانے کی ضد نہیں کرتی، ممی کا کہنا مانتی، ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عالیہ کا دل اور دماغ اسی راستے پر چلنے لگا ہے جہاں پر وہ چلانا چاہتے

www.urduchannel.in

تھےاور یہی سوچ کر اطمینان محسوس کرتے۔

''ہیلوسارا کیسی ہو!''

''بالکل ٹھیک تو بتا''

''میں بھی ٹھیک ہوں''

''اور میری بتائی ہوئی ترکیب کام ائی''

''ہاں بہت پر یہ تمیز کا دائرہ مجھے بڑا مشکل پڑ رہا ہے''

اور باتوں ہی باتوں میں عفان کی بات بتانا ہی بھول گئی۔

(9)

''کیسی ہو طوبیٰ''

گرمی کی چھٹیاں گذارنے کے بعد جب بارہویں کلاس کے پہلے دن وہ اسکول آئی تو عامر اس کو گیٹ پر ہی مل گیا وہ اپنی ٹی سی لینے آیا تھا

ہاں ٹھیک ہوں''

کچھ پریشان لگ رہی ہو''

''نہیں رمشا اور ماریہ نظر نہیں آرہیں'' اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا

رمشاء کے Father کی Death ہوگئی ہے تو اس کے ماموں اس کے گھر والوں کو اپنے یہاں ممبئی لے گئے''

''اوہ.....اور ماریہ''

ماریہ طبیعت خراب کی وجہ سے نہیں آئی''

''یہ تو بہت افسوس کی بات ہے پر تمہیں کیسے معلوم؟'' طوبیٰ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

''میرے پاس ان کا فون آیا تھا''.....ویسے تمہیں اب ماریہ سے بھی زیادہ دوستی نہیں رکھنا چاہئے وہ دونوں ٹھیک لڑکیاں نہیں ہیں''

www.urduchannel.in

''پر کیوں''

''تم بہت معصوم ہو طوبیٰ، تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے ۔وہ خود جیسی ہیں دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھتی ہیں''

''پر وہ اچھی لڑکیاں ہیں'' طوبیٰ نے جلدی سے کہا۔

''اچھا آ آ.....''

''پھر میں کیسا ہوں''.....

وہ اس کی نظروں کے سامنے اکر بولا تو وہ تھوڑا سٹپٹا گئی۔

عامر تھا تو ایک رئیس خاندان کا بگڑا ہوا لڑکا لیکن جب سے طوبیٰ سے اس کی ملاقات ہوئی تھی اس کی ساری بری عادتیں آہستہ آہستہ دور ہو رہی تھیں وہ اپنے اندر اس تبدیلی سے حیران تھا اس کے پیچھے لڑکیوں کا ایک ہجوم تھا بات سب سے کرتا دوستی کسی سے نہیں جب پہلی بار طوبیٰ کو دیکھا تھا تو اس نے اپنے ایک دوست سے کہا تھا۔

''اگر یہ لڑکی مجھے مل گئی تو میں سب کچھ چھوڑ دونگا''

طوبیٰ سے عامر کی دوستی تو ہوگئی تھی مگر اس نے طوبیٰ کے سامنے کبھی اپنی پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اس نے بہت لڑکیاں دیکھی تھیں لیکن طوبیٰ جیسی لڑکی نہیں۔

مگر طوبیٰ اتنی انجان نہیں تھی عامر کا داخلہ کالج میں ہوگیا تھا اسکول سے اس کا رابطہ منقطع تو ہوا اس کے باوجود بھی وہ طوبیٰ کی خیر خبر لینے اکثر اسکول آیا کرتا اس معصوم سی لڑکی سے اسے دلی لگاؤ تھا رمشاء اور ماریہ عامر کے ذریعہ طوبیٰ کو پھنسوانا چاہتی تھیں پر انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ عامر اتنا برا بھی نہیں جتنا وہ سمجھتی ہیں۔وہ طوبیٰ کو پھنسوا کر عامر سے پیسے وصول کرنا چاہتی تھیں مگر عامر کو ان کی چالوں کا علم ہوگیا تھا اور وہ دل سے اس لڑکی کا خیر خواہ تھا۔

جب سے عامر نے اسکول میں داخلہ لیا تھا تب سے ہی وہ دوسروں پر رعب جماتا امیر باپ کا اکلوتا بیٹا بچپن سے ہی سگریٹ کی عادت پڑ گئی تھی ڈسکو، بار ہر جگہ لڑکوں کے ساتھ عیاشی کرنا پیسے کو پانی کی طرح بہانا کلاس بنک کر کے فلمیں دیکھنے جاتا

www.urduchannel.in

،لیکن اس نے ان تفریحات میں لڑکیوں کو کبھی شامل نہیں کیا تھا لڑکیاں اس پر جان چھڑکتی تھیں ماں باپ نے بھی کبھی اس سے کسی بارے میں پوچھ تاچھ نہیں کی جانتے تھے کہ خواہ وہ پورے سال تفریح میں گذارے' امتحان میں اچھے نمبر سے کامیاب ہوتا، وہ کتنا بھی پڑھ لے اس کو اپنے باپ کا ہی کاروبار سنبھالنا تھا اور ان کا کاروبار بھی کافی وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا تھا۔

عامر کے اندر یہ ساری باتیں شروع سے ہی موجود تھیں لیکن اسے معلوم تھا کہ طوبیٰ کو یہ سب پسند نہیں ہے وہ ان سب چیزوں سے دور رہنے والی لڑکی ہے عامر نے کتنی کوشش کی تھی جب جا کر اس کی دوستی طوبیٰ سے ہوئی تھی۔

''تم پریشان نہ ہوا کرو طوبیٰ..... مسکراتی رہا کرو اچھی لگتی ہو خود کو اکیلا مت سمجھنا میں تم سے ملنے آتا رہوں گا جیسے رمشاء ماریہ تمہاری دوست تھیں اسی طرح میں بھی ہوں''

اور طوبیٰ اس کی ہاں میں ہاں ملاتی رہی ماریہ اور رمشاء کے جانے کا افسوس بھی تھا اور اپنے اکیلے پن کا خوف بھی' پر خود کو پوری طرح پڑھائی کی طرف مرکوز رکھا عامر جب بھی اس سے ملتا بڑی خوش اخلاقی سے اور ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہتا طوبیٰ کو بھی وہ اچھا لگنے لگا تھا وہ اس کی دن بھر کی کہانی سنتی اور ہنستی رہتی اس نے عامر کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ لی تھی۔

طوبیٰ سے عامر کی اچھی دوستی ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ان دونوں کے درمیان فاصلے بھی برقرار رہے اگر کسی دن عامر نہیں آتا تو طوبیٰ اس کا انتظار کرتی۔ایک وہی تو تھا جس سے وہ بات کیا کرتی تھی۔

''میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں''

''اچھا آ آ.....''

اس کے اس انداز میں کہنے پر طوبیٰ جھینپ گئی

''نہیں وہ مجھے گھر بھی جانا تھا تو بس اس لیے''.....

www.urduchannel.in

''ہاں مجھے ایک ضروری کام آ گیا تھا تو دیر ہوگئی''.....ویسے اتنی بے صبری سے آج میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں اگر نہیں آتا تو تم چلی جاتی پھر کبھی مل لیتے۔''

مرد، عورت کی دل کی بات جاننے کے لیے مختلف حربے اپناتا ہے تاکہ اس کے دل میں اپنا مقام پہچان سکے۔ اور عورت کو اللہ نے جذبات کی گندھی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے وہ کتنا ہی خود کو قابو میں رکھے کبھی نہ کبھی اس کے جذبات عیاں ہو ہی جاتے ہیں فقط مرد کے چند پیار بھرے لفظوں سے ہی۔۔۔۔

لیکن طوبیٰ خاموش رہی۔ عامر نے اس کی اس بے چینی کو بھانپ لیا تھا پر کچھ کہا نہیں اور کچھ وقت ساتھ گذارنے کے بعد وہ دونوں اپنے اپنے گھر کی طرف ہو لیے۔

گھر میں قدم رکھتے ہی اس کو معمول کے خلاف بڑی خاموشی کا احساس ہوا آج نہ مرغیاں آنگن میں ٹہل رہی تھیں نہ طوطا ڈال پر منڈلا رہا تھا حالانکہ بی جی اس کے اسکول جانے کے بعد سب کو کھول دیا کرتی تھیں۔

''بچی تو اسکول کیا جاتی ہے مجھے تو اس اکیلے گھر میں وحشت ہونے لگتی ہے جیسے ابھی یہ مجھے کاٹ کھائے گا تیرے جانے کے بعد ہی میں انھیں کھول دیتی ہوں'' بی جی کہتیں۔

پرانے طرز پر بنا ہوا یہ گھر اس کو بہت پیارا تھا اس میں اس کے ماں باپ اور بھائیوں کی یادیں بسی ہوئی تھیں وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندر آئی اور بی جی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اس نے لائٹ جلائی تو دیکھا بی جی بے خبر سو رہی ہیں وہ گھبرائی ہوئی ان کے پاس آئی اور آہستہ سے ہلایا، نبض پر ہاتھ رکھا تو وہ دھیمی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے گھبرآئی ہوئی وہ گھر سے نکلی اور قریب ہی موجود کلینک سے ڈاکٹر رحمٰن کو بلا لائی۔

''انہیں بے ہوش ہوئے کتنی دیر ہوگئی''

''معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب میں تو اسکول چلی گئی تھی، جب واپس آئی تو یہ

www.urduchannel.in

دیکھا''۔۔۔

اور کہتے ہوئے رونے لگی

ڈاکٹر رحمٰن نے اسے تسلی دی اور کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیئے

''طوبیٰ بیٹے تم گھبراؤ نہیں میں اسپتال فون کر کے وہاں سے گاڑی بھجواتا ہوں، بی جی کو تم ابھی اسپتال لے جاؤ وہاں ڈاکٹر ذاکر کو میں فون کر دونگا، وہ اپنی نگرانی میں ٹیسٹ کروا دینگے''

طوبیٰ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ایک بی جی ہی اس کا سہارا تھیں۔ ڈاکٹر رحمٰن طوبیٰ کے والد کے دوست تھے والد کے انتقال کے بعد طوبیٰ کو انھوں نے اپنی بیٹی کی طرح ہی سمجھا تھا۔

جیسے تیسے وہ بی جی کو اسپتال لے کر پہنچی اور ان کو وہاں بھرتی کرلیا گیا ڈاکٹر ذاکر نے اس کو تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہو اس کی دادی ٹھیک ہو جائینگی کچھ گھنٹوں بعد جب انھیں ہوش آیا تو انھوں نے طوبیٰ کو ہی پکارا۔

''طوبیٰ۔۔۔میری بچی''

طوبیٰ جلدی سے بی جی کے پاس آئی چہرہ اترا ہوا تھا آنسو اس کے گال پر نشان چھوڑ گئے تھے۔

''بی جی یہ اچانک کیسے ہوا صبح تو ٹھیک تھیں آپ''

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی

''جب تو چلی گئی تھی تو میں برتن سمیٹنے باورچی خانے میں گئی لیکن اچانک داہنے گردے میں عجیب سا درد ہوا میں آرام کی غرض سے کمرے میں آئی تو اس زور سے چکر آیا کہ بستر سے اٹھ ہی نہ سکی''

طوبیٰ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

''تو پریشان نہ ہو میری بچی بڑھاپے میں تو یہ سب لگا رہتا ہے مجھے تو بس تیری ہی فکر کھائے جاتی ہے میرے بعد تیرا کون خیال رکھے گا''

www.urduchannel.in

''کچھ نہیں ہوگا بی جی آپ کو۔۔۔۔آپ کہیں نہیں جارہی ہیں آپ کو تو ابھی بہت لمبی زندگی گذارنی ہے''

''آآہ ہ ہ۔۔۔۔۔۔

بی جی نے ایک لمبی سانس لیکر حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''بی جی آپ آرام کریئے میں ڈاکٹر سے مل کر آتی ہوں''

''ڈاکٹر صاحب بی جی کو کیا ہو گیا ہے کوئی خطرے والی بات تو نہیں ہے؟''

''دیکھئے طوبیٰ بیٹا، جس عمر میں وہ ہیں بیماریاں تو لگی ہی رہتی ہیں آپ کی دادی کے گردے میں معمولی سی پتھری ہے جو دوائیوں کے ذریعہ نکل جائیگی لیکن پھر بھی انھیں چھالی، تمباکو جیسی چیزوں سے دور رکھنا ضروری ہے''

''ڈاکٹر صاحب اس کی آپ فکر نہ کریئے''

''یہ دوائیں میں نے لکھ دی ہیں آپ یہ لے لیں اور کل شام تک آپ اپنی بی جی کو گھر لے جاسکتی ہیں'' ڈاکٹر کی ہدایت کے بعد طوبیٰ بی جی کے پاس آ گئی۔

''بی جی آپ اپنی صحت کو لے کر بہت لاپرواہ ہیں آج سے آپ کا پان چھالی سب بند''

وہ بی جی کے سر پر کھڑی ہدایت کم، حکم دے رہی تھی اور بی جی کو اس کی معصومیت پر ہنسی آ گئی۔

اگلے دن وہ اسکول بھی نہیں گئی اور بی جی کی خدمت میں لگی رہی۔ بی جی کی جدائی کا خوف اس کو ہر پل ستاتا۔اور تنہا زندگی گذارنے کے خیال سے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ان دو دنوں میں بی جی نے غور کیا کہ طوبیٰ اتنی جلدی بڑی بھی ہوگئی اب بس اس کی شادی کا خیال ہی ان کو سوار رہتا۔

''ارے تم یہاں کیسے''

وہ عامر کو دیکھ کر حیرت سے بولی

''ہاں تم آج اسکول نہیں گئی تھی تو معلوم''۔۔۔۔

www.urduchannel.in

''کیسے؟'' طوبیٰ نے جلدی سے سوال کیا

پرنسپل آفس سے تمہارے گھر کا پتا لے کر وہاں پہنچ گیا تو تمہارے پڑوسی نے بتایا کہ تمہاری بی جی کی طبیعت خراب ہے''

''ہاں کل اچانک ہی طبیعت بگڑ گئی تھی''

''ڈاکٹر نے کیا بتایا''

''بی جی کے گردے میں پتھری ہے''

''تم پریشان نہ ہو جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑے مجھ سے کہنا.....ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں''

عامر طوبیٰ کو تسلی دے کر وہاں سے چلا گیا اور وہ کافی دیر وہاں بیٹھی ہوئی اس کے بارے میں سوچتی رہی ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اس کا کچھ بھی نہ ہو کر بہت کچھ ہو گیا تھا۔

(10)

وہ جیسے ہواؤں میں اڑنے لگی تھی ہر چیز اچھی اور بہت خوبصورت ہوتی جا رہی تھی ایسا محسوس ہوتا کہ ابھی کسی کونے سے نہال نکل کر آئیگا اور اپنی محبت کا اظہار کر دے گا وہ کھانا کھانے بیٹھتی تو محسوس ہوتا کہ پردے کی آڑ میں نہال اسے ہی دیکھ رہا ہے، بال سنوارتی تو محسوس ہوتا کہ ابھی وہ پیچھے سے آ جائیگا اور کہے گا کتنے خوبصورت بال ہیں ماہم۔ یہ سب سوچ کر وہ خود بخود مسکرانے لگتی اور اس کے چہرے کے خدوخال ہی بدل جاتے۔ نہال کے خیال سے ہی اس کا رواں رواں سرشار ہو جاتا وہ خوابوں کی دنیا میں بہہ نکلی تھی

''کیا ہوا ماہم تم آج کل بات بے بات پر مسکرانے کیوں لگتی ہو، پاگل پن کا دورہ پڑتا ہے تمہیں؟''

''تم تو چپ ہی رہو''

وہ ناک سیکڑ کر بولی

www.urduchannel.in

''ارے ماہم اور شگفتہ یہاں تو آنا کیا وہاں گھسی ہوئی باتیں کر رہی ہو، ذرا میرے کام میں ہاتھ بٹادو''

جب سے ماہم کی بڑی بہن کی شادی ہوئی تھی جیسے امی کا سب سے بڑا سہارا ہی دور ہو گیا تھا انہیں اپنی بڑی بیٹی سے بہت آرام تھا وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کا ہاتھ بھی بٹاتی، گھر کے دوسرے کام بھی کرتی سب کا خیال بھی رکھتی، بڑی بیٹیاں ہوتی ہی ایسی ہیں ماں کی ہمدرد اس لیے وہ سب سے پیاری بھی ہوتی ہیں جب سے وہ سسرال گئی تھی اس کی کمی بہت محسوس کرتیں سب سے چھوٹی شگفتہ پھر بھی کام کرا لیتی لیکن ماہم نے تو کام کو ہاتھ نہ لگانے کی قسم کھا رکھی تھی۔

''ماہم کچھ گھر کے کاموں میں بھی ہاتھ لگایا کرو ورنہ سسرال جا کر تم ہمیں ہی برا بنواؤ گی ساس کہے گی ماں نے کچھ نہیں سکھایا اور ساری سلاواتیں ہمیں ہی سننے کو ملا کرینگی''

''ویسے اتنا سب کچھ آج کس لیے ہو رہا ہے؟''

اس نے تمام باتوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے مرغ بھونتی ہوئی امی سے پوچھا

''ارے کیا تمہیں نہیں معلوم؟''

''کیا؟ کیا نہیں معلوم؟''.....

''کلکتہ سے بڑی ممانی اور ان کا بیٹا نہال کچھ دن کے لیے آ رہے ہیں جب بھی ان کے یہاں جاؤ بھابھی اتنا کرتی ہیں تو انہیں کے لیے یہ سب تیاریاں ہو رہی ہیں رشتے بھی نبھانے سے نبھائے جاتے ہیں بیٹھے بیٹھے کچھ نہیں ہو جاتا.....اس لیے چاہ رہی ہوں ان کے آنے پر کوئی کمی نہ ہو.....کافی سالوں بعد وہ ہمارے گھر رکنے کے ارادے سے آ رہی ہیں.....اور ہاں شگفتہ تم یہ چٹنی پیس لو.....اور تم ماہم.....''

امی بولتی چلی جا رہی تھیں لیکن ماہم کی سوئی تو نہال کے آنے کا سن کر ہی اٹک گئی تھی۔ اسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا کہ امی کیا ہدایتیں دے رہی ہیں۔ وہ تو

www.urduchannel.in

بس اس کے آنے کی خوشی میں جھوم رہی تھی۔

وہ دل ہی دل میں اس سے محبت کئے بیٹھی تھی جس کو وہ دوطرفہ سمجھ رہی تھی لیکن حقیقت میں وہ یک طرفہ محبت تھی جس کی زنجیروں میں صرف ماہم جکڑی ہوئی تھی اس بات سے غافل کہ نہال کے دل میں اس کے لیے شاید کوئی ایسا جذبہ ہے ہی نہیں۔

یہ عمر ہوتی ہی بہکنے والی ہے اور ماہم اب 17 سال کی ہوگئی تھی اس عمر میں لڑکیاں جو خواب بنتی ہیں اسی کے سہارے وہ اپنی زندگی کے اگلے پڑاؤ میں قدم رکھتی ہیں جھوٹی سچی باتوں سے دل بہلاتی ہیں اپنے آپ کو ہر ایک سے بہتر سمجھتی ہیں ماہم نے بھی کچھ ایسے ہی خواب بن لیے تھے جن کی کوئی تعبیر ہی نہیں تھی وہ بڑی دل جمعی سے امی کے کام میں ہاتھ بٹا رہی تھی کرتی کچھ تھی ہاتھ کہیں اور پڑتا تھا، ان سب باتوں میں وہ اتنا کھوئی ہوئی تھی کہ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ امی بہت دیر سے اس کی حرکتوں پر غور کر رہی ہیں۔ محبت کا یہ نشا ایسا ہی ہوتا ہے کہ محبوب کے دیدار کی خوشی میں بندہ آس پاس سے بھی بے گانہ ہو جاتا ہے اور تب شروع ہوتی ہیں غلطیاں، ایسی غلطیاں جن کی کوئی تلافی نہیں ہوتی.....

ماہم کیا بات ہے کوئی کام ٹھیک سے کیوں نہیں کر رہی ہو، تم سے ابھی تک پیاز ہی نہیں کٹی۔ پیاز کم کاٹ رہی ہو گنگنا زیادہ رہی ہو''

''نہیں امی میں تو ایسے ہی بس''.....

آج ماہم کو امی کی یہ بات نہ بری لگی نہ غصہ آیا ورنہ وہ یہ کہہ دیتی آپ تو بس میرے کام میں کمیاں نکالتی ہیں لیکن آج اس نے ہنس کر بات ٹال دی اور کام میں مصروف ہوگئی امی نے کن انکھیوں سے شگفتہ کو دیکھا تو وہ اپنے کام میں لگی ہوئی تھی۔ امی کپڑے بدلنے اندر چلی گئیں۔

''تم دونوں بھی کام ختم کر کے کپڑے بدل لینا''

وہ پیچھے سے آواز دیتی ہوئیں بولی

دروازے پر دستک ہوئی تو ماہم کو لگا کہ اس کے دل پر دستک ہوئی اس کا دل

www.urduchannel.in

تیزی سے دھڑکنے لگا امی نے جا کر دروازہ کھولا۔

''السلام علیکم! پھوپھی''

''وعلیکم السلام جیتی رہو صدا خوش رہو''

''السلام علیکم بھابی جان''

وعلیکم السلام''

''جیتی رہو''

سب کہاں ہیں عائشہ کوئی دکھائی نہیں دے رہا''

''احسن اور تابش تو اسکول گئے ہیں''

''اور بھائی صاحب''

وہ نماز کے لیے گئے ہیں بس آتے ہی ہونگے''

اتنے میں ماہم پانی کے گلاس سلیقے سے ٹرے میں رکھ کر اندر آ گئی امی کو اس پر حیرت ہوئی جو کام شگفتہ کرتی ہے وہ آج ماہم کیسے۔۔۔

''السلام علیکم ممانی جان کیسی ہیں؟''

وعلیکم السلام میری بچی''

اور یہ کہہ کر انہوں نے ماہم اور شگفتہ دونوں کو گلے لگا لیا ماہم نے ترچھی نظروں سے نہال کو دیکھا جو کمرے میں لگی کسی تصویر کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا ماہم ان سے الگ ہونے کے بعد بھی نہال کو ہی گھورتی رہی لیکن اس نے بس اس پر اچٹتی سی نگاہ ڈال کر ہٹا لی اور شگفتہ اس کی اس حرکت پر ماہم کو اندر کھینچ لے گئی اور امی ممانی اور نہال کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر کھانا نکالنے کی تیاری میں لگ گئیں۔

''یہ کیا تمیز ہے ماہم''

''کیا؟''

''نہال بھائی کو ایسے کیوں گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں''

''تو کیا ہوا؟''

www.urduchannel.in

''اگر امی یا ممانی دیکھ لیتیں تو''

دیکھ لیتیں نا.....دیکھا تو نہیں''

''تمہیں کیا ہو گیا ہے ماہم''

''مجھے''؟؟؟

کافی دیر سوچنے کے بعد

''مجھے وہ ہو گیا ہے جو کبھی تمہیں نہیں ہوا''

''اللہ بچائے ایسی بیماریوں سے تو.....''

شگفتہ جھنجھلا کر بولی۔

''مجھے محبت ہو گئی ہے شگو۔''

اس نے بے خودی کے عالم میں کہا اور شگفتہ کا منھ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ کمرے سے نکل گئی مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ شگفتہ پتھر کی مورت بنی اپنی جگہ جم گئی ہے۔

کھانے پر سب لوگ موجود تھے ماہم اور شگفتہ ساتھ بیٹھی تھیں اور ماہم بالکل نہال کے سامنے تھی کھانے کے بعد بھی اس نے کتنا چاہا کہ نہال سے بات کرنے کا موقع مل جائے لیکن وہ خالی نہیں تھا کبھی بھائیوں سے گپیں لڑاتا تو کبھی ابو کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔

''نہال تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے ہو''

رات میں جب سب اپنے کمرے میں چلے گئے تو نہال اس کو اکیلا مل گیا

''نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ماہم''

''پھر وہ سب کیا تھا''

''کیا سب''

جب میں تمہارے یہاں شادی میں آئی تھی تو''.....

ماہم کے اس معصومانہ انداز پر نہال نے اس کو گہری نظروں سے دیکھا تو وہ تھوڑا کنفیوز ہو گئی۔

www.urduchannel.in

نہال اس کی باتوں کے اشارے سمجھ گیا تھا۔

''وہ تم نہیں سمجھو گی''

نہال اس کے قریب آیا اور ہلکے سے اس کا ہاتھ دبا کر بولا وہ اس کے ہاتھ پکڑنے پر بوکھلا سی گئی اور گھبرا کر پیچھے ہوئی لیکن نہال مسکراتا ہوا اندر چلا گیا۔

اس کی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا کہ وہ سمجھ اور ناسمجھ کے دریا میں غوطے لگاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن اسے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ نہال کے دل میں بھی اس کے لیے کچھ ہے وہ کمرے میں آئی تو شگفتہ اس کی منتظر تھی۔

''کہاں رک گئیں تھیں''

''تمہیں اس سے مطلب''

''جو تم کر رہی ہو وہ ٹھیک نہیں ہے''

''کیا کیا میں نے؟''

''نہال بھائی سے کیا باتیں کر رہی تھیں''

ماہم نے کچھ جواب ہی نہیں دیا

''محبت کرتی ہو تم ان سے''

صرف میں نہیں وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے''

''تمہیں کیسے معلوم وہ تم سے محبت کرتے ہیں تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو''

''مجھے معلوم ہے''

''نہیں''

''انھوں نے تم سے اپنی محبت کا اظہار کیا کبھی''

''پھر تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو''

''اس کی آنکھوں میں میں نے اپنے لیے محبت دیکھی ہے''

''جھوٹ ہے وہ سب دھوکا ہے''

شگفتہ نے غصہ میں کہا

www.urduchannel.in

''اگر وہ تم سے محبت کرتے تو یوں اپنی باتوں میں نہ الجھاتے، صاف صاف کہتے''

ماہم اس کی بات پر خاموش رہی

''تمہیں کیا لگتا ہے وہ جو تمہیں چھپ چھپ کے دیکھتے تھے چھیڑتے تھے تمہیں دیکھ کر مسکراتے تھے وہ سب محبت ہے وہ محبت نہیں ہے۔ ماہم لڑکے بہت خود پرست ہوتے ہیں وہ لڑکیوں کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کو سکون مل سکے اور لڑکیاں ان کے آس پاس پرندوں کی طرح منڈلاتی رہیں''

''تمہیں بہت اندازہ ہے''؟

اس نے شک بھری نظروں سے اسے دیکھا

''ہاں کرلو شک! پر میں یہ سب اس لیے کہہ رہی ہوں کیوں کہ میری ایک دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ معصوم درندے کے جال میں اسی طرح پھنسی تھی اور اس نے اس کا غلط استعمال کر کے اس کو کوڑے کی طرح دور پھینک دیا''

''توبہ ہے شگفتہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو نہال بہت اچھا ہے''

''شروع میں سب کو ایسا ہی لگتا ہے اوقات بعد میں معلوم ہوتی ہے ہنہ.....چلو مانا وہ اچھے ہیں لیکن تم یہ سمجھ لو ماہم وہ تم سے محبت نہیں کرتے کیوں تم اس طرح محبت کا راگ الاپے جا رہی ہو''

''یہ صرف تمہارا گمان ہے شگفتہ! ایسا نہیں ہے''

شگفتہ نے ماہم کو یوں دیکھا کہ جیسے اس کی ذہنیت پر افسوس کر رہی ہو۔

''جس دن عقل آئیگی نا اس دن روؤ گی''

یہ کہہ کر شگفتہ نے چادر میں منھ گھسا لیا اور ماہم بھی لیٹ گئی لیکن نیند اس سے بہت دور تھی اور اسنے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ نہال سے پوچھ کر ہی رہے گی۔

(11)

زہرا کو اس بات کی خبر دے دی گئی تھی کہ وہاں تیز بارش کی وجہ سے آج وہ لوگ واپس نہیں آپائیں گے اور چونکہ عبدل بھی ان کے ساتھ تھا اس لیے آج زہرا کو

www.urduchannel.in

کوٹھی پر ہی رکنا پڑا باسط کی تو یہ خواہش تھی وہ کسی طرح بھی زہرا سے ملنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

اب زہرا کو بھی پڑھائی میں وہ کشش نظر نہیں آتی جو پہلے تھی لیکن اسکول جانا اس نے نہیں چھوڑا تھا اس کے اندر ایک الگ زہرا نے جنم لے لیا تھا اسکول کے راستے میں کھڑے ہوئے آوارہ اور چھچھورے لڑکوں کی فقرے بازی اسے بری نہیں لگتی دل کو ایک سکون ملتا اسکول کی یونیفارم کے جمپر کی آستین بھی اب اس نے آدھی کروالیں تھیں وہ پڑھائی پر کم اپنے اوپر زیادہ دھیان دینے لگی اور وجہ تھی باسط، اس نے ہی زہرا کو ایک دن احساس دلایا تھا۔

''تم بہت خوبصورت ہو زہرا ٹھیک سے رہا کرو یہ کیا ڈھیلے ڈھیلے کپڑے پہنے پھرتی رہتی ہو''

''زہرا تمہارے ہاتھ کتنے خوبصورت ہیں''

''تمہاری یہ بڑی بڑی جھیل سی آنکھیں اف.....

اور زہرا شرما کر نظریں جھکا لیتی اس کو لگتا اگر وہ تھوڑی دیر اور رکے گی تو باسط کی لودیتی باتوں میں پگھل جائیگی وہ جیسے ہی جانے کے لیے اٹھتی باسط اس کا ہاتھ پکڑ لیتا!

''بیٹھو اتنی جلدی کہاں جارہی ہو ابھی تو مجھے تم سے بہت ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں''

اپنی تعریفیں سننے کے لیے وہ بیٹھ جاتی اسے باسط کی باتیں اچھی لگتی تھیں اور بھول جاتی کہ وہ اس گھر کی نوکر ہے لیکن باسط کی باتیں اسے کہیں اور بھٹکنے ہی نہیں دیتیں وہ اس کی باتوں کے جال میں پھنستی چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ باسط ایک چالاک لڑکا جو صرف زہرا کو استعمال کررہا تھا وہ اتنا بے وقوف بھی نہیں تھا کہ ایک نوکر کی بیٹی کو اپنے دل کی ملکہ بنا بیٹھے۔۔گاؤں کی دوسری لڑکیوں سے بھی اس کے تعلقات رہ چکے تھے مگر ایک امیر خاندان سے تعلق رکھنے کے باعث اس کے نزدیک پیسہ ہر چیز کی دوا تھی اور اسی کے بل پر آج وہ ہر ایک کی نظر میں اچھا بنا ہوا تھا۔

www.urduchannel.in

رات کو وہ باورچی خانے کا کام سمیٹ کر سونے ہی جا رہی تھی کہ باسط نے اس کا راستہ روک لیا

''کہاں جا رہی ہو زہرا؟''

''کافی رات ہو گئی ہے، تو سونے جا رہی ہوں''

''تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھو نا''

''نہیں آپ جائیے اگر کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائیگا''

''ارے کچھ نہیں ہوگا سب اپنے کمرے میں جا چکے ہیں''

وہ اس کو برآمدے کے پیچھے لے آیا

''مجھے ڈر لگ رہا ہے''

''ڈرنے والی کیا بات ہے میں ہوں نا''

زہرا کو اس کی نشیلی آنکھیں دیکھ کر اپنے اندر ایک عجیب سا احساس ہوا اور مونچھوں کے نیچے مسکراتے ہوئے وہ ہونٹ.....

باسط نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکی وہ اس لمس کی لذت سے پہلی بار آشنا ہوئی تھی اس وقت تو جیسے باسط نے اس پر جادو کر دیا تھا۔ زہرا کو وہاں بیٹھنا اچھا لگا۔

کھٹ کھٹ.....

دروازے کی آواز سے زہرا گھبرائی اور جلدی سے ہاتھ چھڑا کر وہاں سے نکل گئی لیکن گھبراہٹ میں اس کا پیر راستے میں رکھے اسٹول سے ٹکرا گیا تو آنے والے کی نگاہ اس پر پڑی۔

''ارے زہرا اتنی رات میں یہاں کیا کر رہی ہو؟''

بڑی مالکن جو باسط کی امی تھیں کسی کام سے ادھر آئیں تو ان کی نظر اس پر پڑی۔ زہرا گھبرا گئی۔

''وہ۔ وہ مالکن برآمدے کا دروازہ کھلا تھا تو بند کرنے گئی تھی یہ کہہ کر وہ وہاں

www.urduchannel.in

سے تیزی سے نکل گئی۔

مالکن نے بھی اتنا غور نہیں کیا اور اپنے کمرے میں واپس آ گئیں۔

زہرا کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا وہ سوچ رہی تھی آج اگر وہ اسے باسط کے ساتھ دیکھ لیتیں تو کیا ہوتا بہت مشکل سے اس نے خود کو سنبھالا اور پلنگ پر چادر اوڑھ کر لیٹ گئی نوکروں کے لیے چودھری وقار نے الگ کمرہ بنوا رکھا تھا اگر رات میں کسی کی ضرورت پڑتی تو وہ اسے یہیں روک لیتے۔ ویسے تو اس کمرے میں عبدل ہی زیادہ تر ٹھہرتا تھا لیکن اب وہاں زہرا تھی۔

اگلے دن صبح میں عبدل بھی آ گیا اور آتے ہی اپنی بیٹی سے ملا۔

''زہرا بٹیا! تو ٹھیک ہے''

''جی ابا میں تو بالکل ٹھیک ہوں''

''مالکن صاحبہ! آپ کو کوئی پریسانی (پریشانی) تو نا ہوئی''

''ارے نہیں نہیں عبدل پریشانی کیسی''

عبدل کو اپنی بیٹی پر بہت بھروسہ تھا لیکن اس کو اس بات کا کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ زہرا بچپن سے ماں باپ کی محبت کو ترستی رہی وہ پیار اور چاہت اسے نصیب ہی نہیں ہوئی جو ہر بچے کو اپنے ماں باپ سے ملتی ہے اور جب وہ محبت لفظ سے آشنا ہوئی تو باپ کی نہیں ایک فریبی انسان کی جھوٹی محبت سے جو صرف ہوس پرست تھا۔

عبدل نے چند ہی دنوں میں زہرا میں تبدیلیاں دیکھ لیں تھیں۔ لیکن وہ باپ تھا اس سے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا ایک دن زہرا خالی بیٹھی تھی تو عبدل تھکا ہارا آیا زہرا یوں ہی بیٹھی رہی۔

''کا ہوا۔ بٹیا کوئی بات ہے کا؟

''نہیں تو بابا کوئی بات نہیں''

وہ ابا کو کبھی بابا کہہ کر بھی پکارتی تھی

''پھر تو مجھ سے کچھ چھپا رہی ہے''

www.urduchannel.in

''نہیں بابا وہ امتحان شروع ہونے والے ہیں نا تو بس پڑھائی کا ہی سوچ رہی تھی''

''تو تو آج سے بالکل کوٹھی نہیں جائیگی تیری پڑھائی جادا جروری ہے تو دل لگا کر پڑھ۔ یہ تو مالک صاحب کا کرم ہے کہ انھوں نے مجھ گریب پر اتنا احسان کیا کہ تجھے پڑھانے کے لیے اتے پیسے دیے۔ تیرا بھی پھرج بنتا ہے کہ تو بھی کچھ بن کر دکھائے اور میرے بڑھاپے کا سہارا بنے''

بابا نے اس کو جو کوٹھی جانے سے منع کیا تو اس کا دل پریشان ہو گیا

''بابا جب میں پڑھ لیا کرونگی تو کوٹھی ہو آیا کرونگی مالکن صاحبہ کہتیں ہیں آ کر تھوڑا کام میں ہاتھ بٹا دیا کرو''

اس نے نظریں جھکائے ہوئے ہی کہا۔

''ٹھیک ہے پر جلدی آیا کرنا۔ ویسے بھی اب مجھے تیرا وہاں جانا پسند نا ہے''

عبدل نے باتوں ہی باتوں میں اس سے کہہ ہی دیا عبدل کو باسط کی حرکتوں کا علم تھا کہ وہ کیسا لڑکا ہے اور کن کاموں میں رہتا ہے عبدل باہر کام کرنے والا آدمی تھا باسط کی حرکتوں کی خبر اس کو تھی لیکن کبھی دھوکے سے وہ زبان پر بھی نہ لایا ڈرتھا، تو مالک کا، اور ویسے بھی اگر وہ کہہ بھی دے تو کون اس کی باتوں کا یقین کرے گا سب اس کو دھکا دے کر گھر سے باہر نکال دینگے اور نوکری بھی جائیگی اس لیے خاموش تھا مگر جب سے زہرا کوٹھی جانے لگی تھی اس کو ہر پل ڈر لگا رہتا۔ اس نے غور بھی کیا تھا کہ باسط کی نگاہیں اس پر مرکوز رہتیں۔ اس کو اپنی بیٹی پر بھروسہ تھا۔ پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیٹی بھی اس کشتی کی سوار اور باسط کی باتوں میں پھنس چکی ہے۔

زہرا نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے دل میں چور تھا اس لیے وہ باپ سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

''تو سن رہی ہے نا میں کا کہہ را ہوں''

''جی اچھا! بابا''.....

www.urduchannel.in

''اس نے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

امتحان کی وجہ سے اس نے کوٹھی جانا کم کر دیا تھا اگر جاتی بھی تو دل میں یہ آرزو ہوتی کہ باسط کا دیدار ہو جائے ایک دو بار وہ نظر آیا تو اس کی آنکھوں میں عجیب سی تڑپ تھی۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا لیکن کوئی موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

''زہرا ذرا چھت پر سے کپڑے تو اتار لاؤ''

مالکن صاحبہ نے اس سے کہا تو وہ اوپر چلی آئی جہاں باسط پہلے سے ہی موجود تھا اور زہرا کو دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں

''کیسے ہیں آپ؟''

''زہرا نے بے چینی سے پوچھا

''ہاں تمہیں کیا تم کون ہوتی ہو میری فکر کرنے والی''

اس نے نخرے دکھائے

''ایسے تو نا کہیں''

''پھر کیسے کہوں۔ دو دن سے بخار ہے مجھے لیکن تم نے کوئی خبر لی؟''

اس نے بناوٹی غصے سے صاف جھوٹ بولا اور زہرا نے یقین کرتے ہوئے جلدی سے باسط کے پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا تو باسط نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی گستاخی کرتا۔

''زہرا.....

مالکن کی آواز پر وہ بوکھلا کر دور ہو گئی۔

''کہاں رک گئیں؟''

''بس آئی مالکن صاحبہ''

''زہرا رکو! بس ایک بار بتا دو مجھ سے محبت کرتی ہو نا..... بولو''

''ہاں''

یہ کہہ کر وہ نکلتی چلی گئی۔ اور باسط کو یقین ہو گیا کہ وہ اس کے جال میں مکمل

www.urduchannel.in

طور پر پھنس چکی ہے یہ سوچ کر وہ دل ہی دل میں خوش ہوا اور آگے کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔

جب سے کوٹھی سے واپس آئی تھی کتابوں کے پنے الٹ پلٹ رہی تھی، اس کا پڑھائی میں دل ہی نہیں لگ رہا تھا بس یاد تھا تو باسط کا چہرہ جو اس سے بار بار کہہ رہا تھا کہ محبت کرتی ہو مجھ سے، زہرا اس کی محبت میں ڈوبتی چلی جارہی تھی۔

ایک دن وہ کوٹھی گئی تو موقع دیکھ کر پوچھ ہی لیا۔

''باسط کیا آپ مجھ سے شادی کرلو گے''

''ہاں زہرا....تم پریشان کیوں ہو میں ہوں نا''

یہ کہتا ہوا وہ اس کے بہت قریب آ گیا اور اس کو کندھوں سے پکڑ لیا زہرا نے اس کے سینے سے سر ٹکا دیا لیکن وہ یہ بھول گئی کہ وہ اس وقت باسط کے کمرے میں تھی اس کو یقین تھا کہ باسط اس سے شادی کرنے کے لیے پورے خاندان سے ٹکرا جائیگا مگر اپنے باپ کی عزت کو اس نے پس پشت ڈال دیا تھا۔اس سے پہلے کہ باسط اپنی حدیں پار کرتا مالکن صاحبہ دروازہ کھول کر اندر چلی آئیں۔اور اندر کا منظر دیکھ کر ان کے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔زہرا اس کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی۔اور یہ دیکھ کر ان کا منھ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

(12)

عالیہ کو اس طرح سے رہنا مشکل لگ رہا تھا لیکن اس قید سے نکلنا بھی وہ چاہتی تھی اس لیے سارا کی باتوں پر عمل کر رہی تھی۔

اس دن عفان کا پہلا دن تھا جب وہ اس کو ٹیوشن پڑھانے گھر آیا تھا عالیہ بہت خوش تھی اس وجہ سے نہیں کہ وہ پڑھے گی بلکہ اس لیے کہ اتنا Handsome لڑکا اس کو پڑھائے گا عفان سے بات کرنا عالیہ کی بہت بڑی خواہش تھی لیکن عفان جیسے لڑکے سے بات کرنا آسان نہیں تھا۔

''السلام علیکم''

www.urduchannel.in

عفان کے آتے ہی اس نے اسے سلام کیا۔عفان کو اس سے قطعی امید نہیں تھی کہ وہ اسے سلام کرے گی۔ عالیہ کو پڑھانے کے لیے بھی وہ بہت مشکل سے راضی ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ کیسی لڑکی ہے اور کس طرح کی لڑکیوں سے اس کی دوستی ہے لیکن صرف شیخ مجیب الرحمٰن صاحب کی وجہ سے وہ مجبور تھا۔ان کا بڑا احترام کرتا تھا اس لیے ان کی بات کو نہ ٹالتے ہوئے وہ راضی ہوا تھا۔

''کیسے ہیں عفان''

''واٹ عفان؟ عفان بھائی کہو،اور اس وقت میں تمہارا استاد ہوں''

یہ سن کر عالیہ کے پھیلے ہوئے ہونٹ سکڑ گئے

''بیٹھو''

اور وہ اس طرح بیٹھی جیسے کسی کھلونے میں چابی بھرنے پر وہ اپنا کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔

''یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہاری پڑھائی ختم کرا کر تمہیں گھر کیوں بٹھایا گیا تمہارے لیے بہتر ہے کہ اپنی حرکتیں چھوڑ دو''

''اے مسٹر! آپ مجھے پڑھانے آئے ہیں یا نصیحتیں کرنے''

''چپ چاپ بیٹھ جاؤ''

''آپ ہوتے کون ہیں مجھے یہ سب کہنے والے میری زندگی،میری مرضی میں جو بھی کروں''

غصہ میں عالیہ کی آواز تیز ہوگئی۔اور اس کی ممی باہر نکل آئیں۔

''عالیہ یہ کیا بدتمیزی ہے''

''کچھ نہیں آنٹی! میں سنبھال لوں گا''عفان نے مڑ کر جواب دیا

''جتنا تمہارے بارے میں میں جانتا ہوں تو بہتر ہے کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ تمہاری ممی کے گوش گذار کر دونگا''

عفان نے دبی ہوئی آواز میں کہا مجبوراً اس کو خاموش ہونا پڑا اور ممی بڑبڑاتی

www.urduchannel.in

ہوئی اندر چلیں گئیں۔

''تم یہ مت سمجھنا میں تم سے ڈر گئی''

''مجھے بدتمیزی برداشت نہیں ہے''

''کیا معلوم ہے تمہیں میرے بارے میں''

''کہا نا ایک بار بدتمیزی پسند نہیں ہے''

''ویسے تمہاری آوارہ گردیوں کے بہت چرچے سنے ہیں خاموشی سے بیٹھ کر پڑھ لو کیونکہ تم سدھرنے والوں میں سے نہیں ہو''

اور اس سارا دن اس کا موڈ بہت خراب رہا وہ پورے گھر میں جلی پیر کی بلی بنی گھومتی رہی۔

''پاپا مجھے اس انسان سے نہیں پڑھنا ہے''

پاپا کے آتے ہی وہ ان کے سر پر سوار تھی

''تم نے آج کیا بدتمیزی کی ہے عفان سے وہ ایک شریف لڑکا ہے'' مجیب صاحب نے اس کی بات نظر انداز کر کے کہا

''ہاں بگڑی تو میں ہی ہوں بس''

''عالیہ تم بھول رہی ہو کہ تم اپنے پاپا سے بات کر رہی ہو''

عالیہ نے رخ پھیر لیا

''عالیہ تم چاہتی کیا ہو؟''

''مجھے اس انسان سے نہیں پڑھنا''

''ٹھیک ہے پھر ہم تمہاری شادی کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں''

''پاپا''please'' وہ بے بسی سے بولی

پھر یہ کیا طریقہ ہے تم ہمیں پوری طرح سے بدنام کرنے پر لگی ہوئی ہو۔ وہ تو اس لڑکے کی شرافت ہے جو تمہیں ٹیوشن پڑھانے پر تیار ہو گیا تھا لیکن تم نے اسے بھی نہیں چھوڑا''

www.urduchannel.in

مجیب صاحب غصہ میں چلائے ۔ وہ ان کی پوری بات سنے بنا ہی اپنے کمرے میں آ گئی۔

''بیگم! عالیہ کو سمجھاؤ اس نے سوسائٹی میں ہمیں بدنام کر رکھا ہے عفان کے ماموں سے پرسوں ملاقات ہوئی تھی تمہیں معلوم ہے کیا کہہ رہے تھے؟''

انھوں نے مجیب صاحب کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا

''انھوں نے عالیہ کو ڈسکو کے پاس اس کی دوستوں کے ساتھ دیکھا تھا اور وہ بھی اسکول یونیفارم میں نہیں کسی اور کپڑوں میں''

یہ کہہ کر انھوں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔

''عالیہ تو کافی دن سے اسکول ہی نہیں گئی''

''ہاں یہ اس سے پہلے کی بات ہے تم بتاؤ یہ لڑکی ہماری ناک کٹانے پر تلی ہوئی ہے''

کچھ دیر سوچنے کے بعد انھوں نے ایک فیصلہ لیا

''بیگم! عالیہ سے کہو اپنا سامان پیک کرے''

اور بیگم تسکین گھبرا گئیں

''کیا کرنے جا رہے ہیں آپ''

''جو بہت پہلے کرنا چاہیے تھا''

اتنے میں بوا چائے لے آئیں

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عالیہ کو ہاسٹل بھیج دوں ماں باپ سے دور رہے گی تو تھوڑی عقل ٹھکانے آئیگی اتنی عیش کی زندگی کاٹنے پر سدھرنے کے بجائے بگڑتی ہی چلی جا رہی ہے، تو اس کا یہی حل ہے''

مجیب صاحب نے کٹّر لہجے میں کہا۔

''عالیہ نہیں رہ پائے گی''

''سب ہو جاتا ہے جب اپنے اوپر پڑتی ہے انگلی دانتوں تلے آ جاتی ہے''

www.urduchannel.in

''پر''.....

پرور کچھ نہیں تسکین صاحبہ اگر اپنی بیٹی کی بھلائی چاہتی ہو تو اس سے کہہ دو میں کل ہی نجیب صاحب سے بات کر کے اس کے بی۔اے کا فارم بھرواتا ہوں اور کسی اچھی یونیورسٹی میں اس کا داخلہ کرادونگا۔ایسے اس کی پڑھائی بھی ہوگی اور اس کی عقل ٹھکانے بھی آجائیگی۔ ہماری چھوٹ کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اس نے''

''پر اس کے امتحان بھی تو نہیں ہوئے''

''کب ہیں اس کے امتحان''؟ شیخ صاحب نے کہا

''اگلے مہینے میں لیکن آپ نے تو اسکول سے ہٹالیا تھا''

''ہٹالیا تھا نام نہیں کٹوایا تھا''

''اس سے کہہ دو جا کر ابھی سے پڑھائی کرے اسے امتحان ہر حال میں دینا ہے''

''عالیہ یہ کیسے لائٹ بند کر کے لیٹی ہو'' وہ اس کے کمرے میں چلی آئیں

''ممی، پاپا اتنا غصہ کیوں کر رہے تھے؟ آج سے پہلے تو انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا''

وہ جھٹکے سے اٹھ کر بولی

''آج سے پہلے غصہ نہیں کیا شاید یہی ہماری کمی تھی اور سنو عالیہ تمہارے پاپا نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمہیں یونیورسٹی میں داخل کرائینگے اور یہ ان کا بالکل صحیح فیصلہ ہے''

عالیہ کی یہ سن کر چیخ نکل گئی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

''اور ہاں تم بار ۱۲ ہویں کے امتحان بھی دوگی چاہے کچھ ہو سمجھیں تم''

عالیہ نے بہت جتن کیے بہت کوشش کی، کھانا چھوڑا لیکن کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ماں باپ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن ان کی عزت پر آنچ آئے اور اس عزت کو اچھالنے والی خود ان کی بیٹی ہو تو یہ وہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے ایک شریف انسان کے لیے اس کی عزت سے بڑھ کر نہ دولت ہے نہ شہرت اور اسی ڈر سے مجیب صاحب نے عالیہ کو ہاسٹل بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا کہ کہیں ان کی عزت مٹی میں نہ مل جائے

www.urduchannel.in

ورنہ اپنی دیانتداری اور شرافت سے جو مقام انھوں نے برسوں میں بنایا تھا اس کو ختم ہونے میں لمحے بھی نہ لگتے۔

اس کے امتحان قریب آ گئے تھے جیسے تیسے اس نے امتحان دیے ادھر مجیب صاحب نے اس کے یونیورسٹی میں داخلے کی ساری کاروائیاں پوری کرلیں اس کا رزلٹ آیا تو اس کی کشتی بس کنارے پر ہی لگی تھی وہ فیل ہوتے ہوتے بچی۔اور یونیورسٹی جانے کی تیاری شروع ہوگئیں۔

اس کا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا اسکول کی جتنی دوستیں تھیں سب سے اس کی دوستی ختم ہوچکی تھی اس نے امتحان بھی اپنے پاپا کے ساتھ جا کر دیے۔اس نے مجیب صاحب سے بہت التجا کی کہ اسے نہ بھیجیں لیکن مجیب صاحب پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوا...اور وہ روتی بسورتی رہی.....تسکین بیگم سے بھی اس نے بہت کہا.....آخر وہ ماں تھیں اور ماں کا دل ہر چیز سے زیادہ نرم ہوتا ہے.....وہ مجیب صاحب کے فیصلے کو روک تو نہیں سکتی تھیں....بس اس کو سمجھاتی ہی رہیں۔

(13)

دو دن بعد بی جی کو اسپتال سے Discharge کردیا گیا اور ان دودنوں میں اس نے بی جی کی بہت خدمت کی ان کے کھانے پینے کا خیال رکھا ان کو ہر طرح سے آرام دیا۔

''طوبیٰ میں نے Ambulance کا انتظام کردیا ہے تم اس سے بی جی کو گھر لے جاسکتی ہو''

ڈاکٹر ذاکر نے اس سے کہا

''شکریہ ڈاکٹر !اگر آپ اور ڈاکٹر رحمٰن نہ ہوتے تو کیسے یہ سب ہوتا آپ نے بہت خیال رکھا''

''ارے اس کی کوئی بات نہیں ہے یہ تو ہمارا فرض تھا''

اور طوبیٰ بی جی کو لے کر گھر آ گئی

www.urduchannel.in

''بی جی جب تک آپ مکمل صحت یاب نہیں ہوجاتیں میں اسکول نہیں جاؤنگی اور آپ کے پاس ہی رہونگی''

''نہیں میری بچی! ایسا نہیں کہتے میں تو اب بالکل ٹھیک ہوں۔ تیری پڑھائی ضروری ہے تیری امتحان بھی تو آنے والے ہیں۔

''پر بی جی آپ سے زیادہ ضروری تو نہیں ہے''

یہ کہہ کر اس نے بی جی کے گلے میں باہنیں ڈال دیں

''اچھا آپ آرام کریے میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں''

''لیکن طوبیٰ گھر میں کچھ بھی تو پکا ہوا نہیں ہوگا''

''ہاں بی جی پر وہ پڑوس میں جو چچی رہتی ہیں وہ دے گئیں تھیں''

اور طوبیٰ نے بی جی کو کھانا کھلا کر دوا دے دی

''بی جی اب آپ آرام کریئے''

''لیکن طوبیٰ بیٹی کل تم اسکول ضرور جاؤ گی''

اگلی صبح وہ سوتی رہی اسکول جانے کا اس کا دل نہیں تھا

''طوبیٰ او طوبیٰ! اٹھ بیٹا اسکول نہیں جانا''

بی جی اس کے پاس کھڑی کہہ رہی تھیں اور طوبیٰ نے کسمسا کر دوسری طرف کروٹ لے لی لیکن بی جی کے بار بار کہنے پر اس کو اٹھنا ہی پڑا ناشتہ کر کے وہ اسکول جانے کے لیے تیار ہوگئی۔

''بی جی اپنا خیال رکھنا اور دوا وقت پر لینا''

''ہاں میری دادی تو جا اسکول میں لے لوں گی''

بی جی نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور وہ دروازے سے باہر نکل گئی۔

طوبیٰ اسکول پہنچی تو معلوم ہوا کہ امتحان کی تاریخ مقرر کر دی گئی ہے۔ دس دن بعد امتحان شروع ہوجائیں گے اس نے اپنا ادھورا کام مکمل کیا کلاس سے باہر نکلی تو عامر کو کھڑا پایا وہ اس کے پاس چلی آئی۔

www.urduchannel.in

''اب بی جی کی طبیعت کیسی ہے طوبیٰ''
عامر نے اس سے پوچھا۔
''ہاں پہلے سے تو ٹھیک ہے لیکن مجھے پھر بھی ان کی فکر لگی ہوئی ہے''
اس کے چہرے پر پریشانی جھلکنے لگی عامر اس کو کینٹین میں لے آیا۔
بیٹھو! اب بتاؤ جب وہ ٹھیک ہیں تو تم اتنا پریشان کیوں ہو''؟
عامر نے فکرمند لہجے میں کہا۔
''عامر تم نہیں جانتے بی جی میرا واحد سہارا ہیں ماں باپ کے بعد سے انھوں نے ہی مجھے سنبھالا میری ساری ذمہ داریاں اٹھائیں میری ہر چیز کا خیال رکھا میری ساری ضرورتیں پوری کیں انھوں نے کبھی مجھے ماں باپ کی کمی محسوس ہونے نہ دی میری پڑھائی کا خیال رکھتے ہوئے انھوں نے مجھ سے کبھی زیادہ کام نہیں کرایا سب کچھ خود کیا''
یہ کہتے کہتے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے
''طوبیٰ تم ایسے روؤ گی ہمت ہاروگی تو کیسے ہوگا''
عامر نے طوبیٰ کو دلاسہ دیا۔
''تمہارے کوئی خاندان والے تمہارے چچا وغیرہ''....
''ہیں سب ہیں لیکن ماں باپ کے انتقال کے بعد کسی نے پوچھا ہی نہیں ایک چچا ہیں وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ پاکستان میں مقیم ہیں جنھوں نے کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا یہاں تک کہ بی جی کی بھی خبر نہیں لیتے کبھی مہینے دو مہینے میں فون اگر آ بھی جائے تو بس رسمی سی باتیں کر کے رکھ دیتے ہیں بی جی کو ان سے کوئی امید ہی نہیں رہی''
''اور تمہارے ننھیال والے''
''دو ماموں ہیں ممی پاپا کے انتقال پر آئے تھے انھوں نے بی جی سے بات کی تھی کہ وہ مجھے لے جانا چاہتے ہیں تاکہ میں وہاں پر آرام سے رہ سکوں لیکن بی جی کو ان کے گھر کا ماحول پسند نہیں بہت Fashionable لوگ ہیں ان کو لگتا تھا میں اگر

www.urduchannel.in

وہاں چلی گئی تو بگڑ جاؤنگی انھوں نے ماموں سے منع کر دیا اور ماموں نے بی جی پر غلط الزام لگائے کہ آپ طوبیٰ کو اپنی خدمت کے لیے رکھنا چاہتی ہیں اسے نوکر بنا کر رکھیں گی اور نا جانے کیا کیا' اس بات پر بی جی کو بہت غصہ آیا تھا''

''پر انہوں نے ایسا کیوں کہا؟''

''ماموں کا مقصد کچھ اور تھا وہ چاہتے تھے کہ بابا جو کاروبار چھوڑ کر گئے ہیں اگر طوبیٰ ہمارے یہاں آجائیگی تو ہم اس کی شادی اپنے بیٹے سے کروادینگے اور اس طرح وہ سارا کاروبار ان کے ہاتھ میں چلا جائیگا لیکن وہ تو بی جی نے مجھے وہاں جانے ہی نہیں دیا اور یہ بات اس وقت مجھ پر عیاں ہوئی جب وہ اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر آئے، اس کے پیچھے بی جی ان کی چال سمجھ گئیں تھیں اور انہوں نے اس رشتے سے انکار کر دیا''

''پھر کیا ہوا'' عامر بیچ میں ہی بول پڑا تو طوبیٰ کو ہنسی آ گئی۔

''ہوتا کیا ماموں نے ہم سے رشتہ ہی ختم کر دیا اور اب میرا ایک ہی سائبان ہے میری بی جی ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے میرے پاس''.....

یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئی اور عامر اس کو بغور دیکھتا رہا اس کے دل میں آیا اس پیاری سی لڑکی کو اپنے دل میں چھپالے

''ارے مجھے بہت دیر ہوگئی اب مجھے چلنا چاہیے بی جی میرا انتظار کر رہی ہونگی''

طوبیٰ پریشان سی کھڑی ہوگئی

''اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں تمہیں گھر تک چھوڑ دوں''

''نہیں میں چلی جاؤنگی تم پریشان نہ ہو''

اور عامر نے کچھ نہیں کہا

''اچھا سنو طوبیٰ''

''جی''

طوبیٰ نے مڑ کر کہا

www.urduchannel.in

''یہ میرا موبائل نمبر ہے اگر کبھی تمہیں کوئی ضرورت پڑے تو مجھے فون کر لینا میں پہنچ جاؤں گا''

اور مسکراتا ہوا وہ چلا گیا۔

کچھ لوگ زندگی میں کتنی اہمیت رکھتے ہیں جن سے ہمارا کوئی خون کا رشتہ نہیں ہوتا لیکن محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہمارے ساتھ صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور اب وہ ہم سے دور ہو جائیں تو گویا سانسیں تھم جائیں گی ہمیں ان کو سوچنا اچھا لگتا ہے ان سے باتیں کرنی اچھی لگتیں ہیں ان کو دیکھنا اچھا لگتا ہے ان کے ساتھ چلنا اچھا لگتا ہے اور.....

سامنے سے آتی گاڑی نے زور سے بریک لگائے تو طوبیٰ اس کی آواز پر چونک گئی

''ارے میڈم کیا دیکھ کر نہیں چل سکتیں یہ سڑک ہے تمہارے گھر کا آنگن نہیں اگر ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو سارا الزام ہم پر آتا''

اور وہ ادھیڑ عمر کا شخص بڑبڑاتا ہوا گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

''یہ مجھے کیا ہو گیا ہے اتنا کیوں سوچنے لگی ہوں میں''

دروازے میں داخل ہوتے ہی.....

''ہائے میری بچی طوبیٰ تجھے اتنی دیر کیوں ہو گئی آج میرا دل تو بس حولائے جا رہا تھا نہ جانے کیا کیا وسوسے آرہے تھے کمبخت پڑوس میں بھی کوئی ایسا بچہ نہیں جس کو تجھے دکھوانے بھیجتی''

وہ گھبرائی ہوئیں اس کے پاس آ کر Nonstop بولے چلی جا رہی تھیں۔

طوبیٰ نے سوچا اگر بتا دوں کہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا ہے تو یہ تو مجھے اسکول ہی نا جانے دینگی۔

''اوفو بی جی آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں دو دن بعد اسکول گئی تھی اتنا کام تھا وہ اتارنے میں دیر لگ گئی بس''.....یہ کہتی ہوئی وہ کپڑے بدلنے کے لیے چلی گئی

www.urduchannel.in

''یہ لڑکی تو بس میری جان ہی نکال دیتی ہے''

اور اس کے لیے کھانا نکالنے لگیں۔

''طوبیٰ تو بھی اب کھانا پکانا ذرا سیکھ لے بوڑھی ہڈیاں کب تک ساتھ دینگی سوچتی ہوں اپنی زندگی میں ہی تجھے دلہن بنا ہوا دیکھ لوں تو چین سے مروں''

یہ کہہ کر وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

''کیا ہے بی جی ایسے نہ کہا کریئے.. مجھے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے''

اس نے منھ بسورے ہوئے کہا۔

''اچھا چل تو کھانا کھا''

صبح وہ اسکول کے لیے تیار ہونے لگی تو بی جی کی طبیعت ذرا بگڑ گئی اور وہ باورچی خانے میں پڑی پٹڑی پر ہی بیٹھ گئیں جب طوبیٰ باورچی خانے میں آئی تو اس کی چیخ نکل گئی۔

''بی جی... بی جی کیا ہوا''؟

اس نے بی جی کی پیشانی پر آئے پسینے کو صاف کیا

''کچھ نہیں بس ذرا طبیعت عجیب ہوگئی تھی''

''میں ابھی ڈاکٹر رحمٰن کو بلاتی ہوں''

''ارے تو خوامخواہ پریشان ہو رہی ہے میں ٹھیک ہوں اب''

وہ اٹھنے لگیں تو طوبیٰ نے انھیں سہارا دے کر کھڑا کیا۔ اور کمرے میں لے جا کر بستر پر لٹا دیا۔ اور ان کے ہاتھ سہلانے لگی۔ اس دن وہ ااسکول ہی نہیں گئی ڈاکٹر رحمٰن آئے اور انھوں نے بی جی کا بی پی لو بتایا۔

طوبیٰ کے امتحان آنے والے تھے لہٰذا اس نے اسکول جانا بند کر دیا اور گھر پر ہی امتحان کی تیاری میں لگ گئی اور بی جی کا بھی پورا خیال رکھتی اس نے بی جی کو عامر کے بارے میں بتا رکھا تھا وہ بھی بی جی کے حال احوال پوچھنے آجایا کرتا تھا۔

اس دن بھی عامر آیا ہوا تھا اور بی جی اس سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھی۔

www.urduchannel.in

''میری زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ہے بیٹے''

''ارے نہیں بی جی ابھی تو آپ کو بہت لمبی عمر گذارنی ہے''

عامر نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا

''کہاں.....بیٹا؟''

انھوں نے ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے کہا کچھ دیر بعد عامر اٹھ کر چلا گیا

''عامر بڑا اچھا لڑکا ہے مجھے تو بہت پسند آیا لیکن میں اس سے کچھ کہہ نہ سکی ہمت ہی نہیں ہوئی''

طوبیٰ نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا وہ ان کا مطلب سمجھ گئی تھی ۔ وہ سوچنے لگی کہ عامر کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تب بھی بی جی یہی سوچتیں ۔

طوبیٰ کے امتحان شروع ہوگئے بی جی کی طبیعت اب ذرا سنبھل گئی تھی ۔ آخری امتحان دے کر جب وہ گھر آئی تو ایک ہجوم کو اپنے گھر میں پایا۔اور کچھ ہی پل میں وہ غش کھا کر زمیں بوس ہوگئی ۔ پڑوس کی عورتوں نے اس کو سنبھالا ۔آج اس کا وہ واحد سہارا بھی اس سے چھن گیا جو اس کے لیے سب کچھ تھا ۔ بی جی کو کوئی اتنی بڑی بیماری نہیں تھی لیکن موت تو مقرر ہے اور چھوٹی چھوٹی بیماریاں ہی موت کا بہانہ بن جاتی ہیں اس کی بی جی اس کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئیں ۔موت بڑی بے رحم اور ظالم ہوتی ہے یہ کسی کو نہیں چھوڑتی اور اسی کی وجہ سے طوبیٰ آج اکیلی رہ گئی تھی ۔

جب اس کو ہوش آیا وہ نہ چیخی نہ چلائی نہ آنکھ سے آنسو نکلے بلکہ خاموش مورتی بنی بیٹھی رہی کون آرہا ہے کون جارہا ہے اسے کچھ خبر نہیں اور وہ موتی اس وقت اس کی آنکھ سے ٹپکے جب بی جی کو دفنانے کے لیے لے جایا جانے لگا طوبیٰ کو اسوقت سنبھالنا مشکل ہوگیا وہ کسی کے قابو میں ہی نہیں آرہی تھی اور آخر کار اس کی بی جی اس سے جدا ہو ہی گئیں وہ پاگلوں کی طرح دروازے سے ٹیک لگائے بی جی کو جاتا دیکھتی رہی جب پیچھے سے کسی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس نے مڑ کر دیکھا

''چچا جان.....''

www.urduchannel.in

اوراس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

''بیٹا! رونہیں مجھے بھی بہت دکھ ہے کہ میں نے اپنی ماں کا کبھی خیال نہیں رکھااور وہ چلی بھی گئیں''

اس کے ننھیال والے بھی آئے ہوئے تھے اور چچا کی فیملی بھی اگلے دن جب سب جانے کی تیاری کرنے لگے تو مسئلہ یہ کھڑا ہوا کہ طوبیٰ کس کے ساتھ جائیگی چچا طوبیٰ کو لے جانا چاہ رہے تھے اور ماموں اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن طوبیٰ نے دونوں کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

''مگر طوبی بیٹے آخر تم اس اکیلے گھر میں رہو گی کیسے؟''

طوبیٰ نے یہ بات تو سوچی ہی نہیں تھی پھر بھی اس نے جانے سے انکار کر دیا اس کے چچا نے اس پر دباؤ نہیں ڈالا ویسے بھی ان کی فلائٹ کا وقت ہو گیا تھا تو وہ چلے گئے ماموں بھی دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے جا چکے تھے ان کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد عامر نے گھر میں قدم رکھا اور طوبیٰ بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور اس کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔

''یہ سب اچانک کیسے طوبیٰ دو دن میں اتنا کچھ ہو گیا میں پاپا کے کام سے باہر چلا گیا تھا''

اس نے طوبی کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا

''تم مجھے ایک فون ہی کر دیتی''

''عامر مجھے کچھ ہوش نہیں تھا میں آخری پیپر دے کر آئی تو گھر میں ماتم ہو رہا تھا''

اس نے روتے ہوئے بتایا

''اور تمہارے چچا اور ماموں وہ آئے تھے''

''ہاں آئے تھے وہ ساتھ چلنے کے لیے بھی کہہ رہے تھے لیکن میں نے منع کر دیا سب خود غرض ہیں''

''پھر''....

www.urduchannel.in

''پھر میں ہاسٹل چلی جاؤنگی تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''
یہ کہہ کر اس نے منھ پھیر لیا تو عامر کو ہنسی آ گئی
''میں پریشان نہیں ہونگا تو پھر کون ہوگا ادھر دیکھو میری طرف تم ہاسٹل میں ہی رہو میں ہوں نا تمہارا خیال رکھنے والا پھر اس کے بعد میں خود ممی پاپا سے تمہارے لیے بات کرونگا''
اس نے آہستہ سے کہا
''کس بارے میں بات؟''
''اچھا آ آ..... تمہیں نہیں پتا طوبیٰ کس بارے میں بات؟''
اور طوبی نے چھینپ کر منھ موڑ لیا
''طوبیٰ میں اس معاملہ میں بیکار ہوں مجھے یہ محبت کا اظہار کرنا نہیں آتا آج تک ہوئی نہیں نا۔ تمہیں دیکھا تو تم اچھی لگنے لگیں.... پر تم اتنی معصوم بھی نہیں جتنا میں سمجھتا ہوں۔''
''کیا تم میرے دل کی حالت سے بے خبر ہو..... بولو..... بتاؤ طوبیٰ''
''نہیں''
اس کی منمنائی ہوئی آواز نکلی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اچانک اس کو بی جی کا خیال آ گیا
''عامر بی جی مجھے اکیلا چھوڑ کر کیوں چلی گئیں''
اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔
''ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے ہم اس سے لڑ تو نہیں سکتے نا اور اکیلے کہاں میں ہوں تو....''
دن یوں ہی گذرتے گئے اس کا رزلٹ آیا تو عامر نے اس کے یونیورسٹی میں ایڈمیشن کے کام کروائے عامر نے اس کو بہت سمجھایا کہ اپنا خیال رکھے اس نے طوبیٰ کو ایک موبائل فون بھی دیا لیکن طوبیٰ نے لینے سے انکار کر دیا پر عامر کے غصہ کرنے پر

www.urduchannel.in

مجبوراً اسے لینا پڑا۔

''اتنی دور رہو گی تم خیر خیریت کیسے ملا کرے گی تمہاری''

اس اپنایت بھرے لہجے پر اس کے آنسو آ گئے

''بس اب بالکل مت رونا ورنہ اچھا نہیں ہوگا''

عامر نے بناوٹی غصے سے اسے ڈانٹا تو وہ چپ ہوگئی۔

عامر کی مدد سے اس نے پاپا کی تمام جائداد کو بیچ کر اس کا پیسا بینک میں جمع کرا دیا لیکن گھر کو وہ بیچنا نہیں چاہتی تھی وہ آخری یادگار تھی اسکے پیاروں کی۔

(14)

اگلے دن وہ خلاف معمول جلدی اٹھ گئی امی کو اس بات پر حیرت ہوئی لیکن کچھ کہا نہیں دو، تین دن سے وہ ماہم کی بہت ساری باتیں نوٹ کر رہی تھیں۔ شگفتہ اور ماہم دونوں ناشتے کی تیاریوں میں لگ گئیں ابو صبح ہی کام پر چلے گئے تھے احسن اور تابش کی چھٹیاں شروع ہو گئیں تھیں۔

موسم صبح سے ہی خوشگوار ہو رہا تھا ہلکی ٹھنڈی ہوا نے پورے ماحول کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا ایسا لگ رہا تھا تھوڑی دیر بعد بوندا باندی شروع ہو جائیگی ہلکے ہلکے بادل چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے سب بچے اپنی اپنی چھتوں پر چڑھے موسم کا مزہ لے رہے تھے احسن، تابش اور نہال بھی ناشتہ کر کے اوپر آ گئے۔

''شگفتہ....''

امی نے کمرے میں سے اسے آواز دی

''جی امی! آئی۔''

اور شگفتہ دوپٹہ سے ہاتھ پوچھتی چلی آئی

''جا کر چھت پر سے کپڑے اتار لاؤ۔ موسم کا کچھ بھروسہ نہیں ہے کب بارش ہو جائے''

''جی امی ابھی جاتی ہوں''

www.urduchannel.in

یہ کہہ کر وہ چھت پر جانے لگی

''رکو شگفتہ تم یہ باورچی خانہ سمیٹ دو میں اتار لاتی ہوں۔''

شگفتہ سمجھ گئی۔

''نہیں ماہم! تم بارو چی خانہ دیکھ لو میں اتار لاؤنگی۔''

لیکن ماہم ضد کر کے اوپر چلی گئی اور شگفتہ کو باورچی خانے میں بھیج دیا جب وہ چھت پر آئی تو نہال اور احسن پتنگ اڑانے میں مست تھے اور تابش موسم کا مزہ لے رہا تھا

''تمہیں پتنگ اڑانی آتی ہے نہال؟''

ماہم نے جان بوجھ کر بات کرنے کی کوشش کی نہال نے ایک اجنبی سی نگاہ اس پر ڈالی اور پتنگ اڑانے میں مصروف ہوگیا محبت کی ایک نگاہ ہی دل کو سکون پہچانے کے لیے کافی ہوتی ہے اور نہال کی اس نگاہ نے اسے اندر تک سرشار کر دیا۔ کپڑے اتارتے وقت وہ بار بار نہال کو بھی دیکھتی جاتی....

''ماہم باجی! آپ کپڑے اتار رہی ہیں یا نہال بھائی کو گھورے جا رہی ہیں''

سدا کا شرارتی تابش جس نے ماہم کی چوری پکڑ لی تھی، ایسا ہی تھا منہ پھٹ ۔ جو بات دیکھتا یا جو دل میں ہوتی منہ پر ہی بول دیتا اور ماہم اس کی اس بات سے گڑبڑا گئی۔

''میں کیوں دیکھتی میں تو پتنگ کو دیکھ رہی ہوں''

اس نے جھنجھلانے والے انداز میں کہا اور جلدی جلدی کپڑے اتارنے لگی جب وہ سیڑھیاں اتری تو پلٹ کر دیکھا نہال اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا اس کی مسکراہٹ کا یہ لقمہ ماہم کو نہال کی بات سمجھنے کے لیے کافی تھا اور وہ بھی مسکراتی ہوئی نیچے چلی گئی۔

''ماہم تم سے کوئی کام جلدی نہیں ہوتا اتنی دیر سے کپڑے اتار کر لائی ہو''

امی نے غصہ میں کہا ماہم نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ ممانی غسل خانے

www.urduchannel.in

میں تھیں تو اس نے سکون کا سانس لیا اگر آج امی ممانی کے سامنے اس پر غصہ کرتیں تو نہ جانے ماہم کا کیا حال ہوتا اور وہ بغیر کچھ بولے اندر چلی گئی امی اس کی اس کیفیت کو سمجھ ہی نہیں پا رہی تھیں۔

''ماہم کو کیا ہو گیا ہے؟''

انھوں نے شگفتہ سے پوچھا

''کچھ بھی تو نہیں امی کیوں؟''

شگفتہ نے انجان بن کر کہا

''کچھ دن سے بڑی عجیب عجیب حرکتیں کر رہی ہے بلکہ جس دن سے تمہاری ممانی آئی ہیں تب سے میں کچھ زیادہ دیکھ رہی ہوں''

''نہیں امی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔آپ کو ایسا لگ رہا ہے حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے''

اس نے امی کو سمجھانے کی کوشش کی

''چلو چھوڑو خیر! اب میں ذرا دوپہر کے کھانے کا انتظام کر لوں''

اور وہ باورچی خانے میں چلی گئیں۔

''ماہم یہ کیا پاگل پن ہے''

وہ اس کے سر پر سوار تھی

''کیا؟''

ماہم نے لاتعلقی ظاہر کی

''اگر تمہاری یہی حرکتیں رہیں تو امی کو جو یہ شک ہے نا یقین میں بدل جائے گا اور تم جانتی ہو اس کا انجام کیا ہوگا''

شگفتہ اس وقت ماہم سے بڑی لگ رہی تھی اس کا انداز ہی کچھ ایسا تھا

''تم زیادہ بڑا بننے کی کوشش نا کیا کرو''

ماہم نے پلٹ کر جواب دیا

www.urduchannel.in

''کچھ نہیں ہوگا شگفتہ، نہال ہے نا سب کرنے کے لیے''

اس نے ایک ادا سے کہا

''افو یہ نہال بھائی کا بھوت تمہارے سر پر سے کب اترے گا کیوں تم اندھے کنویں میں خود کو دھکیل رہی ہو''

''نہیں شگفتہ میں نے نہال کی آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھے ہیں''

''تم بے وقوف ہو ماہم! وہ جذبات نہیں ہیں تم خواہ مخواہ ہی خود سے الجھتی جارہی ہو''

شگفتہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا لیکن وہ ماہم ہی کیا جو کسی کی بات سمجھ لے اس کو نہ یہ بات سمجھنی تھی اور نہ اس نے سمجھی وہ تو صرف وہی دیکھ رہی تھی جو نہال اسے دکھا رہا تھا وہی سمجھ رہی تھی جو وہ سمجھنا چاہتی تھی۔ وہ ایسی وادیوں میں تنہا بھٹک رہی تھی جہاں اس کی منزل کا کوئی نام ونشان ہی نہیں، دور تک چٹیل میدان تھا لیکن اس کو وہاں نہال کھڑا ہوا نظر آرہا تھا جو محض اس کا دھوکا تھا اس کے سوا کچھ نہیں۔.....

ہلکی ہلکی بارش سے پوری فضا نکھر گئی تھی۔ درختوں اور پیڑ پودوں پر بارش کی بوندیں موتی کی طرح براجمان تھیں گیلی مٹی کی سوندھی خوشبو نے پورے ماحول کو معطر کر دیا تھا۔ جگہ جگہ بیٹھے پرندوں کی چہچہاٹ دل میں ایک سکون پیدا کر رہی تھی۔

''نہال بھائی کہیں گھومنے کا پلان بنایا جائے''؟

احسن اور تابش نے ایک ساتھ کہا

''ہاں میں بھی تم سے یہی کہنے والی تھی موسم بھی اچھا ہے تم لوگ کہیں گھوم آؤ'' عائشہ بیگم نے کہا

''لیکن جائیں گے کہاں'' نہال بولا

ارے بھائی کچھ کھا پی کر آجائیں گے یہاں سے تھوڑی دوری پر امین آباد ہے جہاں پر داہنی طرف مڑتے ہی ایک گول گپے والا ہے اس کے یہاں کے گول گپّے پورے امین آباد میں بہت مشہور ہیں چاٹ کا تو کیا کہنا''

www.urduchannel.in

احسن کے منھ میں پانی آ گیا۔

''ہاں نہال! احسن ٹھیک کہہ رہا ہے اس سے تھوڑی موج مستی بھی ہو جائیگی اور تھوڑا گھوم بھی لوگے ویسے بھی جب سے تم آئے ہو کہیں باہر نہیں گئے ان کے ابو کو وقت ہی نہیں ملتا ورنہ میں ان سے کہہ دیتی''

''ارے نہیں عائشہ! بھائی صاحب سے کیا کہنا اب بچے ماشاءاللہ سے اتنے تو بڑے ہو گئے ہیں کہ خود چلے جائیں''

عائشہ بیگم نے ممانی کی ہاں میں ہاں ملائی

''تم دونوں بھی چلو نا ہمارے ساتھ''

احسن نے کہا

''نہیں بیٹا تم تینوں چلے جاؤ یہ دونوں گھر پر کام کروالینگی''

شگفتہ کچھ نہیں بولی لیکن ماہم فوراً بول پڑی

میں جاؤنگی امی۔ اتنے دن سے کہیں گئے بھی تو نہیں ہیں''

''لیکن ماہم....

''امی پلیز''

شگفتہ سمجھ گئی تھی کہ ماہم کیوں ضد کر رہی ہے لیکن کچھ بولی نہیں

''ارے جانے دو نا عائشہ، اس بہانے وہ دونوں بھی گھوم آئینگی''

ممانی نے کہا

لیکن ممانی جان پھر رات کے کھانے کی بھی تو تیاری کرنی ہے''

''ارے تم اس کی فکر نہ کرو میں اور تمہاری امی سب کر لینگے۔''

اور شگفتہ کو ماہم کی وجہ سے ساتھ جانا پڑا وہ دل ہی دل میں ماہم پر بہت غصہ کر رہی تھی کہ اس کی انہیں سب باتوں کی وجہ سے یہ ہم دونوں کو لے ڈوبے گی یہ محبت بھی کیا چیز ہے انسان سے سب کچھ کروالیتی ہے جو اس کو رسوائی کے راستے پر لے جاتا ہے۔

www.urduchannel.in

''اب چلو بھی کیا سوچ رہی ہو''

ماہم نے شگفتہ کے قریب آ کر کہا

''ہاں چل رہی ہوں''

اور وہ پانچوں ایک ساتھ باہر نکل گئے

ماہم ہر جگہ نہال کے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی شگفتہ بار بار اس کو کھینچ کر اپنی طرف کر لیتی لیکن وہ اس انداز سے چل رہی تھی کہ اس کا ہاتھ نہال کے ہاتھ سے ٹکرا جاتا اس کو لگا نہال سب کی موجودگی کی وجہ سے اس سے بات نہیں کر پا رہا ہے اور اسی طرح کے بہانوں سے خود کو تسلی دیتی رہی۔

کھا پی کر جب وہ لوگ پارک میں آئے تو احسن اور تابش کھیل میں لگ گئے شگفتہ کو جھولا جھولنا بہت پسند تھا تو وہ جھولا جھولنے لگی اور ماہم کو اسی موقع کا انتظار تھا نہال کو تنہا دیکھ کر وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

''نہال تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے ہو؟''

نہال نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا اور دیکھتا رہا وہ اس کی نظروں سے گھبرا کر بولی۔

''کیا ہوا بولو؟''

''کرتا تو ہوں''

''کہیں بھی نہیں کرتے ہو''

اور اس کے اس انداز پر نہال کو ہنسی آ گئی

بھلے ہی ماہم اس سے محبت کرتی ہو لیکن اپنی محبت کا اظہار وہ کبھی خود سے نہیں کر سکتی تھی اس کے اندر یہ ایک فطری بات تھی وہ نہال کے منھ سے سننا چاہتی تھی لیکن نہال نے کبھی اس سے کھل کر بات ہی نہیں کی نہال کو اپنے پاس دیکھ کر وہ آس پاس کے ماحول سے بے خبر اس کے بہت قریب ہو گئی تھی اور نہال بھی ایسے ہی بیٹھا رہا بے خیالی میں اس نے نہال کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا یہ سارا منظر دور کھڑا تابش

www.urduchannel.in

بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور ساری باتیں اپنے دماغ کے کمپیوٹر میں فٹ کر رہا تھا۔ ماہم کو اس کی خبر بھی نہ تھی نہال نے دھیرے سے اس کا ہاتھ ہٹایا تو وہ تھوڑی کنفیوز ہوگئی۔

''نہال تم کچھ کہتے کیوں نہیں ہو''

''کیا کہوں ماہم''....

وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر بولا

''تم بہت اچھی لڑکی ہو''

اور یہ جملہ آج تک کسی کے منھ سے سنا ہی نہیں تھا وہ اس کو دیکھے گئی اتنے میں شگفتہ آ گئی اور اس کو ایسے بیٹھا ہو دیکھ کر بولی۔

''چلنا نہیں ہے کیا؟ اور نہال بھائی آپ کو کیسا لگا؟''

وہ نہال سے مخاطب ہو کر بولی

''بہت اچھا''

اور ماہم کو لگا وہ اس کی وجہ سے کہہ رہا ہے شگفتہ نے دیکھا ماہم کے چہرے پر الگ سی چمک تھی یوں وہ سب گھر لوٹ آئے۔

''نہال بیٹا تمہارا آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے''

سب لوگ جب رات کو ایک کمرے میں موجود تھے ماہم کے ابو نے اس سے پوچھا

''پھوپا جان ابھی تو ایم۔بی۔اے کرنے کا ارادہ ہے''

''ماشاءاللہ، اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے''

ماہم کو لگا شاید ابو ممانی سے نہال کے اور اس کے لیے بات کریں یہ محبت ہوتی ہی بڑی خوش فہم ہے ہزاروں خیالات دل میں ابھرتے رہتے ہیں اور کچھ دن گذارنے کے بعد ممانی اور نہال چلے گئے۔ان کے جاتے ہی گھر میں کیا ہوا یہ ان کو معلوم بھی نہ ہو سکا۔

اگلے دن تابش نے ساری باتیں ابو کے گوش گذار کر دیں اور یہ کہ ماہم باجی

www.urduchannel.in

عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگیں ہیں اس دن بھی وہ چھت پر نہال بھائی کو گھورے جا رہی تھیں امی کو اس بات سے جھٹکا لگا اور ساری بات سمجھ میں آ گئی شگفتہ کو بلا کر پوچھا گیا تو وہ کچھ نہیں بولی ابو کو ماہم پر بہت غصہ آ رہا تھا لیکن عائشہ بیگم کے چپ کرانے پر وہ خاموش تھے انھوں نے عائشہ بیگم سے کہا کہ وہ ماہم سے اس بارے میں بات کریں۔

''ماہم میں یہ کیا سن رہی ہوں''

''کیا امی؟''

''یہ نہال کا کیا چکر ہے''

اور وہ کچھ نہ بولی گویا محبت نے اسے نڈر بنا دیا تھا

''تابش نے سب بتا دیا ہے تم کیسے اس کے ساتھ وہاں پارک میں بیٹھی تھیں اور سب باتیں''

امی نے غصہ سے کہا

''بس پاس ہی تو بیٹھی تھی، کیا پاس بیٹھنا گناہ ہے''

''گناہ نہیں ہے لیکن کچھ حدیں ہوتی ہیں اور تم اچھی طرح سے جانتی ہو'' وہ اس سے کہتے ہوئے جھجک رہی تھیں۔

''وہ میرے کزن ہیں امی''

''تو کیا تم اس طرح کرو گی کہ ہاتھ بھی پکڑ لو گی''

آخر انھوں نے کہہ ہی دیا

''کچھ بھی ہو ماہم لڑکا اور لڑکی میں فاصلے رہنا ضروری ہوتے ہیں شاید تم نے تو ساری شرم ہی جیسے کھودی ہے''

اس پر بھی وہ کچھ نہ بولی تو امی کو یقین ہو گیا کہ ماہم نہال کو لے کر کیا سوچتی ہے۔ ماہم کو یقین تھا اگر کچھ ہوا بھی تو نہال ضرور اس بارے میں بات کرے گا اور ابو منع نہیں کریں گیں۔

''دیکھ لینا سب کچھ.....میں کہتی تھی ایک دن یہی ہوگا''

www.urduchannel.in

شگفتہ نے کمرے میں آ کر کہا

''ہاں تم تو برا ہی چاہتی ہو'' .....

''برا نہیں ماہم میں تمہیں سمجھانا چاہتی تھی مگر تم نا سمجھیں اور آج دیکھو.....تم نے اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھا اور گھر میں سب کو علم ہو گیا''

''ایسا کیا کر دیا میں نے....سب لوگ کرتے ہیں محبت...میں نے کیا انوکھی کر لی''

''سب لوگ کرتے ہیں تو کرنے دو.....ہمارے خاندان میں آج تک یہ کام کسی نے نہیں کیا.....یہ سب غلط باتیں ہیں''

''کوئی غلط نہیں ہے''

ماہم نے برا سا منھ بنا کر کہا

''چلو مانا محبت کرنا غلط نہیں ہے لیکن اس طرح کی حرکتیں کرنا تو غلط ہے جس کی وجہ سے سب کو شک ہونے لگے اور اب تو امی کو تمہارے رویے سے یقین ہو ہی گیا ہے''

ماہم بیٹھی ہوئی میگزین کے پنّے پلٹتی رہی

ابو نے اس سے کافی دن تک بات ہی نہیں کی پڑھائی کا ماہم کو شوق تھا اور تمام حالات پر غور کرتے ہوئے ابو نے اس کا داخلہ یونیورسٹی میں کرا دیا۔

ماہم کے رویوں سے ایسا لگتا کہ اس کو کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑا ہو نہال کی محبت کا یقین اس کے دل میں موجود تھا۔

(15)

کوٹھی میں ایک بھونچال آیا ہوا تھا ہر ایک کی زبان پر زہرا اور باسط کا نام تھا مالکن صاحبہ نے تو جیسے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ زہرا کو وہ باسط کے کمرے سے تقریباً کھینچتی ہوئی باہر لائی تھیں اور جیسے زہرا سانس لینا ہی بھول گئی۔ تھپڑوں کی برسات نے اس کو بے حال کر دیا تھا۔ وہ زمین سے لگی ہوئی روئے چلی جا رہی تھی۔

''منحوس۔کم بخت.....جس تھالی میں کھاتی ہے اسی میں چھید کرتی ہے''

www.urduchannel.in

وہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ ہی نہیں پائی۔

''ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا تجھے اپنے گھر میں گھسایا لیکن تو نے ایسا کیا''

وہ لگاتار روئے چلی جارہی تھی۔

''ہنہ! آخر دکھا ہی دیا نا تو نے کہ تم نچلی ذات کی لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ان کو کتنا بھی دودھ پلالو ایک دن یہ ناگن بن کر ہمیں ڈستی ہیں اور ہماری آنکھوں میں دھول جھونکتی ہیں''

کوٹھی کے دوسرے لوگ بھی اس کے آس پاس جمع ہو گئے تھے اور اس کا دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

''اس کے باپ دادا نے ہمارے یہاں وفاداری اور ایمانداری سے کام کیا کبھی کسی طرح کی شکایت کا موقع نہیں دیا لیکن اس لڑکی نے ان کی ناک ہی کٹا کر رکھ دی.....یہ پڑھائی ان لڑکیوں کا دماغ اور خراب کرتی ہے۔باپ کیسا اور بیٹی کیسی''

وہ اتنی دیر سے اس پر چیخے جارہی تھیں اس کو برابر اکہہ رہی تھیں اس نے رحم طلب نظروں سے باسط کو دیکھا لیکن وہ بنا کچھ کہے باہر نکل گیا تو جیسے اس پر منوں پوجھ آن پڑا۔

''تو کیا سمجھ رہی تھی کہ تو اس خاندان کی مالکن بن جائیگی عیش کرے گی یہ عیاشیاں اگر اپنی ذات کے کسی لڑکے کے ساتھ کرتی تو چل جاتا.....لیکن تو نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ ایک نوکر کی بیٹی کو ہم اپنے گھر میں جگہ دیں گے اپنے گھر کی بہو بنائیں گے''

وہ سانس لینے کے لیے ذرا دیر رکیں

''اب سمجھ میں آیا کہ تیرے یہ کوٹھی کے چکر فضول نہیں لگتے تھے اس کے پیچھے تیری ایک چال تھی اس دولت پر تیری نظر تھی''

''نہیں مالکن صاحبہ ایسا کچھ نہیں ہے آپ غلط سمجھ رہی ہیں مجھے دولت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے''

www.urduchannel.in

وہ روتے ہوئے بولی

''خاموش اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو زبان کھینچ لوں گی حرام خور کہیں کی.....دولت پر ہی نظر تھی جب ہی تو میرے سیدھے سادے بچے کو پھنسانے پر تلی رہی آنے دے تیرے باپ اور چودھری صاحب کو ان کو بھی تو معلوم چلے کہ ان کی بیٹی کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے''

اتنے میں چودھری وقار صاحب کے ساتھ عبدل اور ایک دو نوکر داخل ہوئے وہ ابھی کھیت کا دورہ کر کے واپس آئے تھے۔اور زمینوں کے سلسلے میں ہی گفتگو کر رہے تھے لیکن زہرا پر نظر پڑتے ہی وہ سب چونک گئے مالکن کی آگ برساتی ہوئی نظروں کو دیکھ کر عبدل اور چودھری صاحب کچھ سمجھ نہیں پائے۔اور چند لمحوں میں ہی عظیمہ بیگم نے ساری باتیں کہہ ڈالیں جن کو سن کر عبدل آگ بگولہ ہو گیا تو چودھری وقار کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا۔

یہ بات سنتے ہی عبدل نے زہرا کو دو تھپڑ رسید کر دیے۔غصہ تو چودھری صاحب کو بھی بہت آ رہا تھا مگر وہ کسی ایک کی بات سن کر فیصلہ نہیں کر سکتے تھے انھوں نے باسط کو بھی بلوایا۔

عبدل کو جس بات کا ڈر تھا آج وہ ہو ہی گئی تھی باسط کی کمینگی سے عبدل واقف تھا اس کو لگتا تھا زہرا اس منحوس کے جال میں نہ پھنس جائے اور آج وہی ہوا مجرم صرف زہرا تھی گناہ صرف اسی نے کیا تھا باسط تو ان کے نزدیک بے قصور تھا عبدل باسط کے بارے میں کچھ بول نہیں سکا غربت بھی کیا شئے ہے یہ انسان سے جھوٹ بھی بلواتی ہے اور سچ کا سامنا کرنے سے ڈرتی بھی ہے عبدل کو خوف تھا کہ اگر وہ باسط پر انگلی اٹھائے گا تو اس کی اپنی روزی روٹی چھن جائیگی اور یہی اس کا سہارا تھا لہذا وہ چپ رہا۔

شام کو باسط اور زہرا کو چودھری وقار صاحب کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عبدل، مالکن صاحبہ اور گھر کے دوسرے بڑے لوگ بھی موجود تھے۔ باسط کے والد چونکہ کچھ دن کے لیے گھر سے باہر گئے تھے اس لیے ان کو کوئی بات بتائی ہی نہیں گئی۔

www.urduchannel.in

زہرا جیسے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

''میں یہ کیا سن رہا ہوں باسط! تمہاری ماں کیا کہہ رہی ہیں''

''کون سی بات دادا جان؟''

''یہ زہرا اور تمہارا کیا چکر ہے''

اور زہرا نے اس کو آس بھری نگاہوں سے دیکھا اس امید سے کہ وہ چودھری صاحب کو ساری باتیں سچ سچ بتا دے گا۔

''میرا کوئی چکر نہیں ہے زہرا سے''

اور زہرا کو لگا کہ ابھی وہ بھربھری مٹی کی طرح وہیں ڈھیر ہو جائیگی

''پھر تمہاری ماں جو کہہ رہی ہیں وہ سب کیا ہے؟''

''دادا جان یہ زہرا ہی میرے پیچھے کب سے پڑی تھی میں اس کو ہمیشہ منع کرتا لیکن یہ مانتی ہی نہیں تھی''

دادا جان نے زہرا کو سخت نظروں سے گھورا

''جھوٹ مت بولو باسط تم بھی شامل تھے اس میں، تم نے ہی مجھے اکسایا تھا ان سب باتوں پر''

زہرا چلائی۔

''میں کیوں تمہیں اکساونگا بلکہ میں تو تمہیں ہمیشہ سمجھاتا تھا کہ تمہارا اور میرا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ لیکن نہیں تم کہتی تھیں کہ تم نے اپنی زندگی غریبی میں گذاری ہے اب تم آرام کی زندگی گذارنا چاہتی ہو''

زہرا غصہ سے کھڑی ہو گئی

''جھوٹ بول رہے ہو تم''

''جھوٹ نہیں بول رہا میرا بیٹا، میں نے خود تمہیں باسط کے کمرے میں دیکھا تھا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تم یہ سب خود چاہتی تھی''

وہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ نہیں پائی کیونکہ آنکھوں دیکھی پر لوگ زیادہ یقین

www.urduchannel.in

کرتے ہیں اور اسی لیے قصوروار اسے ہی ٹھہرایا جا رہا تھا باسط نے اپنا پانسہ پھینک دیا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا تھا زہرا کی عزت نیلام ہو گئی اب وہ ہر کسی کی نظر میں قابل تحقیر تھی۔ اس میں کچھ اس کی ذات کا بھی قصور تھا

عبدل کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو خون نہیں وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا

''ایسی لڑکیوں کو ہم اپنے آس پاس بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے'' چودھری صاحب کے غصہ سے ہر کوئی ڈرتا تھا وہ جتنے نرم تھے اتنے ہی گرم بھی ان کا فیصلہ پتھر کی لکیر تھا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا تھا اور نہ کسی کے اندر اتنی ہمت تھی۔

''مالک! اسے معاف کر دیے ہم اس کو سمجھا لیں گے''

عبدل نے بے بسی کے عالم میں کہا زہرا اس کی اکلوتی بیٹی تھی لیکن جو کام اس نے کیا تھا وہ قابلِ معافی نہیں تھا۔

''نہیں عبدل ہم نے زہرا پر بہت بھروسہ کیا تمہاری بیٹی ہونے کے ناطے ہم نے اس کو دوسروں سے زیادہ سمجھا مگر اس کا صلہ ہمیں یہ ملا لڑکیوں کے یہ طور طریقے اچھے نہیں جوان کو لے ڈوبیں''

زہرا پتھر کی مورت بنی ہوئی اپنی جگہ جم گئی ایسا لگ رہا تھا اس کی حس مر گئی ہو اس پر جو الزام لگائے گئے تھے وہ بس انہیں سنے چلی جا رہی تھی۔ وہ سب کی نظروں میں بے غیرت بن چکی تھی۔ بدچلن، بدکردار جیسے الفاظ اس کی ذات پر کوڑے کی طرح برس رہے تھے اور آہستہ آہستہ جیسے اس کا ضمیر بھی مرتا چلا گیا جو حسین خواب دکھا کر باسط نے اسے دھکا دیا تھا اس سے وہ چاہ کر بھی اٹھ نہیں پا رہی تھی۔

یہ سب باتیں اور جملے سننے کے بعد وہ گھر آ گئی اور ایک جگہ پڑی ہوئی سوچتی رہی کچھ دیر بعد عبدل نے گھر میں قدم رکھا ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح.....

''مالک نے تمہارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے''

اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی

''وہ تجھے یہاں سے دور بھیجنا چاہتے ہیں، باہر.....جو روپیہ انہوں نے تیری

www.urduchannel.in

پڑھائی پر کھرچ کیا تھا وہ اب بھی دینے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ تجھے اپنی کوٹھی کے آس پاس بھی دیکھنا نہیں چاہتے''

''اور یہ کہ اگر تو پڑھے تو وہ تیرا دا کھلہ باہر کروائیں گے چاہے اس کے لیے ان کو کتنا بھی پیسا کھرچ کرنا پڑے''

یہ کہہ کر عبدل رونے لگا۔ مگر زہرا کے اندر وہ معصوم اور سیدھی سادی زہرا تو کب کی مر چکی تھی وہ خود یہاں سے دور جانا چاہتی تھی ان سب لوگوں سے دور۔ اگلے دن جا کر خود اس نے اپنا نام اسکول سے کٹوالیا راستے میں کھڑے ہوئے ان لڑکوں نے اس پر پھر جملے کسے لیکن اس پر کچھ اثر نہیں ہوا گھر آ کر وہ گھنٹوں سوچتی رہی وہ سب کی نظر میں بری بن چکی تھی اور اس نے اسی لحاظ سے اب سوچنا شروع کیا یہاں تک کہ اپنے باپ کی نظروں میں بھی وہ کسی لائق نہیں رہی تھی۔ اور چودھری صاحب نے یہ فیصلہ بھی سنا دیا تھا کہ اگر زہرا کو یہاں سے دور نہیں بھیجا گیا تو عبدل کو اپنی نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اس نے اپنا جو بھی تھوڑا بہت سامان تھا باندھا اور چودھری وقار نے اس کو اپنی گاڑی سے بھجوادیا۔ جاتے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے جبکہ عبدل کی آنکھیں نم تھیں پر وہ گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوگئی۔

(16)

طوبیٰ، ماہم، زہرا اور عالیہ اپنے گھر سے دور یونیورسٹی میں قدم رکھ چکی تھیں چاروں کے راستے بالکل جدا جدا تھے مگر قسمت ایک ہی جگہ لائی تھی۔

اتنی بڑی یونیورسٹی جہاں ہر طرف لڑکے اور لڑکیوں کا ہجوم یہ ماحول کبھی انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا طوبیٰ یہاں آ کر تھوڑا گھبرائی، ہر کوئی اجنبی اور انجان تھا اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے کس سے پوچھے ہاسٹل کس طرف ہے یہ بھی اسکو معلوم نہیں تھا۔

''سنئے''.....

اس نے تھوڑی دور کھڑی ہوئی لڑکی کو آواز دی

www.urduchannel.in

''جی'' اس نے مڑ کر کہا
''آپ کو معلوم ہے یہاں ہاسٹل کہاں ہے؟''
''میں خود یہاں نئی آئی ہوں''
ماہم نے جواب دیا
''چلو پھر اس آدمی سے پوچھتے ہیں''
دونوں کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے آدمی سے بولیں
''یہ ہاسٹل کا راستہ کہاں سے ہے''
''یہاں سے دائیں مڑ جایئے ایک لال رنگ کی عمارت نظر آئیگی وہی ہے''
''شکریہ''

اور وہ دونوں آگے بڑھ گئیں جیسے تیسے اپنا سامان لے کر ہاسٹل پہنچی۔ طوبیٰ اور ماہم کی حالت خراب ہوگئی تھی اتنا سامان انھوں نے کبھی اٹھایا ہی نہیں تھا۔ وہ ہانپتی کانپتی اپنے کمرے تک پہنچی جو انہیں الاٹ کیا گیا تھا جہاں پہلے سے ہی ایک لڑکی موجود تھی۔

''تم دونوں کو بھی یہی روم ملا ہے''
''ہاں.....
ماہم نے پھولی ہوئی سانس سے کہا
'اچھا.....مجھے بھی یہی ملا ہے''

عالیہ نے ایک ادا سے کہا۔ وہ یہاں آکر خوش تھی اس کو یہ آزادنہ ماحول پسند آیا لیکن اس کے ساتھ ہی پابندیاں بھی تھیں جس کے بارے میں سوچ کر اس کا دل گھبرا گیا۔

یونیورسٹی آکر ان کا ایک نئے ماحول اور نئی فضا سے سابقہ پڑا ہر طرف رنگ ہی رنگ نظر آرہے تھے چاروں طرف شور شرابا اور چہل پہل کہیں کوئی گروپ بنائے باتوں میں مگن تو کہیں کھانے پینے میں.....یہ سب ان کے لیے بہت نیا تھا۔

www.urduchannel.in

''کیا ہوا ماہم.....تم اتنی اداس کیوں ہو''
طوبیٰ نے اس کے قریب آ کر پوچھا
''کچھ نہیں بس گھر کی یاد آ رہی ہے''
''اچھا چلو زیادہ اداس نہ ہو.....کچھ دن میں ٹھیک ہو جاؤ گی''
''طوبیٰ! تمہیں اپنے گھر والوں کی یاد نہیں آ رہی''؟
ماہم نے اس سے پوچھا
''میرے گھر پر کوئی یاد کرنے کے لیے ہو تب تو یاد آئے''
طوبیٰ نے افسردگی سے کہا
''کیوں.....تمہارے گھر پر کوئی نہیں''
''بس میری دادی تھی ان کا بھی انتقال ہو گیا.....بچپن میں ماں باپ کا ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال اس کے بعد سے میں دادی کے پاس ہی رہی لیکن کچھ دن پہلے وہ بھی''.....
یہ کہہ کر اس نے لمبا سانس لیا۔
''یہ تمہارا فون ہے؟''
ماہم نے طوبیٰ کا فون دیکھ کر کہا
''ہاں....''
''کیا میں تمہارے فون سے گھر بات کر سکتی ہوں؟''
''ہاں بالکل''.....
طوبیٰ نے فراخ دلی سے کہا
گھر بات کرنے کے بعد اس نے طوبی کو فون واپس کر دیا اور دونوں اپنا سامان سیٹ کرنے میں لگ گئیں
''عالیہ تم بھی اپنا سامان ٹھیک کر لو''
اور عالیہ ایسے ہی آڑی ترچھی لیٹی رہی

www.urduchannel.in

''کیسی ہوطوبیٰ.....وہاں کیسا لگ رہا ہے دل تو نہیں گھبرا رہا.....کوئی پریشانی تو نہیں ہے''

عامر نے ایک ہی سانس میں فون پر سارے سوال پوچھ ڈالے اور طوبیٰ عامر کی اس فکرمندی پر مسکرادی جس کو عالیہ نے بڑے غور سے دیکھا۔

''سانس تولے لو کم سے کم.....میں ٹھیک ہوں اور ابھی آئے ہوئے ایک دن بھی نہیں ہوا ہے.....آہستہ آہستہ دل لگ ہی جائیگا''

تم نے کھانا کھایا؟''

''نہیں ابھی نہیں''

''پھر کب کھاؤ گی...دوپہر کے دو بجنے والے ہیں''

''ہاں بس تھوڑی دیر میں''

اور انہیں سب باتوں کے بعد طوبی نے فون رکھ دیا

''عالیہ اٹھو....کھانا کھانے نہیں چلنا ہے''

عالیہ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا پر بھوک بہت لگی تھی سو وہ اٹھ گئی اور تینوں کھانا کھانے کے لیے ڈائنگ روم آ گئیں لیکن وہاں کے کھانے کو دیکھ کر تینوں کو شدت سے رونا آیا ایسا کھانا انہوں نے کبھی نہیں کھایا تھا عالیہ کا تو دل گھبرانے لگا۔ مجبوری تھی کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا لہذا تینوں نے بمشکل چند نوالے اپنے حلق سے نیچے اتارے اور کمرے میں آ گئیں۔

عالیہ کا سامان اسی طرح پھیلا ہوا تھا اس نے آج تک اپنے بیڈ کی چادر تک ٹھیک نہیں کی تھی اسے یہ سب کام بہت مشکل لگ رہا تھا طوبی کی مدد سے اس نے سارا سامان ترتیب سے لگا دیا اتنے میں عالیہ کا موبائل بجنے لگا۔

''کیسی ہو عالیہ؟''.....

اس کی ممی نے پوچھا

''ہاں ٹھیک ہی ہوں.....آپ لوگ تو مجھ سے چھٹکارا پانا چاہتے تھے اب

www.urduchannel.in

آرام سے رہنا''

اس نے بدتمیزی سے کہا

''ایسے نہیں کہتے عالیہ.....ہم نے تمہاری بھلائی کے لیے ہی تمہیں وہاں بھیجا ہے تا کہ تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو لیکن تم بات کو سمجھتی ہی نہیں ہو''.....

''میں کچھ نہیں سمجھنا چاہتی ممی آپ نے مجھے یہاں بھیج دیا جہاں سب کچھ خود کرنا پڑ رہا ہے''

عالیہ نے غصے میں فون رکھ دیا

''عالیہ! ممی سے ایسے بات نہیں کرتے'' طوبیٰ نے کہا

''کیوں نہ کروں انھوں نے مجھے یہاں بھیج کر اچھا نہیں کیا''

''نہیں عالیہ ایسا نہیں ہے ماں باپ جو کرتے ہیں ہمارے اچھے کے لیے کرتے ہیں''

''اپنی باتیں اپنے پاس ہی رکھو.....معلوم ہے مجھے کتنا اچھا کرتے ہیں وہ ہمارے لیے۔ہنہہ''...عالیہ نے برا سا منھ بنایا۔

ماہم جب شام میں سو کر اٹھی تو اسے اچانک نہال کا خیال آیا وہ اسی کی وجہ سے یہاں بھیجی گئی تھی لیکن اسے ہی خبر نہیں وہ بے خبر سب باتوں سے انجان اس سے اتنی دور ہو کر بھی اس کے دل کے قریب تھا ماہم کو نہال کے موبائل کا نمبر بھی نہیں معلوم لیکن ممانی کے گھر کا نمبر اسے یاد تھا اس نے ہاسٹل کے کامن فون سے جا کر ممانی کے گھر کا نمبر ملایا۔اتفاق سے فون نہال نے ہی اٹھایا۔

''کیسے ہو نہال''

وہ اس کی آواز پہنچانتے ہوئے بولی

''میں ٹھیک ہوں.....تم کیسی ہو.....سنا ہے پھوپھی نے تمہیں ہاسٹل بھیج دیا ہے''

''ہاں''

www.urduchannel.in

اس کی مری ہوئی آواز نکلی

''کیوں انھوں نے تمہیں کیوں بھیجا؟''

وہ سب باتوں سے انجان بنا ہوا بوچھ رہا تھا

''تمہیں نہیں معلوم''؟

''مجھے کیوں معلوم ہوگا ماہم''

''اچھا چلو ٹھیک ہے میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے اور ہاں.....تم اپنا خیال رکھنا''

یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا

اور ماہم کی محبت کو سہارا دینے کے لیے اس کا وہ آخری جملہ ہی کافی تھا وہ فون رکھ کر اپنے کمرے میں آئی۔

اگلے دن وہ تینوں کالج جانے کے لیے تیار ہونے لگیں جب ناشتے کو دیکھ کر عالیہ کے منھ کا مزہ ہی خراب ہو گیا زبردستی اس کو دودھ پینا پڑا کیونکہ چائے اسے بنانی آتی نہیں تھی اور ماہم اور طوبی کے پاس وقت نہیں تھا کالج میں گھستے ہی وہاں کی رنگین فضا نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیا عالیہ تو ایک انداز سے بڑھتی چلی گئی جبکہ طوبیٰ اور ماہم تھوڑا گھبرائی ہوئیں تھیں۔ بڑی مشکل سے انہیں اپنی کلاس ملی۔کلاس کا پہلا دن ان کے لیے اچھا رہا۔کالج کا دن گذارنے کے بعد جب وہ واپس اپنے ہاسٹل آئیں تو اپنے کمرے میں کسی کا سامان رکھا ہوا پایا۔

''یہ سامان کس کا ہے'' ماہم نے کہا

''شاید کوئی اور لڑکی آئی ہے''

اتنے میں زہرا اندر چلی آئی

''یہ سب تمہارا سامان ہے؟''

''ہاں''.....

زہرا نے جواب دیا۔

www.urduchannel.in

طوبیٰ کو وہ تھوڑی عجیب لگی سپاٹ چہرہ نہ کوئی رونق نہ مسکراہٹ اس کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کوئی بڑا حادثہ اس کے ساتھ گذرا ہے لہذا وہ تینوں خاموش رہیں اور اس کو سامان سیٹ کرتے ہوئے دیکھتی رہیں اس کے پاس سامان بھی زیادہ نہیں تھا بکس میں 4،5 سوٹ اور تھوڑا ضرورت کا سامان جس کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ آدھے سے زیادہ پہلے استعمال ہو چکا ہے گدّا بھی بہت پرانا اور یہ تمام چیزیں اس کی غریبی کی گواہی دے رہی تھیں۔اس کو اپنا سامان عالیہ کی الماری میں ہی رکھنا پڑا کیونکہ کمرے میں صرف دو الماریاں تھیں اور جو عالیہ کے قیمتی کپڑوں اور ضرورت کے ہر سامان سے بھری پڑی تھی لیکن اس کے تھوڑے سے سامان نے زیادہ جگہ نہ لی۔

''تم کہاں سے آئی ہو''

طوبیٰ نے پوچھا پر اس نے کچھ جواب نہیں دیا تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

''ہم تم ہی سے پوچھ رہے ہیں.....نام کیا ہے تمہارا''

عالیہ نے تیز آواز میں کہا تو وہ چونکی جیسے بہت دیر سے کسی گہری سوچ میں مبتلا ہو

''تم سے ہی پوچھ رہے ہیں....نام کیا ہے تمہارا''

''میرا نام زہرا ہے''

''کہاں کی رہنے والی ہو''

''لکھیم پور''

اس نے مختصر سا جواب دیا۔لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہاں کے ایک گاؤں سے تعلق رکھتی ہے وہ اپنی کمتری کا احساس کسی کو نہیں کرانا چاہتی تھی شاید اس کو معلوم نہیں تھا کہ اس کو دیکھ کر ہی وہ تینوں اندازہ لگا چکی تھیں۔

''تم لوگ کہاں سے ہو''

اس نے اپنے اندر خود اعتمادی لاتے ہوئے پوچھا۔

''میں دلّی سے ہوں''

عالیہ نے جلدی سے جواب دیا۔

www.urduchannel.in

عالیہ کو تو دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ ایک بڑے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے ماہم اور طوبیٰ البتہ ایک ہی جیسے گھرانے کی تھیں زہرا سے کافی درجہ بہتر اور یہ بات انسان کو احساس کمتری کا شکار بنانے کے لیے کافی ہوتی ہیں انہیں باتوں سے پیدا ہوتی ہیں ایسی خواہشیں جو پتھریلے راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔

زہرا ان باتوں کے سبب ان تینوں سے گھل مل نہیں پا رہی تھی عالیہ اس سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی جبکہ طوبیٰ اور ماہم اس سے ٹھیک سے بولتیں۔ باسط کی بے وفائی اور اس پر کیا گیا یہ ظلم وہ بھول ہی نہیں پا رہی تھی۔ تبھی باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ اس کی ماں نہیں ہے صرف باپ نے ہی اس کی پرورش کی ہے مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کا باپ ایک کوٹھی میں نوکر ہے۔

زہرا تو کبھی شہر آئی ہی نہیں تھی یہ ماحول اور جگہ اس کے لیے بہت نئی تھی اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی دوسری دنیا میں آ گئی ہو اور یہاں کہ انسان اسے اپنے یہاں سے بالکل الگ اور مختلف لگے وہ اگلے دن ان تینوں کے ساتھ کالج گئی۔

دن یوں ہی گذرتے گئے وہ تینوں آپس میں بات چیت کر لیا کرتیں لیکن عالیہ پھر بھی ان سے الگ رہتی کچھ اپنی عادت سے اور کچھ اپنے اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ان چاروں کو یہاں آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا طوبیٰ کی بات عامر سے ہوتی رہتی جب سے وہ عامر سے دور ہوئی تھی عامر کو رہ رہ کر اس کا خیال آتا اس کی فکر ہوتی وہ سچے دل سے اس کو چاہتا تھا بس کسی خاص موقع کی تلاش میں تھا تاکہ وہ اپنے ممی پاپا سے طوبیٰ کے لیے بات کرے۔ جب سے اسے طوبیٰ ملی تھی وہ اپنے کام کو لے کر بھی سنجیدہ ہو گیا تھا اس کے پاپا کہتے کہتے تھک گئے تھے کہ وہ اب ان کا کاروبار سنبھالے جبکہ طوبیٰ کے ہاسٹل جاتے ہی وہ اپنے پاپا کے کام میں ہاتھ بٹانے لگا تھا۔

ماہم، نہال کے نام کو ہی دل سے لگائے بیٹھی تھی اس کو لگتا تھا ایک دن ضرور وہ ماموممانی سے بات کرے گا، گزرتے ہوئے دنوں کے ساتھ زہرا کے اندر یہ چاہت بڑھتی جا رہی تھی کہ اس کے پاس بھی زیادہ پیسے ہوں۔ وہ بھی جو دل چاہے

www.urduchannel.in

خریدے جہاں دل کرے گھومے، اس کے پاس پیسوں کی پریشانی رہتی، شروع میں تو چودھری وقار صاحب اس کو پیسے بھیجتے رہے لیکن وہ پیسے عبدل کی تنخواہ میں سے کاٹ کر بھیجے جاتے۔ جوانھوں نے اب عبدل سے یہ کہہ کر بند کردیے تھے کہ ہم تمہیں دے دیا کرینگے اب تم خود اس کو پیسے کسی کے ہاتھ بھجوادیا کرنا جب کوئی کسی کام سے شہر جاتا تو عبدل اس کو کچھ پیسے بھجوادیتا جو اس کے اپنے خرچے کے لیے ناکافی ہوتے۔

کہا جاتا ہے کہ انسان اچھی باتوں سے زیادہ بری باتوں کا اثر جلدی قبول کرتا ہے زہرا کے ساتھ بھی یہی ہوا سب کی نظروں میں بری بننے والی زہرا اب ایک نئے ڈھنگ سے سوچنے لگی لیکن عالیہ کی سرگرمیاں تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔

(17)

آج صبح سے ہی تیز دھوپ نکلی ہوئی تھی گرمی کی شدت نے سب کو تھکا کر رکھ دیا تھا پسینے سے شرابور جب وہ کالج سے واپس آئیں تو عالیہ آتے ہی کہیں جانے کی تیاری کرنے لگی

''کہاں جارہی ہو عالیہ''

ماہم نے اس سے پوچھا

''کچھ کام ہے تھوڑی دیر میں آجاؤنگی''

''کھانا تو کھالو''

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے''

اس نے جلدی سے کپڑے تبدیل کیئے اور اپنا حلیہ درست کر کے نکل گئی

''لیکن یہ جا کہاں رہی ہے آج تو Sunday بھی نہیں ہے''

علی سے اس کی دوستی کچھ دن پہلے ہی ہوئی تھی۔ اس بارے میں اس نے کسی کو بتایا ہی نہیں تھا عالیہ سے اس کی ملاقات اتفاقیہ تھی جب وہ ایک گھنٹے سے بازار کے چوراہے پر تنہا کھڑی ہوئی ماہم کا انتظار کررہی تھی جو اس کو کچھ دیر کا کہہ کر واپس ہاسٹل چلی گئی تھی۔

www.urduchannel.in

''آپ پریشان لگ رہی ہیں''
علی نے اپنی بائک اس کے پاس لاکر روکی وہ ایک دم اچھل گئی پھر سنبھل کر بولی
''نہیں..... بالکل بھی نہیں''
''اچھا...لیکن آپ کے چہرے سے تو لگ رہا ہے''
اس نے اپنی پیشانی پر آئے پسینے کو صاف کیا
''اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو آپ مجھے اپنی پریشانی بتا سکتی ہیں''
''میں اپنی دوست کا انتظار کر رہی ہوں''
''تو آپ یہاں دھوپ میں کیوں کھڑی ہیں''
''کہا نا اس کا انتظار کر رہی ہوں''
''اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میرے ساتھ ایک کپ کافی پی سکتی ہیں''۔
عالیہ تو وہاں کھڑے کھڑے ہی اتنا تھک گئی تھی اس کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور دونوں ایک Restaurant میں آ گئے عالیہ ایسی ہی تھی، بے تکلف اور پھر یہاں تو اس کو کوئی دیکھنے والا بھی نہیں تھا جو وہ ڈرتی۔ وہ بلا جھجھک اس کے ساتھ ہو لی۔ اور پھر علی تھا بھی بہت اسمارٹ۔ وہ کیسے نہ آتی وہاں بیٹھ کر وہ اس سے باتوں میں مگن ہو گئی تب اس کو معلوم ہوا کہ علی بھی یونیورسٹی میں ہی پڑھتا ہے ایم۔کوم کر رہا ہے اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں دوست بھی بن گئے عالیہ کو اس سے بات کرنا اچھا لگا وہ کچھ دیر بیٹھتی لیکن ماہم کی وجہ سے اٹھ گئی۔ اور پھر ملنے کا کہہ کر وہاں سے چلی آئی۔

آج وہ کالج سے واپس آ کر علی سے ہی ملنے جا رہی تھی عالیہ تو ویسے بھی سب کی نگاہوں میں دھول چھونکنے میں ماہر تھی، ہاسٹل کے گیٹ کیپر کو چکما دے کر نکل جاتی اور وہ بے چارا سمجھ ہی نہیں پاتا
''اتنی دیر لگا دی تم نے''
علی نے اس سے کہا
''ہاں وہ کلاس میں دیر ہو گئی تھی پھر یہاں آتے آتے لیٹ ہو گئی...''

www.urduchannel.in

''اچھا چلو بیٹھو''

اور عالیہ اس کی بائک پر بیٹھ کر یہ جا وہ جا

3 بجے جب وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو تینوں بے خبر سو رہی تھیں مگر اس کی کھٹر پٹر سے طوبیٰ اٹھ گئی اور نیند بھری ہوئی آنکھوں سے اس کو دیکھا

''کہاں گئی تھیں عالیہ''

''کیوں تمہیں کچھ پریشانی؟''

عالیہ نے اس کی اس دخل اندازی پر چڑ کر کہا

''پھر بھی میں پوچھ رہی ہوں آج تو اتوار بھی نہیں تھا''

''میری مرضی میں جہاں جاؤں''

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

زہرا عالیہ سے کبھی کچھ نہیں کہتی لیکن اس نے عالیہ کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور وہ اس پر رشک کرتی کہ پیسہ بھی کیا چیز ہے جو انسان کو آزادی دے دیتا ہے۔طوبیٰ نے تو عالیہ سے اس بارے میں بات کرنا ہی چھوڑ دی۔اتنے میں موبائل کی گھنٹی بجنے لگی۔

'ہیلو...کیسی ہو طوبیٰ۔

''میں ٹھیک ہوں عامر''

''اور تمہاری پڑھائی''.....

''ہاں ٹھیک چل رہی ہے۔''

میں سوچ رہا تھا اس اتوار کو تم سے ملنے آجاؤں...تم کیا کہتی ہو''

''ہاں آجاؤنا.....اتنے دن ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے''

طوبیٰ کی آواز میں بے تابی تھی عامر دل ہی دل میں مسکرایا اور اس نے آنے کا وعدہ کر کے فون رکھ دیا۔

''کیا بات ہے طوبیٰ بڑا مسکرا رہی ہو''

ماہم نے اس کی چوری پکڑ لی

www.urduchannel.in

''میں نہیں تو...''.....

''کس کا فون تھا''

''ارے کسی کا نہیں.....''

''ہاں ہاں مت بتاؤ.....''اس نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

''ارے میرے ایک دوست کا فون تھا''

''دوست..... یا پھر کوئی اور''...

ماہم نے اس کو چھیڑا

''دوست کے فون سے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تو نہیں آتی ہے .....چپ چاپ بتاؤ کون تھا''

ماہم نے اس پر دھونس جمائی اور طوبیٰ کو اسے بتانا ہی پڑا۔

''وہ بہت اچھا لڑکا ہے ماہم اس نے بی جی کے بعد میرا بہت خیال رکھا میری ہر ضرورت کو پورا کیا کبھی کوئی کمی نہیں ہونے دی''

اس نے ماہم کے ذرا سے اسرار پر اس کو سب کچھ بتا دیا اور لڑکیاں شاید ہوتی ہی ایسی ہیں کہ ذرا سے زور دینے پر سب کچھ اگل دینا۔

''تو کیا تم بھی اس سے محبت کرتی ہو''

ماہم نے اس کی دل کی بات جاننا چاہی

''ہاں ماہم میں بھی اس سے محبت کرتی ہوں...اب میرے لیے جو بھی ہے عامر ہی ہے''

زہرا بھی لیٹی یہ تمام باتیں سن رہی تھی اس کے دل میں آیا کاش کوئی میرے لیے بھی ایسا ہو جو میرا خیال رکھے ساری ضرورتیں پوری کرے۔لیکن وہ ان تمام باتوں میں محبت لفظ تو بھول ہی گئی تھی کہ وہ اس سے محبت بھی کرے جس دن سے اس کو کوٹھی سے نکالا گیا تھا اس نے یہی سوچ لیا تھا کہ محبت کچھ نہیں ہوتی صرف پیسہ سب کچھ ہوتا ہے اگر وہ بھی باسط کی طرح امیر ہوتی تو اسے یوں دھکے دے کر کوٹھی سے نہ نکالا جاتا

www.urduchannel.in

مگر وہ غریب تھی ایک نوکر کی بیٹی اور نوکر بھی وہ جس کے باپ دادا بھی ان کے نوکر تھے تو پھر وہ کیسے گوارا کر لیتے اس گھر کی لڑکی کو اپنے بیٹے سے بیاہنا۔ اس کو اب کسی سے بھی لگاؤ نہیں رہا تھا اپنے باپ سے بھی نہیں۔ وہ ہمیشہ سوچتی اگر ان کو میرے اوپر یقین ہوتا تو کبھی وہ ایسے مجھے یہاں نہیں بھیجتے میرے لیے وہ نوکری چھوڑ دیتے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا انہیں اپنی بیٹی سے زیادہ اپنی نوکری پیاری تھی۔

اگلے دن کلاس میں پروفیسر شکیب الدین نے ٹیسٹ اناؤنس کر دیا تو وہ سب تیاریوں میں لگ گئیں عالیہ کا زیادہ وقت فون پر ہی گذرتا ادھر ماہم نہال کی محبت کے دیپ اپنے دل میں جلائے بیٹھی تھی۔ لیکن اس نے کبھی طوبیٰ کو اپنی یہ بات نہیں بتائی۔

''زہرا.... آپ کا دھیان کہاں ہے؟''

دوسرے دن پروفیسر شکیب کی کلاس میں زہرا نہ جانے کہاں کھوئی تھی، انھوں نے اس کو ڈانٹا۔

''کہیں نہیں سر''

وہ گھبرا کر کتاب کے پنّے پلٹنے لگی۔

''اس سے پہلے بھی میں نے آپ کو دیکھا ہے' آپ کا دھیان پڑھائی پر کم اور دوسری جگہ زیادہ رہتا ہے کیا سوچتی رہتی ہیں آپ؟''

''کچھ نہیں سر''

اور زہرا نے اپنا سر جھکا لیا اتنے میں گھنٹا بج گیا

''زہرا آپ مجھ سے آ کر ملنا''

پروفیسر شکیب یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے

''کیا بات ہے زہرا۔ کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ ہمیں اتنی خاموش کیوں رہتی ہو؟''

تم لوگوں کا وہم ہے''

وہ یہ کہتی ہوئی پروفیسر شکیب کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

''سر مے آئی کم ان؟''

www.urduchannel.in

''یس''

''سر آپ نے مجھے بلایا تھا''

''ہاں بیٹھو''

پروفیسر شکیب نے اپنا چشمہ اتار کر میز پر رکھا اور اس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''کیا بات ہے بیٹا کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ؟''

''نہیں سر''

''پھر اتنی کھوئی کھوئی سی کیوں رہتی ہو؟''

وہ ان کے اتنے پیار سے کہنے پر کچھ نہیں بولی

پروفیسر شکیب ایک تجربہ کار 42 سال کے آدمی جانتے تھے کہ کس سے کیسے بات کی جاتی ہے

''کوئی گھریلو پریشانی ہے.... کسی چیز کی ضرورت ہے کیا.... اگر ایسا ہے تم مجھے بتا سکتی ہو''

شاید یہ عورت کی گھٹی میں شامل ہے کہ وہ ذرا سے محبت بھرے لہجے میں پگھل جاتی ہے۔ زہرا کے ساتھ بھی یہی ہوا اس نے شکیب سر کے کہنے پر اپنی گھریلو پریشانی ان کو بتا دی جو اس کی کمزوری تھی۔ اور پھر مرد اس کمزوری کی ہی آڑ میں غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اپنی من مانی کرتے ہیں پروفیسر شکیب نے اس کی پریشانی سن کر بہت افسوس کیا۔

''ارے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے بیٹا''

زہرا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

''اگر تمہیں کبھی کوئی پریشانی ہو تو تم مجھ سے آ کر کہنا... کسی بھی طرح کی مدد چاہئے ہو خواہ پیسے کی ہو یا کوئی اور''.....

پروفیسر شکیب نے اس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا انھوں نے 500 روپے کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دبا دیا اور وہ ان کے آفس سے نکل آئی جب اس کا

www.urduchannel.in

ضمیر اس کی خودداری ہی مر چکی تھی تو وہ سوچتی کیا بلکہ مطمئن تھی۔ باہر لگے ہوئے نل پر سے اس نے اپنا منھ دھویا تا کہ ماہم یا طوبیٰ میں سے کوئی اسے پہچان نہ لے کہ وہ روئی ہے۔

''تمہیں سر نے کیوں بلایا تھا؟''

اپنے کمرے میں آئی تو طوبیٰ نے اس سے پوچھا

''کچھ نہیں بس ایسے ہی''

اس نے اپنی کتابیں میز پر رکھ دیں

ماہم کے گھر سے اس کے ابو، امی اور شگفتہ آئی ہوئی تھیں۔ وہ ان سے گلے لگی تو امی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر شگفتہ نے اسے گلے لگا لیا۔

''کیسی ہو ماہم؟''

''ٹھیک ہوں۔تم سب کی بہت یاد آتی ہے''

شگفتہ خاموش رہی ابو بھی اس کی پڑھائی کے بارے میں گفتگو کرتے رہے چلتے وقت شگفتہ نے ماہم سے پوچھا

''نہال بھائی کے لیے اب بھی تمہارے دل میں کچھ ہے''

ماہم پہلے تو اسے دیکھتی رہی پھر بولی

''شگو، محبت کبھی نہیں مرتی''

اور شگفتہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔اس کو لگا تھا کہ ہاسٹل آ کر وہ یہ سب بھول جائیگی لیکن اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ نہال کی محبت نے تو ماہم کے دل میں خیمے گاڑ رکھے ہیں جن کو اکھاڑنا مشکل ہے۔ ماہم اپنے کمرے میں آئی تو طوبیٰ تیار ہو رہی تھی۔

''کہاں کی تیاری ہے''

ماہم نے اس سے پوچھا۔

''اررے ہاں.....میں تو بھول ہی گئی تھی کوئی آنے والا ہے آج''

طوبیٰ مسکرائی اور تیار ہو کر باہر نکل گئی وہ پہلی بار اس طرح تیار ہوئی تھی اللہ نے اسے حسن بھی تو خوب دیا تھا۔

www.urduchannel.in

وہ عامر کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے صدیوں سے دیکھا ہی نہ ہو اور عامر بھی اسے دیکھے جا رہا تھا۔

''ایسا لگ رہا ہے نہ جانے کتنے عرصہ بعد دیکھا ہے بہت اچھی لگ رہی ہو''

عامر نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی''

اور وہ دونوں کافی دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے عامر اس کے لیے بہت سارا سامان لایا تھا اس کے علاوہ وہ اس کو بینک کی پاس بک اور اے۔ٹی۔ایم کارڈ بھی دے گیا تھا جس میں اس کا سارا پیسہ جمع تھا وہ عامر سے کوئی پیسہ لینا نہیں چاہتی تھی وہ بہت ضد کرتا مگر وہ سہولت سے انکار کر دیتی۔

وہ جب واپس لوٹی تو ماہم کو سارا سامان دکھانے لگی عالیہ بھی اسی وقت باہر سے آئی تھی جینس اور کرتا پہنے ہوئی وہ اچھی لگ رہی تھی علی اس کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔اور آتے ہی وہ اپنی ناخن پالش چھٹانے میں لگ گئی۔

''تم لوگوں نے ٹیسٹ کی تیاری کر لی''

زہرا نے ان تینوں نے پوچھا

''نہیں ابھی پوری نہیں کی ہے تھوڑا باقی رہتا ہے''

طوبیٰ نے جواب دیا۔

''میں نے ابھی کچھ پڑھا ہی نہیں ہے''

عالیہ نے ناخن پالش صاف کرتے ہوئے کہا

''ہاں میری تیاری بھی ابھی چل رہی ہے''

ماہم نے بتایا۔

''تمہاری تیاری کیسی ہے زہرا؟''.....

عالیہ نے اس سے پوچھا وہ دو دن سے اسے بڑا خوش دیکھ رہی تھی جو کبھی زیادہ سوال جواب نہیں کرتی تھی اب اکثر کچھ پوچھ ہی لیتی اور ان کو کیا معلوم کہ یہ پروفیسر

www.urduchannel.in

شکیب کی مہربانی کا اثر ہے۔

''ہاں میں نے کر لی تیاری''

''کیا.....تم نے اتنا سارا پڑھ بھی لیا....وہ بھی اتنی جلدی''

طوبیٰ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں''....

اس نے لاپراوہی سے جواد یا لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ پروفیسر شکیب نے اسے پہلے ہی بتادیا تھا کہ وہ ٹیسٹ میں کیا لینگے وہ تینوں ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگیں۔

(18)

اگلے دن جب وہ سب ٹیسٹ دے کر باہر نکلیں تو عالیہ کا منھ بنا ہوا تھا کیونکہ اس کا ٹیسٹ اچھا نہیں ہوا تھا طوبیٰ اور ماہم کا ٹھیک ہوا تھا جبکہ زہرا کا سب سے اچھا ہوا تھا

''میں ابھی آئی''

زہرا یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی اور وہ تینوں ہاسٹل آ گئیں

''آؤ زہرا''

وہ شکیب سر کے آفس میں چلی گئی۔

''میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''

''سر میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آئی تھی''

''ارے شکریہ کیسا...تم تو ہمارے لیے اپنی ہو''

وہ کرسی پر بیٹھ گئی

''تمہیں کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ...ٹھیک ہے ...اور یہ کیا اپنی حالت بنا رکھی ہے ...کچھ صحت پر بھی دھیان دیا کرو....اتنی کمزور ہوتی جا رہی ہو''....انھوں نے اس پر بھرپور نظر ڈالتے ہوئے کہا

''لگتا ہے تم مجھے غیر سمجھتی ہو''

اور یہ کہہ کر پروفیسر شکیب نے میز پر رکھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے

www.urduchannel.in

ہٹانے کی بھی کوشش نہیں کی کہ کہیں سربرانہ مان جائیں

''تمہیں جو چاہئے مجھ سے بے جھجک کہہ دیا کرو...اور یہ تمہارے ہاتھ...کتنی پتلی پتلی کلائیاں ہیں''

انہوں نے اس کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے کہا اور کچھ پیسے اس کے ہاتھ میں رکھ دیے اور وہ تھوڑی دیر بعد خاموشی سے باہر آ گئی۔

42 سال کے پروفیسر شکیب جو شادی شدہ اور دو بچوں کے باپ تھے لیکن مرد خود کو ہر عمر میں جوان سمجھتا ہے اس کے اندر ایک بائیس سال کے لڑکے کی طرح ہر خواہش عمر کے ہر حصے میں موجود رہتی ہیں اور جب چاہتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے پروفیسر شکیب نے زہرا کی کمزور رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا جس کو وہ موقع بہ موقع دباتے رہتے تھے اور پیسے کی چمک کو دیکھ کر زہرا بھی ان کی باتوں میں آ گئی تھی۔ وہ بالکل بے حس ہو چکی تھی پیسے کی چاہت اور کچھ اس پر ہونے والے ظلم نے اس کے اندر سے خودداری ختم کر دی تھی۔

ماہم کے ابو اچانک اسے لینے آ گئے مجبوری میں اسے گھر جانا پڑا جہاں شگفتہ نے اسے بتایا کہ کل اس کو کچھ لوگ دیکھنے آ رہے ہیں..... یہ سن کر ماہم کا پارا ہائی ہو گیا

''مجھے اپنی نمائش نہیں کرانی ہے''

''تم پاگل ہو ماہم''.....

شگفتہ نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی

''تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا....میں گھر ہی نہیں آتی''

ابو نے منع کیا تھا...ویسے تم ان لوگوں کے سامنے جانا کیوں نہیں چاہ رہی ہو؟''

''شگفتہ تمہیں معلوم ہے میں نہال سے محبت کرتی ہوں''

''اوفو۔نہال، نہال، نہال....یہ کیا پاگل پن ہے ماہم وہ تم سے محبت نہیں کرتے....تم سمجھتی کیوں نہیں ہو''

www.urduchannel.in

وہ غصہ سے چلائی۔ پھر بولی

''اگر تم ان کے پیار میں اتنی ہی پاگل ہو تو ان سے بات کرو اس بارے میں پوچھو وہ کیا چاہتے ہیں۔ محض نظروں کے تیر اور فضول لفاظی سے کچھ نہیں ہوتا جب تک سیدھی بات نہ کی جائے''

وہ فون ملانے لگی

''شگفتہ''....

ماہم نے اس کے ہاتھ سے فون چھین لیا

''دیوانی ہوگئی ہو کیا''

''دیوانی میں نہیں تم ہوگئی ہو''

''اس وقت فون نہ کرو سب موجود ہونگے گھر پر''

''میں نہال بھائی کے موبائل پر ملا رہی ہوں''

''تم مجھے ان کا نمبر دے دو میں خود بات کرلونگی''

''تم کیا بات کروگی آج تک تو کر نہ سکیں''

اس نے غصہ سے فون پٹک دیا۔

''سن لو ماہم کل تم کوئی ڈرامہ نہیں کروگی اب امی ابو کو تم اور پریشان نہیں کرسکتی''

شگفتہ نے اسے سمجھایا

اس نے رات میں نہال کا نمبر ملایا لیکن اس نے اٹھایا ہی نہیں۔ کیا نہال مجھ سے محبت نہیں کرتا پھر وہ سب کیا تھا اس کا یوں مجھے چھپ چھپ کے دیکھنا۔ اس کی وہ باتیں وہ لہجہ وہ بات کرنے کا انداز.... جب وہ مجھے دیکھتا تھا تو اس کی آنکھوں میں ایک الگ سی چمک ہوتی تھی... یہ سب جھوٹ تو نہیں ہوسکتا، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے بس کہہ نہیں پارہا کہ کہیں میں ناراض نہ ہوجاؤں... ہوسکتا ہے اس نے ممانی سے بات کی ہو اس بارے میں.... اور وہ کسی خاص موقع کی تلاش میں ہوں... لیکن انہیں ابو سے تو ایک

www.urduchannel.in

بار بات کرنی ہی چاہیے تھی یہ تمام باتیں سوچتے سوچتے وہ سوگئی اور صبح ہی آنکھ کھلی۔

جو لوگ اس کو دیکھنے آئے تھے پسند کر کے چلے گئے لیکن ابھی کوئی فیصلہ نہیں سنایا تھا اس کا دل صبح سے ہی بجھا بجھا سا تھا ان لوگوں کے سامنے بھی وہ خاموش رہی اور کچھ دن رہ کر ہاسٹل واپس آ گئی۔

''کیا ہوا ماہم.... یہ چہرہ کیوں اترا ہوا ہے''

وہ ہاسٹل آئی تو طوبیٰ نے اس سے پوچھا وہ کچھ نہیں بولی.....

''اتنے اچانک کیوں گھر بلایا تھا تمہیں؟''.....

ماہم پھر بھی کچھ نہیں بولی اور اپنے کپڑے نکال کر الماری میں رکھنے لگی

''بتاؤ نا کیا ہوا.... میں تم ہی سے بات کر رہی ہوں''

اس نے ماہم کے چہرے کو اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور وہ طوبیٰ کے گلے لگ گئی۔

''کیا ہوا ماہم رو کیوں رہی ہو... کوئی بات ہے تو بتاؤ مجھے''

''میرے رشتے والے آئے تھے''

اس نے روتے ہوئے کہا۔

''ارے یہ تو اچھی بات ہے... رو کیوں رہی ہو''

''لیکن میں نہال سے محبت کرتی ہوں''

ماہم نے اپنے راز سے پردہ ہٹایا

''کون نہال... تم نے آج تک بتایا نہیں ماہم''

''کیا بتاتی طوبیٰ۔۔۔ اس کے بات کرنے کے انداز... دیکھنے کے انداز سے لگتا ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے... مگر اس نے کبھی اپنے منھ سے نہیں کہا''

وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

''بے وقوف لڑکی۔ جب اس نے اپنے منھ سے کبھی کہا ہی نہیں کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے تو پھر تجھے کیسے یقین ہو گیا''

www.urduchannel.in

''اس کی باتوں سے لگتا ہے''

اس نے طوبیٰ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''ماہم ایسا نہیں ہوتا... یہ سب لڑکوں کی ایک چال ہوتی ہے تا کہ لڑکی ان کی محبت کی ڈور سے بندھی رہے...ان کے دل میں کچھ نہیں ہوتا''

طوبیٰ نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی

''تم نے کبھی اس بارے میں نہال سے ذکر کیا؟''

''میری ہمت نہیں ہوئی''

''اس کے دل کی بات جاننے کی کوشش تو کرو۔اس کا فون نمبر ہے''

''ہاں ہے''.....

''تو ٹھیک ہے تم اس سے ضرور بات کروگی''

اور ماہم نے اس کی بات پر سر ہلا دیا۔

کالج میں آج ان کا دن اچھا رہا کیوں کہ رابعہ میم کے علاوہ کسی کی کلاس ہی نہیں ہوئی پر جیسے ہی وہ کالج سے باہر نکلیں پروفیسر شکیب آتے ہوئے نظر آئے

''کہیں یہ ہمیں دیکھ نہ لیں''

عالیہ نے ہلکے سے کہا

''چلو پیچھے سے نکلتے ہیں...آج ان کی کلاس کرنے کا دل نہیں ہے''

ماہم نے منھ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں....کوئی کلاس مس نہیں کرتے آج دیر سے آئے ہیں۔اگر ہمیں دیکھ لیا تو کلاس کرنی پڑ یگی''

طوبیٰ نے چڑ کر کہا جبکہ زہرا جانے لگی

''ارے تم کہاں جارہی ہو''

''میں! شکیب سر کی کلاس کرنے''...

اور کہتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی ان تینوں کو اس کی یہ بات سمجھ میں نہیں

www.urduchannel.in

آئی کہ یہ اتنی دلچسپی کیسے لینے لگی لیکن اس بات کو نظر انداز کر کے اپنے ہاسٹل آ گئیں۔

''آوز ہرا... مجھے یقین تھا تم ضرور آؤ گی''

پروفیسر شکیب نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''سر آپ نے آج کلاس نہیں.....''

''ہاں وہ ذرا صبح میں طبیعت عجیب ہوگئی تھی ... پر اب تمہیں دیکھ کر بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں''

انھوں نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تو وہ خاموش رہی۔ کالج میں لگ بھگ تمام کلاس ختم ہونے پر ہی تھیں اور اس بات کا احساس پروفیسر شکیب کو تھا انھوں نے زہرا کو اپنے آفس میں بٹھائے رکھا، اس سے باتیں کرتے رہے اور وہ مسکرا مسکرا کر جواب دیتی رہی زہرا جانے کے لیے اٹھی تو۔

''ارے کہاں جا رہی ہو بیٹھو...''

وہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر زہرا کے پاس آ گئے اور اس کو بازوؤں سے پکڑ لیا... زہرا ایسے ہی کھڑی رہی....

''زہرا تم کافی پرکشش لڑکی ہو... اپنے آپ کو سجا سنوار کر رکھا کرو... اور اچھی لگو گی''

یہ کہتے ہوئے انہوں نے اس کا گال تھپ تھپایا اور ہزار ہزار کے چند نوٹ اس کے بیگ کی جیب میں رکھ دیے وہ آفس سے نکل آئی۔ چند پیسوں کی خاطر وہ کتنا گر گئی تھی اس کو اپنی عزت کی بھی پروا نہیں تھی۔ نشہ تھا تو صرف پیسوں کا اور پروفیسر شکیب بھی پیسوں کو ہتھیار بنا کر اسے صرف استعمال کر رہے تھے۔

چھٹی کے دن زہرا نے سب سے پہلے ان پیسوں سے فون خریدا اپنے لیے اچھے اچھے کپڑے اور کچھ میک اپ کا سامان وہ بہت خوش تھی۔

''یہ تمہارا موبائل ہے''

عالیہ نے زہرا کے ہاتھ میں فون دیکھ کر حیرت سے پوچھا

www.urduchannel.in

''ہاں.....''

''کہاں سے آیا؟''

''گھر سے بھیجا ہے'' زہرا نے بے خوف ہو کر کہا تو عالیہ چپ ہوگئی وہ تینوں کچھ دن سے اس کے رنگ ڈھنگ بدلے ہوئے دیکھ رہی تھیں لیکن کسی کی کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی طوبیٰ اور ماہم پڑھائی میں لگ گئیں جبکہ عالیہ ہمیشہ کی طرح فون پر لگی رہی۔علی اور عالیہ کے بیچ کے فاصلے اب بہت کم ہوتے جا رہے تھے اور یہ فاصلے عالیہ نے ہی کم کیے تھے۔

''کیا ہوا طوبیٰ...تم پریشان کیوں ہو؟''

ماہم نے اس سے پوچھا

''ارے بس کیا بتاؤں۔رابعہ میڈم نے جو نوٹس بنانے کے لیے دیئے ہیں اس سے متعلق کتاب پوری لائبریری میں نہیں ہے''

طوبیٰ نے پریشان لہجے میں کہا۔

''تو یونیورسٹی لائبریری جا کر نکلوالو''

ماہم نے مشورہ دیا

''لیکن وہاں جاؤں گی کیسے آج تو اتوار بھی نہیں ہے''

''ارے وارڈن سے اجازت لے کر چلی جاؤ''

''اگر چلی بھی جاؤں تو وہ لوگ بنا کارڈ کے کتاب لانے نہیں دینگے''

''تو تم وہیں بیٹھ کر لکھ لینا۔سنا ہے وہاں بیٹھ کر لکھ سکتے ہیں''

''ہاں ایسا ہوسکتا ہے''

اور طوبیٰ وارڈن سے اجازت لے کر لائبریری چلی گئی وہ تھوڑا گھبرا رہی تھی اس سے پہلے کبھی یہاں آئی نہیں تھی جہاں چاروں طرف لڑکوں کا ہجوم لڑکیاں تو اسے ایک دو کے علاوہ کوئی نظر ہی نہیں آئی ۔وہ پریشان سی لائبریری کے باہر کشمکش کے عالم میں کھڑی تھی۔

www.urduchannel.in

''اکسز کیوزمی''.....

اس نے بھاری آواز پر مڑ کر دیکھا

''جی''....

وہ اس اسمارٹ سے لڑکے کو دیکھ کر تھوڑی جذ بذ ہوگئی

''میں دو بار یہاں سے گذرا اور دونوں بار آپ کو اس طرح پریشان کھڑے ہوئے دیکھا۔کوئی پریشانی ہے تو بتائیں...ہوسکتا ہے میں آپ کی کوئی مدد کرسکوں''...

طوبیٰ کو وہ بھلا انسان معلوم ہوا۔

''مجھے لائبریری سے ایک کتاب چاہیے تھی''

''پھر آپ اندر کیوں نہیں جارہی ہیں کسی کا انتظار ہے''

اس نے بیچ میں اس کی بات کاٹ کر پوچھا

''نہیں...وہ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں اور میرے پاس کارڈ بھی نہیں ہے''

''آپ کس کالج سے ہیں'' دانش نے اس سے پوچھا

''گرلز کالج''

''ہاں...پھر یہاں کا کارڈ تو ہوگا نہیں آپ کے پاس''

''جی''....اس نے منمناتے ہوئے کہا

''آپ کا یہاں پہلا سال ہے''

''جی''.....

وہ سوال پے سوال پوچھے جارہا تھا اور طوبیٰ تھوڑا گھبرا رہی تھی اس نے طوبیٰ کی پریشانی بھانپ لی

''آپ پریشان نہ ہوں...ایسا کریں یہ میرا لائبریری کارڈ لے لیں''

اس نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھایا تو وہ تھوڑا جھجکی

''ارے لے لیجئے...آپ کو ضرورت ہے''

طوبیٰ نے اس کے اسرار کرنے پر کارڈ لے لیا

www.urduchannel.in

''پر میں یہ آپ کو واپس کیسے کرونگی...اور ہاں وہ مجھے آپ کے کارڈ پر کتاب کیسے دے دینگے؟''

دانش کو اس بات کا دھیان ہی نہیں رہا تھا کہ ایک لڑکے کے کارڈ پر ایک لڑکی کو کتاب نہیں مل سکتی۔

''اچھا آپ ایسا کریئے .....مجھے اپنی کتاب کا نام بتادئے میں آپ کو لا دیتا ہوں''

اس نے جلدی جلدی کاغذ پر کتاب کا نام لکھ کر اس کو پکڑا دیا تو وہ اندر چلا گیا ۔ وہ اس کے بارے میں سوچتی رہی کہ کتنا اچھا لڑکا ہے میری اتنی مدد کر رہا ہے اور لڑکیوں کو اپنے اوپر نظر کرم کرنے والے لڑکے مہربان ہی لگتے ہیں۔

وہ تھوڑی دیر میں کتاب ہاتھ میں لیے لائبریری سے باہر آ گیا۔

''یہ لیجئے''

دانش نے کتاب اس کی طرف بڑھائی

''شکریہ''....آپ کو میری وجہ سے اتنی پریشانی اٹھانا پڑی'' طوبیٰ نے اس سے کہا

''ارے پریشانی کیسی.....مشکل وقت میں لوگوں کے کام آنا ہماری عادت ہے''

''میں یہ واپس کب کروں''؟

''ایک ہفتے کے اندر کر دینا...بلکہ آپ ایسا کریں میرا فون نمبر لے لیجئے جب آپ کو یہ واپس کرنی ہو تو مجھے بتادیں میں آ کر لے جاؤنگا''

اس نے ایک بار پھر اس کو اپنی مدد کی پیش کش کی

اور طوبیٰ سوچتی رہی کہ لوں نا لوں لیکن اسے کتاب بھی تو واپس کرنی تھی پھر دوبارہ اس کی وارڈن اسے اجازت نہیں دینگی چنانچہ اس کا نمبر طوبیٰ نے لے لیا اور وہ خدا حافظ کہہ کر چلا گیا تو طوبیٰ اسے جاتا دیکھتی رہی۔

''اس نے تو میرا نام بھی نہیں پوچھا....نا ہی اپنا نام بتایا...کتنا اچھا لڑکا تھا...

www.urduchannel.in

ایسے لڑکے بہت کم ہوتے ہیں''

یہی سوچتی ہوئی اپنے ہاسٹل پہنچ گئی۔اس کی پریشانی دور ہوگئی تھی اوراب وہ آرام سے نوٹس بنا سکتی تھی

''اتنی دیر لگا دی تم نے''

ماہم نے آتے ہی پوچھا۔

''ہاں.....پہلی بار گئی تھی تو تھوڑا ڈر لگ رہا تھا...پھر ایک لڑکا مل گیا..... اس نے میری مدد کی''

''کون تھا؟''.....

معلوم نہیں''طوبی نے جواب دیا

''کیا.....اس نے تمہاری مدد کی اور تمہیں یہ بھی نہیں معلوم وہ تھا کون''

ماہم نے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے کہا

''موقع ہی نہیں ملا''

طوبی کتابیں الٹنے لگی

''اب کیا ڈھونڈ رہی ہو؟''

''میری کاپی''.....طوبی نے پلٹ کر پوچھا

''یہاں رکھی ہے بیڈ پر''.....

ماہم نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا

اوروہ پڑھنے بیٹھ گئی ماہم بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی عالیہ نے کھانا باہر سے منگوایا تھا تو وہ کھانے میں مصروف تھی لیکن اس نے کسی کو پوچھا بھی نہیں جیسے ادب تو اس کو چھو کر ہی نہیں گذرا تھا۔زہرا اپنے نئے فون میں لگی ہوئی تھی اس نے صرف ایک ہی نمبر ابھی تک اپنے فون میں ڈالا تھا اور وہ تھا پروفیسر شکیب کا نمبر۔

(19)

عالیہ نے تو جیسے گھر سے رابطہ ہی ختم کر دیا تھا اگر فون آتا تو بات کر لیتی ورنہ

www.urduchannel.in

خود سے کبھی نہیں کرتی۔اور عبدل چاہ کر بھی زہرا کی خبر نہیں رکھ پا رہا تھا فون ملانا اسے آتا نہیں تھا پہلی دفعہ اسی نے زہرا سے بات کرنے کا ارادہ کیا اور تھوڑی دور پر موجود دوکان سے اس نے زہرا کو فون کیا ہاسٹل کا نمبر اس کے پاس تھا جو چودھری صاحب نے زہرا کو ہاسٹل بھیجتے وقت منگوالیا تھا۔

''کیسی ہے بٹیا.....تو سہر کا گئی.....کہ اپنے باپ کو ہی بھول گئی''۔

عبدل نے شکایتی لہجے میں کہا

''نہیں بابا وہ بس۔سارا وقت پڑھائی میں گذر جاتا ہے اور پھر اگر چاہتی بھی تو کہاں سے بات کرتی....آپ کے پاس تو کوئی فون بھی نہیں ہے''

''ہاں مگر تو کوئی چھٹی تو لکھ سکتی تھی...''

''بابا.....اتنا دھیان ہی نہیں رہا''

''اچھا.....تو وہاں ٹھیک تو ہے نا.....تیرا دل لگ گیا ہوگا.....گھر کب آئیگی تو''.....

''بابا.....ہم تو چودھری صاحب کے غلام ہیں جب وہ چاہیں بلالیں لیکن میری چھٹیاں نہیں ہیں''

اس نے طنز بھرے لہجے میں کہا

''بٹیا میں سوچ رہا ہوں تیری سادی کردوں تو سکون ہو جائے''

''بابا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے مجھے پڑھنا ہے''

''چل اچھا جیسی تیری مرجی..... پر ایک دن تو ہونی ہی ہے''....

تجھے پیسوں کی جرورت تو نا ہے۔ویسے میں نے گاؤں کے کریم کے ہاتھ .....تجھے پیسے بھجوائے ہیں.....کچھ دن میں مل جائیں گے''

اور چند باتوں کے بعد عبدل نے فون رکھ دیا

زہرا اب شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تھی کیونکہ اس کو معلوم تھا اگر وہ گاؤں گئی تو چودھری صاحب کے کہنے پر ہی بابا اس کی شادی گاؤں کے کسی ان پڑھ سے کروادینگے

www.urduchannel.in

اور گاؤں سے باہر اس کی شادی ہو نہیں سکتی وہ اس کی شادی باہر نہیں کرینگے وہ ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ پیسہ زندگی کے لیے بہت ضروری ہے کچھ دن بعد دو دن کی چھٹیاں تھیں لیکن اس نے عبدل کو بتایا ہی نہیں۔

''عالیہ بیٹا.....تم تو ہمیں بھول ہی گئی ہو''

ممی نے اس سے شکایت کی

''نہیں ممی.....بس وہ دھیان ہی نہیں رہتا''

''کبھی ملنے کا بھی دل نہیں چاہتا ممی پاپا سے''

''آپ لوگوں نے خود ہی مجھے یہاں ڈالا ہے۔ پھر شکایت کیوں کر رہی ہیں...، میں یہاں ٹھیک ہوں.....دل بھی لگ گیا ہے''

اس نے پاپا کی خیریت پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا اور پڑھائی کا بہانہ بنا کر فون رکھ دیا۔

پہلے وہ کلاس کر کے روز علی سے ملنے چھپ کر نکل جاتی تھی پر اب تو کچھ کلاس چھوڑنے بھی لگی تھی علی سے ملنے کی بے چینی اس کو رات سے شروع ہو جاتی اور جیسے تیسے کلاس کر کے اس سے ملتی اب تو وہ اتنی نڈر ہو گئی تھی کہ بلا خوف ہاسٹل سے نکل جاتی اور 3,2 گھنٹے گذارنے کے بعد ہی ہاسٹل واپس آتی۔

''کافی دن ہو گئے عالیہ سے ملے ہوئے...سوچ رہا ہوں کہ اس سے ملنے چلا جائے''

مجیب صاحب نے چائے پیتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا

''یہ تو بہت اچھی بات ہے....اس طرح ہم اس سے مل بھی لینگے...اور وہ تھوڑا گھوم بھی لے گی...ویسے بھی ہاسٹل میں بس ایک دن ہی نکلنے دیا جاتا ہے''

تسکین بیگم نے ان کی بات سے اتفاق ظاہر کیا

''ہم م''.....مجیب صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

میں اس کو فون کر کے بتا دیتی ہوں''

www.urduchannel.in

''ارے نہیں بیگم...ہم اچانک پہنچ کر اس کو سرپرائز دینا چاہتے ہیں''

''ہاں.....ویسے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں''

وہ بہت دیر سے اس کا نمبر ڈھونڈنے میں لگی تھی لیکن نہ جانے کاغذ کہاں رکھ کر بھول گئی اور آج کتاب واپس کرنے کا آخری دن تھا بڑی مشکل سے کتاب کے بیچ میں اس کو وہ کاغذ کا ٹکڑا نظر آ ہی گیا۔

''شکر ہے خدا کا.....مل ہی گیا''

''ہیلو...السلام علیکم''

''وعلیکم السلام۔'' دانش نے جواب دیا

''وہ....''

اس سے آگے اسے سمجھ ہی نہیں آیا وہ کیا بولے، اس کا نام جانتی ہی نہیں تھی۔

''ہیلو''.....دوسری طرف سے آواز آئی

''وہ.....مجھے کتاب واپس کرنی تھی.....تو آپ نے اپنا یہ نمبر دیا تھا''

''مجھے آپ کا نام معلوم نہیں ہے''.....وہ رک رک کے بولی۔

''اچھا آ آ.....تو آپ ہیں میں تو بھول ہی گیا تھا''

دانش اس کو پہچانتے ہوئے بولا؛

'' پھر میں کب آوں لینے''

''میرا کام مکمل ہو گیا ہے آپ یہ کتاب''.....

''ٹھیک ہے میں پانچ منٹ میں آیا''

اس نے فون رکھ دیا۔اور وہ گیٹ پر پہنچ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

شکریہ.....آپ کی وجہ سے میرے نوٹس تیار ہو گئے'' اس نے کتاب اسے پکڑاتے ہوئے کہا

''ارے شکریہ کی کوئی بات نہیں۔کبھی بھی ضرروت پڑے۔تو تم مجھے فون کر سکتی ہو'' کہتا ہوا وہ کتاب لے کر چلا گیا طوبی اس کی شرافت کی گرویدہ ہو گئی اور اس

www.urduchannel.in

کے بارے میں سوچتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی۔ جہاں وہ تینوں چائے پی رہی تھیں طوبیٰ بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئی رات کے کھانے کے بعد طوبیٰ اکیلے باہر ٹہل رہی تھی تو ماہم آ گئی

''ارے تم اکیلی ٹہل رہی ہو.....مجھے بلا لیا ہوتا''

ماہم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وہ کچھ نہیں بولی۔

''کیا ہوا....''

بی جی کی بہت یاد آ رہی ہے''اس نے اداس لہجے میں کہا:

''بی جی کی یا کسی اور کی''

ماہم نے اسے چھیڑا۔ اتنے میں طوبیٰ کا فون بجنے لگا تو وہ تھوڑا دور ہوگئی اور ماہم کھنکارتی ہوئی اندر چلی گئی وہ نمبر اسے جانا پہچانا لگا۔

''ہیلو''...اس نے فون اٹھایا

''السلام علیکم''

''جی کون''.....

''پہلے سلام کا جواب تو دیجئے''

''وعلیکم السلام''وہ تھوڑا گڑبڑا گئی فون کرنے والا دانش تھا

''میں دانش بول رہا ہوں''

''کون دانش''

''جس کو کل آپ نے کتاب دی تھی بھول گئیں''

''نہیں مجھے آپ کا نام نہیں معلوم تھا تو اس لیے''.....

وہ شرمندہ سی بولی

''میں نے سوچا۔فون کر کے آپ کا نام ہی پوچھ لوں....ویسے آپ کا نام کیا ہے؟''

''میرا نام طوبیٰ ہے''

''نام تو بہت پیارا ہے''اس نے تعریف کی۔

www.urduchannel.in

''آپ کو برا تو نہیں لگا میں نے آپ کو فون کیا'' لڑکوں کا یہ انداز ہوتا ہے

''ارے نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے''

تھوڑی دیر میں اس نے فون رکھ دیا باتوں ہی باتوں میں یہ تو معلوم ہوا کہ وہ انجینیر نگ کالج کا طالب علم ہے اور یہ اس کا آخری سال ہے۔ اس کے بات کرنے کا انداز ہ بھی دوسروں سے الگ تھا۔ شاید یونیورسٹی میں ایک سبجیکٹ یہ بھی پڑھایا جاتا ہے کہ لڑکیوں سے کس طرح بات کی جائے۔ طوبیٰ اس سے کافی امپریس نظر آرہی تھی اور اس نے دانش کا نمبر اپنے فون میں سیو کرلیا۔ بلاوجہ ہی وہ اس کے بارے میں سوچنے لگی اس کے بعد بھی تین، چار بار اس کا فون آیا اور دونوں کے بیچ اچھی دوستی ہوگئی۔

''ماہم تم نے نہال سے بات کی؟''

رات کو لیٹتے وقت طوبیٰ نے اس سے پوچھا

''میری ہمت نہیں ہورہی ہے''

''پاگل ہو تم.....اس کا نمبر دو میں بات کرتی ہوں''

ماہم نے اس کو نمبر دے دیا

''ہیلو''.....دوسری طرف نہال تھا

''میں طوبیٰ بول رہی ہوں.....ماہم کی دوست''

''جی بولیے''.....

''مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی تھی''

''پوچھیئے''.....وہ چھوٹے چھوٹے جواب دے رہا تھا

''جی وہ''.....طوبیٰ ہکلانے لگی

''وہ میں پوچھ رہی تھی آپ ماہم سے محبت کرتے ہیں''؟

ماہم کی سانس اٹکی ہوئی تھی''

''کیا''؟؟؟

طوبیٰ کے اس سوال سے نہال نے اس انداز میں کہا جیسے اسے طوبی کی دماغی

www.urduchannel.in

حالت پر شک ہو رہا ہو

''میں کیوں کرونگا اس سے محبت''

نہال نے آرام سے جواب دیا۔

''لیکن وہ تو یہی سمجھتی ہے کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں''

''پر میں نے ایسا کبھی نہیں کہا''

اب طوبیٰ اس سے کیا کہتی کہ وہ تو نہال کی باتوں اور اس کے انداز کو ہی محبت کے اظہار کا طریقہ سمجھ بیٹھی ہے اگر وہ نہال سے یہ سب کہتی بھی تو وہ اسے پاگل سمجھتا۔ طوبیٰ نے اس سے آگے بات بڑھائے بغیر ہی فون رکھ دیا۔ اور ماہم اس کے تاثرات سے سمجھ گئی تھی کہ کیا بات ہوئی ہے اس نے پھر بھی پوچھ لیا کہ ہوسکتا ہے جو وہ سوچ رہی ہے وہ غلط ہو۔

''کیا کہا نہال نے''

اور طوبیٰ نے پوری بات اس کے گوش گذار کردی جس کو سن کر اسے یقین نہیں آیا بس خاموش آنسو بہاتی رہی۔ طوبیٰ نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ وہ بس روتی ہی رہی اور یہ فیصلہ کر کے سوئی کہ وہ خود نہال سے بات کرے گی اس کے اندر اب بھی امید کی کرن باقی تھی کہ ہوسکتا ہے وہ طوبی سے جھوٹ بول رہا ہو اور خود کو یوں ظاہر نہیں کرنا چاہ رہا ہو۔

صبح اٹھی تو اس کی آنکھیں سوجی ہوئیں تھیں

''یہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا''

عالیہ نے اس سے پوچھا

''کچھ نہیں.....رات میں نیند دیر سے آئی تھی۔ اس لیے''....

اس نے ناشتہ بھی نہیں کیا اور کالج چلی گئی طوبیٰ اس کی حالت کو بخوبی سمجھ رہی تھی۔ ان چاروں کو یہاں آئے چھ مہینے ہو گئے تھے۔ اور اب ان کے ٹیسٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا طوبی کے پاس اکثر ہی دانش کا فون آجایا کرتا عامر سے اس کی کافی دن

www.urduchannel.in

سے بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ بزنس کے کام میں لگا ہوا تھا جبکہ طوبیٰ نے بھی خود بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔

انسان کا دل بھی چٹیل میدان میں پڑے اس سوکھے پتے کی مانند ہے جس کو تیز ہوا کبھی اِدھر اڑا لے جاتی ہے اور کبھی اُدھر۔ طوبیٰ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا وہ عامر سے زیادہ دانش کو سوچنے لگی تھی۔ دانش کا ہی خیال اس کو رہتا اور وہ اس بارے میں خود بہت سوچتی کہ اس کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے دانش کیوں اس کے دماغ پر سوار ہوتا جا رہا ہے وہ تو عامر کی ہے اس نے اس کے لیے کیا کچھ نہیں کیا لیکن دانش کی طرف وہ اتنا کیوں مڑ رہی ہے اس کے ذہن میں اب یہی کشمکش چلا کرتی اس کے چلتے اس نے عامر کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا اب وہ دانش کو فون کیا کرتی عام سی ہی باتیں ہوتیں۔ دانش نے کبھی اس سے کچھ نہیں کہا جبکہ طوبیٰ کے دل میں اس کے لیے نہ جانے کون سا جذبہ پروان چڑھ رہا تھا جس کو وہ خود سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اور اس بارے میں وہ ماہم سے بھی کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

پروفیسر شکیب سے زہرا کے تعلقات کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے تھے۔ اب وہ زہرا کو کالج ٹائم میں اپنی گاڑی سے باہر بھی لے جایا کرتے زہرا کے اندر ایک الگ سی چمک آ گئی تھی پروفیسر شکیب کے ساتھ وہ گھومتی پھرتی جو دل چاہے کرتی۔ اور وہ اس سے جو دل چاہے کرواتے ... وہ پیسوں کی ہوس میں بہت دور نکل گئی تھی اور پروفیسر شکیب کے شکنجے میں مکمل طور پر پھنس گئی تھی۔ زہرا کے لیے انہیں سب چیزوں میں زندگی کی رونق اور مزہ تھا۔ خواہشات تھیں اور وہ اس میں گھستی چلی جا رہی تھی۔

عالیہ سے ملنے مجیب صاحب اور تسکین بیگم اس کے ہاسٹل آ رہے تھے

''سارا سامان رکھ لیا تم نے؟'' مجیب صاحب نے گھر سے نکلتے ہوئے پوچھا

ہاں جو کچھ اس کو پسند ہے وہ سب رکھ لیا ہے''

موسم کافی خوشگوار تھا ہلکی ہلکی دھوپ نکلی ہوئی تھی وہ صبح ہی نکل گئے راستے میں ہریالی ہی ہریالی جس سے چاروں طرف ایک سکون بخش فضا کا عالم تھا درختوں کی

www.urduchannel.in

قطار دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ ہاتھ باندھے ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوں۔ بندروں کی ایک فوج تھی جو آدھی پیڑ پر اور آدھی سڑک پر بکھری ہوئی تھی۔ بندر کے چھوٹے چھوٹے بچے بندریہ کے سینے سے لگے ہوئے اور کچھ اِدھر اُدھر پڑی ہوئی چیزوں کو کتر کتر کر پھینک رہے تھے سفر کیسے کٹا احساس ہی نہیں ہوا۔ بس لگا تار بیٹھے بیٹھے انہیں ذرا تھکن کا احساس ہونے لگا تھا۔

''بھائی صاحب..... یہاں سے گرلز ہاسٹل کتنی دور ہے؟''

مجیب صاحب نے گاڑی کی کھڑکی سے منھ باہر نکال کے پوچھا ان کو کافی وقت ہو گیا تھا یہاں آئے ہوئے تو راستے دھیان میں نہیں تھے۔ کچھ دیر میں ہی وہ ہاسٹل جانے والی سڑک پر تھے۔

''عالیہ کو فون کروں؟''....

تسکین بیگم نے ان سے پوچھا

''نہیں وہاں پہنچ کر ہی کرینگے''..... مجیب صاحب نے ان سے منع کر دیا اور کچھ ہی دیر میں وہ اس کے ہاسٹل کے سامنے موجود تھے لیکن اس منظر کو دیکھ کر دونوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

سامنے عالیہ جینس اور نئے ڈیزائن کا کرتا پہنے علی کی بائک پر مسکراتی ہوئی بیٹھ رہی تھی اور علی کے کندھے پر اس کا ہاتھ تھا۔ علی کسی سے فون پر بات کرنے لگا تو مجیب صاحب نے گاڑی سے اترنے میں چند سکنڈ بھی نہ لگائے اور غصہ کے عالم میں وہ اس کے پاس پہنچ گئے وہ جو بڑی ادا سے اپنے تراشیدہ بالوں کو بار بار صحیح کرنے میں لگی تھی مجیب صاحب کو دیکھ بری طرح گھبرا گئی۔

''چٹاخ.....''

اور اس زناٹے دار تھپڑ نے اس کا جبڑا ہلا کر رکھ دیا۔ مجیب صاحب نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ کھینچ کر بائک پر سے اتارا۔ علی ان حالات کو سمجھ ہی نہیں پایا۔

اور تب علی کو اندازہ ہوا کہ یہ عالیہ کے پاپا ہیں اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی

www.urduchannel.in

عافیت جانی۔ مجیب صاحب علی سے کہتے بھی کیا جب خود ان کی بیٹی ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی ۔ وہ تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے گاڑی تک لائے اور اندر دھکیل دیا۔ تسکین بیگم گھبرا گئیں فوراً گاڑی سے باہر نکلیں کہ کہیں اور تماشا نہ بن جائے پہلے ہی آس پاس کے لوگ رک کر یہ سب دیکھنے لگے تھے۔

''میری بات سنیئے...مجیب صاحب''

انھوں نے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

''مجھے کچھ نہیں سننا.....ابھی اس کا نام یہاں سے کٹواؤ.....سارا سامان لو اور گھر چلو.....اس کی یہ حرکتیں رہیں گی.....مجھے امید نہیں تھی.....اتنی آوارہ گردی پر اتر آئی ہے یہ لڑکی، کہ غیر مرد کے ساتھ اس طرح.....یہ پیدا ہی کیوں ہوئی تھی..... اگر اللہ تعالی کو ہمیں ایسی ہی اولاد دینی تھی تو ہم...بے اولاد ہی اچھے تھے''...

غصہ سے مجیب صاحب کا پارہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا تسکین بیگم نے زبردستی ان کو گاڑی میں بیٹھا دیا اور چند گھنٹے ہی لگے یونیورسٹی سے اس کا نام خارج کروانے میں، سامان لینے تسکین بیگم اس کے کمرے میں آئی تھیں۔

''السلام علیکم''...ماہم نے ادب سے کہا اس وقت صرف وہی موجود تھی

''بیٹا میں عالیہ کی ممی ہوں...اچانک اس کو لینے آنا پڑا..اور اس کو ہم ہمیشہ کے لیے لے کر جا رہے ہیں...تم ذرا اس کا سامان پیک کروا دو''....

''لیکن اچانک کیوں''.....ماہم نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا

''...اس کی طبیعت کچھ دن سے خراب تھی۔ پھر ان کے پاپا بھی بضد تھے کہ اب اسے ہاسٹل سے بلا لیتے ہیں''

اس کے علاوہ ان کو کوئی بہانہ سمجھ ہی نہیں آیا تھوڑی دیر میں ہی ماہم نے اس کا سارا سامان پیک کر دیا۔

''آنٹی وہ ہے کہاں''.....

''وہ گاڑی میں ہی ہے ...اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو میں آ گئی ۔

www.urduchannel.in

تسکین بیگم نظریں جھکائیں اس کو بتا رہی تھیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہاسٹل کی بوا کے ساتھ سارا سامان گیٹ تک پہنچا دیا گیا۔

ماہم کو یہ سب اچانک کچھ سمجھ میں نہیں آیا

''ارے... یہ کیا ہوا''

طوبیٰ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے خالی بیڈ کو دیکھتے ہوئے کہا

''عالیہ چلی گئی... ہمیشہ کے لیے''۔

''مگر کیوں....؟''

''اس کی ممی آئی تھیں کہنے لگیں اس کی طبیعت خراب تھی''۔

''پر وہ تو بالکل ٹھیک تھی۔ اس نے ہمیں ایسا کچھ بتایا بھی نہیں''

''پہلے اس نے کبھی کچھ بتایا ہے جواب بتاتی''

ماہم نے منھ بنا کر کہا

''ہوسکتا ہے کوئی اور بات ہو اور اس نے ہمیں بتائی نہ ہو''

''چھوڑو..... اب تو وہ چلی گئی.....''

ماہم نے کہا اور دونوں اپنے کاموں میں لگ گئیں زہرا نے بھی اس بارے میں پوچھا تو اس کو بتا دیا گیا کہ وہ جا چکی ہے عالیہ کے جانے کا افسوس کسی کو نہیں تھا کیونکہ اس کی تینوں میں سے کسی سے کوئی خاص دوستی نہیں تھی نہ ہی وہ اپنے کسی معاملہ میں دخل اندازی پسند کرتی تھی اور نت نئے فیشن میں لگی رہتی۔

رات کو ماہم نے طوبیٰ کے فون سے نہال کا نمبر ملایا۔

''کیسے ہو نہال؟''.....

اس نے فون اٹھاتے ہی بولا

''تم ماہم بول رہی ہو'' نہال نے اس کی آواز پہچان کر کہا اور ماہم کو لگا کہ اس کی آواز کی پہچان نہال کو ہے۔

''ہاں... میں ماہم بول رہی ہوں''

www.urduchannel.in

'بولو کیا کام ہے'...وہ انجان بن گیا جیسے اسے کچھ معلوم ہی نہ ہو کہ ماہم نے اسے فون کیوں کیا ہے۔

''کام تو کچھ نہیں...بس تم سے ایک بات پوچھنی تھی''....

اس نے رک رک کر کہا۔

''ہاں پوچھو.....''

''وہ.....اس دن میری دوست نے جو تم سے پوچھا تھا وہ سچ ہے؟''

''کیا پوچھا تھا.....اچھا وہ بات''

اس نے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا جیسے اس کے لیے یہ بات فضول ہو۔ اور شاید فضول ہی تھی۔

''تم مجھ سے محبت نہیں کرتے نہال؟''

اس نے آس بھرے لہجے میں پوچھا

''ماہم تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا.....یہ کیسی باتیں سوچنے لگی ہو تم''

اور ماہم کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

''میں تم سے محبت کیوں کرونگا۔تم میری پھوپھی کی بیٹی ہو بس اس سے زیادہ کچھ نہیں''۔

نہال نے بڑے آرام سے یہ بات کہہ تو دی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ ماہم کے دل پر کیا گذر رہی ہے۔

''پر وہ تمہارا بات کرنے کا انداز...وہ سب.....''

اس نے آخر کہہ ہی دیا

''وہ تو میری عادت ہے...میں تو سب سے ایسے ہی بات کرتا ہوں...اس میں نیا کیا ہے...تم نہ جانے کیا سوچے بیٹھی ہو''

اور ماہم کا دل چاہا کہ ہاسٹل کی چھت سے کود جائے یا کسی گاڑی کے سامنے آجائے اس سے آگے سنے بغیر ہی اس نے فون رکھ دیا اپنے دل کی خرافات پر اس کو

www.urduchannel.in

سخت صدمہ ہو رہا تھا وہ کیا سوچ بیٹھی تھی اور کیا نکلا۔اس کا چہرہ دھواں دھواں تھا اس انداز سے کہ اسے کسی نے ہپنو ٹائز کر دیا ہو۔

''کیا ہوا ماہم''

طوبیٰ نے آ کر اسے زور سے ہلایا تو وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی اور بے تحاشہ روئی طوبیٰ سمجھ گئی کہ کیا بات ہے اس نے اسے روکا بھی نہیں کہ دل کا غبار یوں ہی نکلنا تھا تو یوں ہی صحیح۔

چند ہی دنوں میں ماہم بالکل مرجھا کر رہ گئی تھی۔

''تم پاگل ہو ماہم...یہ کیا حالت بنا رکھی ہے''

طوبیٰ نے اس کے بال سمیٹتے ہوئے کہا۔

''میں ہی پاگل تھی جو اس کو سب کچھ سمجھ بیٹھی تھی.....شاید لڑکوں کی یہ فطرت ہوتی ہے طوبیٰ...کہ اپنی اس طرح کی حرکتوں سے لڑکیوں کو الجھا لیتے ہیں...خود کو ایسا ظاہر کرینگے کہ ان سے اچھا کوئی نہیں ہے اور نہال بھی ان میں سے ایک ہے.....''

یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

''شگفتہ صحیح کہتی تھی...خواہ مخواہ میں اس لڑکے کے پیچھے دیوانی تھی...اس نے کتنا سمجھایا مجھے...نہال کی وجہ سے میں یہاں آئی لیکن اس کو میری ذرا سی بھی فکر نہیں ہوئی۔ہوتی بھی کیوں۔اس کو محبت ہی کہاں تھی مجھ سے....اپنے اس انداز کو اپنی عادت بتا کر وہ سارے گناہوں سے آزاد ہو گیا.....قیامت تو مجھ پر ٹوٹی ہے طوبیٰ.....کتنا بڑا دھوکا کھایا ہے میں نے....''

اور وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

''سب ٹھیک ہو جائیگا تم اتنا سوچو نہیں''

طوبیٰ نے اس کو سمجھایا

(20)

مجیب صاحب نے عالیہ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی تھی نہ ہی وہ اس سے کچھ

www.urduchannel.in

پوچھتے نہ ہی جواب دیتے اس کی حرکتوں سے انہوں نے چپ سادھ لی گھر آنے کے بعد تسکین بیگم نے بھی اس پر بہت غصہ کیا تھا۔اور وہ خاموشی سے سنتی رہی کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ انہوں نے خود اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا عالیہ کو علی پر بھی بہت غصہ آیا اگر وہ چاہتا تو پاپا سے اس کو بچا سکتا تھا وہ دل ہی دل میں اس کو گالیاں دیتی رہی۔

''ممی!..... پاپا سے کہیے....وہ کم سے کم مجھ سے بات تو کریں...''

عالیہ نے ممی کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا

''وہ تم سے کیا بات کریں گے عالیہ....تمہاری حرکتوں نے انہیں تم سے بات کرنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا.....تم جانتی ہو عالیہ....انہیں اس بات کا یقین تھا کہ تم سدھر گئی ہوگی...لیکن تم''

عالیہ نے سر جھکا لیا

''پاپا نے آپ سے کچھ کہا؟.....''

''وہ کیا کہیں گے.....وہ تو چاہ رہے ہیں کہ تمہارا کوئی رشتہ آجائے تو تمہیں رخصت کر دیں''

''ممی....اتنی جلدی....میں ابھی نہیں''

''چپ رہو عالیہ تمہاری حد سے بڑھتی ہوئی بدتمیزیاں ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑیں گی ....تمہارے لیے عفان کو پسند کیا تھا۔سب تمہاری حرکتوں سے واقف ہیں...اس لیے کوئی تمہارے لیے راضی نہیں تمہیں ہاسٹل اسی لیے بھیجا گیا کہ تم سدھر جاؤ..... پر تم....تم کبھی اپنی حرکتوں سے باز آنے والی نہیں ہو...اور تم ہوتی کون ہو اپنی شادی کے بارے میں کہنے والی...اس بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے تمہارے ماں باپ زندہ ہیں ابھی...تم اپنا منھ بند رکھو تو اچھا ہے۔سمجھی''۔

ممی غصہ میں کہتی ہوئیں باہر نکل گئیں عالیہ کے پاس اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ نہ ہی کوئی بہانہ بنا سکتی تھی۔

مجیب صاحب عالیہ کے لیے رشتہ کی تلاش میں تھے ان کے جاننے والوں

www.urduchannel.in

میں زیادہ تر لڑکوں کی شادی ہو چکی تھی عفان سے تو وہ کہہ بھی نہیں سکتے تھے انہیں معلوم تھا کہ عالیہ نے اس سے کتنی بدتمیزی کی ہے وہ کبھی بھی اس سے شادی کے لیے تیار نہیں ہوگا۔

آج عالیہ کو کچھ لوگ دیکھنے آ رہے تھے اور تسکین بیگم کو امید تھی کہ یہ رشتہ ہو ہی جائیگا۔ وہ لوگ اعلی خاندان سے تعلق رکھتے تھے کروڑ پتی باپ کا بیٹا جس نے اپنے باپ کی موت کے بعد خود کو پوری طرح سے کاروبار میں لگا دیا تھا شادی کی طرف دھیان ہی نہیں گیا ماں کے بار بار زور دینے پر بھی وہ ان کی بات ٹال جاتا اور اسی وجہ سے اس کی عمر 35 سال کی ہوگئی تھی۔ آج اس کی ماں اور پھوپھی عالیہ کو دیکھنے آ رہی تھیں۔ مجیب صاحب نے کہا جب تسکین بیگم نے لڑکے کی عمر کا ذکر کیا۔

''ارے بیگم... آج کل عمر کون دیکھتا ہے۔ سب سے بڑی چیز پیسہ ہے اور پھر غنیمت جانو کے یہ رشتہ مل گیا... ورنہ تمہاری بیٹی نے تو نہ جانے کتنے گل اور کھلانے تھے اب جو بھی ہو.... دیکھا جائیگا... جعفر اچھا لڑکا ہے کروڑوں کی جائداد کا مالک... اور پھر تم اپنی بیٹی کو تو جانتی ہی ہو کس قدر عیش پسند ہے... وہ خوش رہے گی تم اس کو جا کر تیار کرو....''

یہ کہہ کر مجیب صاحب چلے گئے۔

''عالیہ تیار ہو جاؤ.... وہ لوگ آنے ہی والے ہیں''

وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئیں تو وہ آرام سے ٹی، وی دیکھ رہی تھی

''کون لوگ؟''..... اس نے چونگم چباتے ہوئے کہا.

''تمارے رشتے والے... اور کون....''

''پر ممی...''

''پر ور کچھ نہیں... خاموشی سے کھڑی ہو جاؤ ورنہ تم اپنے پاپا کا غصہ جانتی ہو''

اور اس کو تیار ہونا پڑا۔

''یہ کیا حلیہ بنا رہی ہو تم...''

ممی نے اس کو جینز کرتا پہنے دیکھا تو غصہ میں کہا۔

www.urduchannel.in

''آج سے تمہارے یہ سارے کپڑے پہننا بند ... یہ کپڑے پہن کر تیار ہو جاؤ''۔

انھوں نے سوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کی الماری کھول کر ساری جینس اور کرتے نکال لئے۔

ممی پلیز''.....Please

وہ لپکی۔

''تم چپ رہو.....اور جو کہا جا رہا ہے وہ کرو''

ممی نے اس کو خود سے دور کرتے ہوئے حکمیہ لہجہ میں کہا۔

''میں نے تمہارے لیے چھ، سات سوٹ سلوائے ہیں.....آج سے تم وہی پہنو گی۔''

کہہ کر کمرے سے نکل گئیں اور عالیہ کو رونا آ گیا اسے یقین نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہوگا وہ تیار ہو کر باہر آ گئی کچھ دیر بعد وہ لوگ بھی آ گئے۔ عالیہ چائے ناشتہ لے کر وہاں پہنچی۔

''یہاں آؤ بیٹا.....''

وہ جانے لگی تو جعفر کی امی نے اسے بلایا وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

''آپ کی بچی بڑی پیاری ہے''اور تسکین بیگم مسکرا دیں

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ چلی گئیں اور ساتھ ہی رشتہ بھی پکا کر گئیں اپنے بیٹے کے لیے انہیں ایسی لڑکی نہیں مل سکتی تھی اور انہوں نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

ماہم اٹھو کالج نہیں جانا ہے کیا''

طوبیٰ اس کے سر پر سوار تھی۔

''میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے''اس نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا

''کیا ہوتا جا رہا ہے تمہیں کیوں خود کو برباد کرنے پر لگی ہوئی ہو''

''نہیں طوبیٰ.....ایسی کوئی بات نہیں ہے بس طبیعت عجیب ہو رہی ہے''

www.urduchannel.in

وہ باہر جانے کے لیے بڑھی ہی تھی کہ اس کا فون بج اٹھا عامر کا فون تھا اس نے فون اٹھالیا۔

''طوبیٰ.....تمہیں میری بالکل یاد نہیں آتی .....تم مجھے اب فون بھی نہیں کرتی ہو''

فون اٹھاتے ہی اس نے شکایت کی۔

''نہیں عامر وہ بس پڑھائی آج کل بہت ہو رہی ہے تو وقت نہیں ملتا''

''ایک فون کے لیے تمہارے پاس وقت نہیں ہے... پہلے تو دن میں دو بار فون کرلیا کرتی تھی''

''نہیں۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے''

عامر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا

''اچھا سنو''

''ہاں بولو۔۔۔۔''

''میں نے ممی پاپا سے تمہارے لیے بات کی تھی''

اس بات سے طوبیٰ کے اندر کوئی ہلچل پیدا نہیں ہوئی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑا ہو۔

''پھر''.....اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

''پر وہ دونوں تیار نہیں ہو رہے ہیں...میں بہت پریشان ہوں''

''طوبیٰ....تم کچھ کرو''

عامر نے اداس ہو کر کہا۔

''میں کیا کر سکتی ہوں عامر''

''تم رہ لوگی میرے بغیر''.....

''اگر قسمت میں ہوا تو...قسمت کے آگے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا نا''

عامر کو آج وہ بہت بدلی بدلی لگی اس نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا اور عامر

www.urduchannel.in

کو ہی کیا وہ خود کو بھی بہت بدلی ہوئی لگی۔ جس نے اس کا اتنا ساتھ دیا وہ کیسے اس سے الگ رہ سکتی تھی۔ لیکن دانش کا خیال بار بار اس کے ذہن میں آتا وہ کیوں اس سے اتنا قریب ہوتی جا رہی تھی۔ ان باتوں نے اس کو پریشان کر کے رکھ دیا۔

زہرا تو کبھی اپنے کمرے میں ٹکتی ہی نہیں تھی جب سے اس نے فون لیا تھا بس اسی میں لگی رہتی۔ اگلے دن جب وہ کالج گئی تو شکیب سر نے اسے اپنے آفس میں بلوایا۔

''زہرا میں تم سے بہت دن سے کچھ بات کرنا چاہ رہا تھا''

''جی بولیے.....''

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں''

انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اپنے سے دوگنی عمر کا آدمی اس سے یہ بات کہہ رہا تھا اور وہ جس کی شادی ہو چکی تھی اور بچے بھی اگر زہرا کی جگہ کوئی اور ہوتی تو کب کا ان کے منہ پر تھپڑ مار کر جا چکی ہوتی لیکن زہرا پر تو اثر ہی نہیں ہوا....شاید وہ بھی یہی چاہتی تھی...پیسوں کی چمک نے اس کی حس کو ہی ختم کر دیا تھا۔

''لیکن آپ کی بیوی اور بچے....''

''ان کی تم فکر نہ کرو...وہ یہاں نہیں رہتے ... یہاں صرف میں اکیلا رہتا ہوں...وہ بچوں کی پڑھائی کی وجہ سے بنارس میں مقیم ہے''

''انہوں نے کبھی آنے کے لیے نہیں کہا''

''بہت کہا۔۔ پر میں ٹالتا رہا...اور اب اس نے کہنا ہی چھوڑ دیا...میں ہر مہینے ایک معقول رقم اس کو بھیج دیتا ہوں...اور چھٹی میں ان کے پاس ہو آتا ہوں.....''

اور ایسے حالات میں جب اس کا شوہر اس سے دور ہو عورت مصروفیت کے ذرائع خود مہیا کر لیتی ہے اور شکیب کی بیوی نے بھی کر ہی لیے تھے۔ پروفیسر شکیب اٹھ کر اس کے قریب آ گئے اور اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال دیا۔

''دیکھو زہرا...میں تم سے زور زبردستی نہیں کر رہا ہوں...تم خوب اچھی طرح

www.urduchannel.in

سمجھ لو...اور جو چاہتی ہو...وہ مجھے بتا دو''

پروفیسر شکیب اس کی کمزوری سے بخوبی واقف تھے لہذا انہوں نے اپنا یہ مہرا چلایا۔انہیں معلوم تھا وہ کبھی انکار نہیں کریگی کیونکہ جس چیز کی اس کو ضرورت تھی وہ پروفیسر شکیب ہی پورا کر سکتے تھے وہ کچھ سوچتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔

اپنے کمرے میں آئی تو سوچ میں پڑ گئی عبدل کا بھی اسے خیال نہیں رہا جس نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا تھا۔

بابا تو میری کبھی شہر میں شادی ہونے ہی نہیں دینگے گاؤں کے کسی گنوار سے کر دینگے۔اور چودھری صاحب بھی یہی چاہتے ہیں پھر وہی غریبی کی زندگی گذارنا۔اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کا گلا گھوٹنا...نہیں نہیں مجھ سے نہیں ہوگا...اس نے دل میں سوچا۔

اگر بابا کو معلوم ہوا تو وہ کہیں یہاں نہ پہنچ جائیں لیکن وہ یہاں آ نہیں سکتے اور شادی کے بعد میں ان کو ایک خط لکھ دونگی اور معافی مانگ لونگی ....وہ خود ہی منصوبہ بندی کرنے لگی۔

ماہم تو جیسے سوکھے پتے کی مانند ہوگئی تھی طوبیٰ اسے سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی۔

تم ایک ایسے لڑکے کے پیچھے کیوں خود کو برباد کر رہی ہو جس نے تمہاری پروا نہیں کی''

''تمہیں معلوم ہے طوبیٰ میرا اب یہاں دل نہیں لگتا۔ایک سال کا عرصہ کیسے گذرا احساس ہی نہیں ہوا ...میں ابو سے بات کر کے اگلے سال نہیں آؤنگی''

ماہم نے اس سے کہا

''پاگل ہوگئی ہو... پڑھائی پوری نہیں کروگی''طوبیٰ نے اسے سمجھایا

''میرا دل کسی چیز میں نہیں لگتا .....اور ابو جہاں کہیں گے میں وہاں شادی کرلونگی.. پر یہاں نہیں رہ پاؤنگی اب...''

طوبیٰ اس کی بات پر خاموش رہی...

''ٹھیک ہے جیسے تمہارے مرضی''

www.urduchannel.in

وہ اٹھ کر جانے لگی تو ماہم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بیٹھالیا۔
''ایک بات بتاؤ... یہ دانش کا کیا چکر ہے'' ماہم نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا
''کچھ بھی تو نہیں''
''کچھ کیسے نہیں رات میں بھی اس کا فون آیا تھا..میں سب سن رہی تھی''
''صرف ایک دوست...اور کچھ نہیں''
''نہیں میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں۔تم عامر سے زیادہ بات نہیں کرتی ہو''
''ایسا نہیں ہے ماہم ....اس نے اپنے ممی پاپا سے میرے لیے بات کی تھی لیکن وہ راضی نہیں ہیں۔۔میں ان سے لڑ تو نہیں سکتی ہوں نا...''
''تو کیا تم رہ لوگی اس کے بغیر''...ماہم نے اس سے پوچھا
''اوفو...ماہم تم بھی نا ایسا کچھ نہیں ہے...تم غلط سوچ رہی ہو اچھا چھوڑو اور کھانا کھانے چلو۔''

جب سے اس کی دانش سے دوستی ہوئی تھی وہ بھی کچھ اسی طرح کی الجھن میں تھی ایک طرف عامر تھا دوسری طرف دانش اس نے دانش کو اپنی زندگی کی ساری باتیں بتادیں تھیں۔سوائے عامر کے ذکر کے اور وہ بھی دانش کی ہر بات سے واقف تھی لیکن یہ محبت کا پنچھی بڑا بے وفا ہوتا ہے ایک ڈال سے دوسری ڈالی اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتا پھرتا ہے طوبیٰ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔عورت اگر کسی ایک کے نام اپنا سب کچھ قربان کردے تو وہ اس کی پرستش میں صدیوں گذار دیتی ہے... لیکن جب دل کے تار ہی خود اس کے بس میں نہ ہوں تو وہ کچھ نہیں کرسکتی

عامر بھی پریشان تھا اس کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے وہ ہر ممکن کوشش کرچکا تھا طوبیٰ کا فوٹو بھی اس نے دکھا دیا تھا مگر اس کے گھر والے کسی طور پر تیار ہی نہیں تھے ایک تنہا لڑکی جس کے خاندان والے نہیں اور جو تھے وہ دور تھے۔

عالیہ کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں تھی پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا

www.urduchannel.in

اور پورے ماحول میں مہندی اور پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی ۔ مجیب صاحب اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی میں کوئی کمی نہیں ہونے دینا چاہتے تھے چاروں طرف ہنسی مذاق اور ڈھولک کی آواز گونج رہی تھی ۔لیکن عالیہ ان سب چیزوں سے بیزار اس کے چہرے پر کوئی تأثر ہی نہیں تھا۔

آج اس کی مہندی تھی کچھ لڑکیوں کو مہندی لگانے کے لیے بلایا گیا تھا اور وہ بت بنی مہندی لگوا رہی تھی ۔اس کی کوئی دوست شادی میں نہیں آئی کیونکہ اس نے کسی کو بلایا ہی نہیں تھا ۔اس کے نزدیک یہ ایک زبردستی کی شادی تھی ۔ عالیہ کو اس ماحول سے گھبراہٹ ہونے لگی اس کو لگا وہ کسی پنجرے میں قید ہونے والی ہے اور یہی سوچ سوچ کر اس کی آنکھوں سے بار بار آنسو گر رہے تھے۔

زہرا نے پروفیسر شکیب سے شادی کے لیے ہاں کر دی تھی ۔اور اس کا دل مطمئن تھا کہ اس کی آگے کی زندگی آسان گذریگی اور پروفیسر شکیب بھی اس کا خیال رکھیں گے اکیلے گھر پر وہ راج کریگی۔

(21)

عالیہ شادی کے بعد جعفر لاج آئی تو یہ محل اسے اپنے سپنوں کا محل لگا لیکن دل میں کہیں ایک خلش تھی کہ جس سے اس کی شادی ہوئی ہے نہ جانے وہ کیسا ہو کس عادت کا ہو۔جعفر کے بارے میں عالیہ کو کچھ بتایا بھی نہیں گیا تھا۔دو گھنٹے تک نہ جانے کون کون سی رسمیں ہوتی رہیں اور وہ چپ چاپ کرتی رہی ۔منھ دکھائی کی رسم کے بعد اس کو اپنے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔اس کا دل عجب انداز میں دھڑک رہا تھا نہ جانے وہ کیسا ہوگا۔

''السلام علیکم....''

کمرے میں داخل ہونے والے شخص کی بھاری آواز پورے کمرے میں گونج گئی اس نے کوئی حرکت نہیں کی عالیہ کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔اس نے قریب آ کر دوبارہ سلام کیا تو اس نے سر ہلا دیا۔ عالیہ نے اس کو نظریں اٹھا کر دیکھا تو اسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی جس کے بارے میں وہ سوچے جا رہی تھی کہ نہ جانے کتنا اسمارٹ

www.urduchannel.in

ہوگا وہ تو عمر میں اس سے کافی بڑا تھا گھنی مونچھوں کے نیچے مسکراتے ہوئے ہونٹ اسے زہر لگے وہ نظریں جھکا گئی۔

''ممی پاپا نے میرے ساتھ کتنا برا کیا....آخر ایسی بھی کیا غلطی کی تھی میں نے .....جو اس کے بدلے مجھے.....''

''عالیہ آپ ٹھیک تو ہیں نا'' جعفر نے اسے سوچ سے باہر نکالا اور وہ سر ہلا کر رہ گئی۔اس نے بات شروع کی....

دیکھئے عالیہ آپ میری شریک حیات ہیں....لیکن دوسری''.....

اس دھماکے نے عالیہ کو اندر تک ہلا دیا۔

''آپ سے شادی میں نے ممی کی پسند سے کی ہے ...اس سے پہلے میں شادی کر چکا ہوں...مگر وہ میری پسند تھی....''

عالیہ کا منھ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

''آپ کو کبھی اس گھر میں کوئی تکلیف کوئی پریشانی نہیں ہوگی''

اور عالیہ کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے یہ قسمت کی ستم ظریفی تھی....

''میری پہلی شادی کے بارے میں کسی کو نہیں معلوم... یہاں تک کہ ممی کو بھی نہیں اس لیے آپ بھی اپنا منھ بند رکھنا....آپ کو یہ بات بتانا ضروری تھی.....''

مرد اپنی مرضی سے کتنی شادیاں کر لے اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہوتا لیکن عورت اگر کسی کو پسند بھی کر لے تو وہ سماج کی نظروں میں بری بن جاتی ہے۔ عالیہ کے آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے اس کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس نے آج تک اپنی کوئی چیز دوسروں کے ساتھ بانٹ کر نہیں کھائی تھی لیکن زندگی کی سب سے بڑی چیز تو پہلے سے ہی بٹی ہوئی تھی تو اس کا کیا ماتم کرتی۔وہ خاموشی سے بستر سے اتر گئی۔یہی اس کا نصیب تھا اور یہیں پر اسی طرح اسے زندگی گذارنی تھی۔وہ کسی سے کچھ کہہ بھی نہیں سکی۔

☆☆☆

www.urduchannel.in

''مے آئی کم ان سر''......

''ہاں آؤ زہرا میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا...اور یہ سرورمت کہا کرو''.....

وہ کرسی پر ٹک گئی

''ہاں اب بتاؤ کیا سوچا تم نے''....

''میں تیار ہوں''....زہرا نے جواب دیا

''اور تمہارے گھر والے''... پروفیسر شکیب اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں چھوڑنا چاہتے تھے تاکہ زہرا کو بعد میں انہیں کچھ کہنے کا موقع نہ ملے۔

''میں نے فیصلہ کرلیا ہے جب میرے بابا کو ہی میرا خیال نہیں آیا۔انہوں نے مجھے خود سے دور کرنے میں ذرا بھی نہیں سوچا...تو میں بھی کیوں سوچوں''....

اس نے سخت لہجے میں کہا

اور شام تک وہ ہاسٹل چھوڑ کر پروفیسر شکیب کے ساتھ روانہ ہوگئی کچھ دن بعد اس کی شادی ہوگئی اور وہاں سے اس نے عبدل کو ایک خط بھی لکھ ڈالا اس کو معلوم تھا کہ جواب نہیں آئیگا اس کو یہ بھی احساس نہیں تھا کہ اس کے بابا یہ خط کسی اور سے پڑھوائینگے تو ان کی عزت کیا رہ جائیگی لیکن زہرا بس پیسے کے نشے میں چور تھی اس کو اپنے آس پاس کوئی نظر ہی نہیں آرہا تھا اگر کوئی تھا تو وہ تھے پروفیسر شکیب جنھوں نے اس کے قدموں تلے پیسوں کی سیج بچھادی تھی اور زہرا اسی کو سب کچھ سمجھنے لگی۔

پروفیسر شکیب سے شادی کے بعد وہ بہت خوش تھی ضرورت کا سارا سامان اس کے گھر میں موجود تھا۔اور یہی تو اس کی خواہش تھی۔

☆☆☆

امتحان کے بعد چھٹیاں شروع ہوگئیں تھیں ماہم اپنے گھر چلی گئی اور طوبیٰ اپنے گھر جہاں اس کی بی جی کی یادیں اب بھی زندہ تھیں۔

''ارے کیا ہوگیا ماہم''........

شگفتہ نے اس سے پوچھا جو اس کے گلے لگی ہوئی روئے چلی جارہی تھی۔

''تم ایسے رو کیوں رہی ہو..کسی نے کچھ کہا..لڑائی ہوگئی کسی دوست سے؟''.....اور وہ اس کی باتوں پر انکار میں سر ہلاتی گئی۔

''پھر...آخر بات کیا ہے بتاؤ تو صحیح''

شگفتہ نے پریشان ہوکر پوچھا۔

''نہال.مجھ سے محبت نہیں کرتا..شگو''

''تمہیں کیسے معلوم... پہلے تو تم منع کرتی تھیں''

شگفتہ نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا

''میں نے اس کو فون کیا تھا۔....تو اس نے صاف انکار کردیا.....کہ .....وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا''

اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

''میں تو تم سے بہت پہلے ہی کہتی تھی۔لیکن تمہاری سمجھ میں کچھ آئے تب نا''۔

''میں بالکل پاگل تھی شگفتہ..جو نا جانے کیا کیا سمجھ بیٹھی تھی...وہ سب دھوکا تھا..اور کچھ نہیں''

''اچھا اب رو نہیں... امی نے تمہیں روتے ہوئے دیکھ لیا تو پریشان ہوجائینگی''.....شگفتہ نے اس کے آنسو پونچھے۔

''اب جو بھی امی،ابو فیصلہ کرینگے مجھے منظور ہوگا۔''

''شکر ہے خدا کا تمہیں عقل تو آئی۔''

اور ماہم اٹھ کر منھ دھونے چلی گئی۔تو شگفتہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

☆☆☆

جب عامر کو طوبیٰ کے ہاسٹل سے آنے کا معلوم ہوا تو وہ اس کے گھر چلا آیا طوبیٰ اپنے کمرے میں تھی۔

''جب گھر میں اکیلے ہوں تو دروازہ اندر سے بند رکھنا چاہئے''

عامر نے آتے ہی غصہ سے کہا

www.urduchannel.in

''ارے عامر تم۔۔۔''

''ہاں اب تم نے یاد کرنا چھوڑ دیا ہے فون کرنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ تک بتا نا ضروری نہیں سمجھا کہ چھٹیاں ہوگئیں ہیں۔تم مجھے فون کر دیتیں تو میں تمہیں لینے ہی آ جاتا۔لیکن شاید تمہارا دل بھر گیا ہے مجھ سے ...تم اب شاید میری صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔''

وہ آج اپنی دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔

''اگر تم کسی اور سے محبت کرنے لگی ہو تو مجھے بتادو۔۔ میں خاموشی سے تمہاری زندگی سے چلا جاؤنگا''

''عامر تم پاگل ہوگئے ہو۔ایسا کچھ نہیں ہے میں صرف تم سے ہی محبت کرتی ہوں''

جب تک عامر اس سے دور تھا اسے صرف دانش کا ہی خیال آتا حالانکہ دانش نے اس سے کبھی اس طرح کی بات ہی نہیں کی تھی اور اب جب عامر اس کے سامنے تھا جس نے قدم قدم پر اس کا ساتھ دیا اس کو سہارا دیا۔تو اس کو لگ رہا تھا کہ عامر کے علاوہ تو اس نے کسی کو چاہا ہی نہیں ہے اس سے جو یہ غلطیاں ہوئیں ہیں اس کے بارے میں وہ عامر کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔صرف اپنی محبت کا یقین دلا سکتی تھی اور وہی کر رہی تھی۔

''عامر تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو''

''میں تمہیں غلط نہیں سمجھ رہا۔۔لیکن تمہارے رویوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ تم مجھ سے دور ہوتی جا رہی ہو..میں نے اپنا کام بھی سیٹ کر لیا ہے..اپنا الگ کاروبار کرنے لگا ہوں''

''تمہارے ممی پاپا...''؟

''ہاں وہ تیار نہیں ہو رہے ہیں....میں ان کو منا لونگا''

عامر طوبیٰ کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا اور اسے تسلی دیتا رہا طوبی بس اس کی باتوں کو سنتی رہی اور وہ اسے سمجھاتا رہا وہ وہاں سے اٹھا تو ایک خلش طوبیٰ کے دل میں

www.urduchannel.in

موجود تھی.....

اگلے دن اچانک ہی طوبیٰ کے چچا پاکستان سے آ گئے

طوبیٰ ان کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی اور جب انہوں نے اس کو گلے لگایا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس بار چچا اکیلے نہیں چچی بھی ان کے ساتھ آئیں تھی انہوں نے بھی طوبیٰ کو اپنے سینے سے لگا لیا تو اسے تھوڑی حیرت ہوئی کہ ایک سال تک بی جی کی موت کے بعد انہوں نے کوئی خبر نہیں لی تو اب کیسے....

''آپ اچانک کیسے''.....طوبیٰ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''کیوں یہ ہمارا گھر نہیں ہے.....اور تم ہماری بھتیجی نہیں ہو''

چچی نے پیار سے اس کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ تھک گئے ہونگے ..... ہاتھ منھ دھو لیجئے...میں کچھ بناتی ہوں اور وہ کہتی ہوئی باورچی خانے میں چلی گئی۔

''طوبیٰ بیٹا تم پریشان نہ ہو...ہم کھانا لے کر آئے ہیں۔بس تم گرم کر لو''

چچی جان نے اس کو ایک بڑا سا تھیلا پکڑاتے ہوئے کہا طوبیٰ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اچانک ایسا کیا ہوا جو چچا اور چچی دونوں آ گئے۔وہ کھانا گرم کرنے اندر چلی گئی کھانے کے بعد وہ تینوں کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''طوبی..بیٹا تم ہم سے ناراض ہو؟''

چچا نے اس سے پوچھا تو وہ خاموش رہی۔

''ہمیں معلوم ہے ہم سے بہت سی کوتاہیاں ہوئی ہیں۔تمہارے ابو امی کے انتقال کے بعد ہم نے تمہاری اور بی جی کی کوئی خبر نہیں لی۔اس لیے تم ہم سے ناراض ہو''

چچی جان نے اس کے گال پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں چچی جان''...

''طوبیٰ کچھ مجبوریاں اور پریشانیاں تھیں ہماری...اسی وجہ سے ہم نہیں آ سکے...اور انتقال کے بعد تم سے چلنے کے لیے کہا تو تم نے انکار کر دیا۔''

www.urduchannel.in

''کوئی بات نہیں چچا جان...اب تو وہ وقت گذر چکا ہے ۔ میں نے خود کو سنبھال لیا ہے'' طوبیٰ نے ہلکی آواز میں کہا۔

''اچھا آپ لوگ اب آرام کریئے۔سفر کی وجہ سے بہت تھک گئے ہوں گے''

اور وہ یہ کہتی ہوئی اٹھ گئی۔

اپنے کمرے میں آکر وہ عامر کے بارے میں سوچنے لگی وہ ٹھیک طرح سے کوئی فیصلہ بھی نہیں لے پا رہی تھی۔اور اب تو چچا، چچی بھی آ گئے تھے وہ ان سے یہ سب باتیں نہیں کہہ سکتی تھی وہ اس کو غلط سمجھتے۔اس نے خاموش رہنے میں ہی بہتری سمجھی اور سب کچھ قسمت پر چھوڑ دیا۔

صبح بہت سہانی تھی ہلکی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو سکون بخش دیا تھا وہ باہر پنجرے میں قید طوطے کو روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کھلا رہی تھی۔وہیں مرغیاں بھی بڑی شان سے آنگن میں ٹہل رہی تھیں۔یہی اس کی تنہائی کے ساتھی تھے۔

''طوبیٰ''.....

اندر سے آواز آئی

''جی چچی جان''....کہتی ہوئی وہ اندر چلی گئی۔

''آج دوپہر کا کھانا میں بناؤنگی''...انہوں نے کہا

''ارے نہیں چچی جان...آپ پریشان نہ ہو...میں بنالوں گی''

''تو کیا ہوا....روز تم ہی بناتی ہو....آج ہمارے ہاتھ کا کھا کر دیکھو''

اور چچی جان نے اسے کمرے میں بھیج دیا۔کمرے میں آکر اسے اچانک عامر کا خیال آیا کہ اگر وہ آ گیا تو چچی اور چچا سے کیا کہے گی کہ اس کا کون لگتا ہے۔اس نے جلدی سے عامر کا نمبر ملایا۔

''ہیلو''

''ہاں کیا ہوا طوبیٰ...''

''میں یہ کہہ رہی تھی کہ۔ چچا اور چچی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں تو پھر تم

www.urduchannel.in

نہیں آنا..وہ تمہیں دیکھ کر کیا کہیں گے''

''ارے یہ تو اچھی بات ہے طوبیٰ...میں نہیں آوں گا لیکن ممی پاپا کو کسی طرح راضی کر کے تمہارے گھر بھیج دونگا'' عامر کے دل میں ایک امید پیدا ہوئی اور طوبیٰ نے ٹھیک ہے کہہ کر فون رکھ دیا۔اس کو ڈر تھا کہ چچا۔ چچی اس سے اس بارے میں کچھ پوچھ نہ لیں اور اگر انہوں نے منع کر دیا تو...لیکن وہ کیوں منع کریں گے ...اسی کشمکش میں باورچی خانے میں آئی

''چچی..لائیے میں کچھ کام کرا دیتی ہوں...''

''میں تمہیں ہی بلانے والی تھی..کون سی چیز کہاں ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے تم ذرا مدد کر دو باقی سب میں کر لونگی''

اور وہ ان کو سامان بتانے لگی دل میں عجیب عجیب خدشات پیدا ہو رہے تھے کہ عامر کی ممی آ کر کس انداز میں بات کرینگی کیا بولیں گی وہ چچی جان سے... چچا جان تو صبح سے ہی کہیں چلے گئے تھے کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں یوں ہی باتیں کرتی رہیں اور جب چچا جان آئے تو طوبیٰ نے ہی ان کو کھانا نکال کر دیا...اور یوں پورا دن گذر گیا...اس کے ذہن میں یہ سوال بہت دیر سے گردش کر رہا تھا کہ..آخر ان کے آنے کا مقصد کیا ہے..کیونکہ ان دونوں نے اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔

اگلے دن عامر کے ممی اور پاپا تشریف لے آئے وہ سوچ رہی تھی کہ عامر نے کیا کیا جتن کئے ہونگے ان کو یہاں بھیجنے کے لیے گھر میں گھستے ہی عامر کی ممی نے اسے سر سے پیر تک بڑے غور سے دیکھا تھا۔ان کو وہاں بیٹھا کر وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ چچا نے اس کو ایک بار بھی باہر نہیں بلایا۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی زندگی کا فیصلہ آج ہو جانا تھا ایک گھنٹے تک وہ یوں ہی اپنے کمرے میں بیٹھی رہی۔اور باہر باتوں کی آوازیں آتی رہیں جو کچھ دیر بعد بند ہو گئیں اس کا دل اور تیزی سے دھڑکنے لگا کہ چچی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

www.urduchannel.in

''طوبیٰ''

''جی چچی جان'' اس نے پلٹ کر ان کو دیکھا

''تمہیں معلوم ہے کون لوگ آئے تھے''

اس نے لاعلمی میں سر ہلایا

''تمہارا رشتہ لے کر آئے تھے''۔ وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

''پھر''....اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔

''لیکن ہم نے انکار کر دیا''

اور جیسے اس کے سر پر ایک بوجھ آ گرا وہ سپاٹ چہرے سے انہیں دیکھتی رہ گئی کیا کہتی ان سے۔ اس کو اپنے آپ میں شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ عامر اسے احسان فراموش کہے گا۔ وہ کیا سوچے گا کہ کتنی خودغرض لڑکی تھی۔ وہ ان کے سامنے رو بھی نہیں سکتی تھی

''کیا ہوا طوبیٰ...تم پوچھو گی نہیں کہ ہم نے کیوں انکار کیا''

طوبیٰ پھر بھی کچھ نہیں بولی۔

''اس لیے کیونکہ ہم تمہیں اپنے گھر کی بہو بنانا چاہتے ہیں''

گویا انہوں نے دھماکا کیا۔ طوبیٰ اب سمجھی تھی ان کے آنے کا مقصد کیا تھا وہ بےغرض ہی نہیں آئے تھے۔ اس کے پیچھے ان کی اپنی غرض تھی بےمطلب ہی وہ اتنا پیار اس پر کیسے لٹا سکتے تھے...

''تمہارے چچا اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تم ان کے بھائی کی آخری نشانی ہو پھر تم ہمارے پاس ہمیشہ کے لیے صرف اسی طرح آ سکتی ہو۔ ہماری ہو کر...''

چچی جان بولے جا رہی تھیں مگر اس کے دل کی حالت سے بےخبر...

''تم خوش تو ہو نا طوبیٰ''

جانور کو ذبح کرتے وقت اس سے یہ پوچھا جائیگا تو وہ کیا کہے گا۔ طوبیٰ زبردستی مسکرا دی۔ کہنے کے لیے اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔ عامر نے اسے بہت فون کیا

www.urduchannel.in

لیکن اس نے اٹھایا ہی نہیں بس خاموش آنسو بہاتی رہی وہ اس سے کیا کہتی ..اس کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے تو کوئی اور تھے اور فیصلہ ہو چکا تھا۔

شام میں وہ سو کر اٹھی تو اس کا سر بھاری ہو رہا تھا کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ چائے بنانے کی غرض سے باورچی خانے میں آ گئی برآمدے سے کسی کی باتوں کی آواز آ رہی تھی چچا اور چچی جان کے بارے میں سوچ کر وہ ان کے لیے بھی چائے بنانے لگی رہ رہ کر عامر کا خیال آ رہا تھا اس کے ممی پاپا نے اس سے کیا کہا ہوگا عامر نے کیا سوچا ہوگا۔ وہ تو اسے ایک خود غرض لڑکی ہی سمجھے گا۔ لیکن وہ کیا کرتی بے بس تھی مجبور تھی چچا نے اتنے سالوں بعد آ کر اس انداز سے جو حق جتایا تھا وہ ان سے کچھ کہہ بھی نہیں سکی

جب وہ ٹرے میں چائے کے کپ رکھ کر برآمدے میں آئی تو سامنے بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھ اس کے ہوش اڑ گئے اور وہ یوں ہی اسے دیکھتی رہی قریب تھا کہ ٹرے اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی کہ چچی جان نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

''طوبیٰ...بیٹا یہ دانش ہے''

اور طوبیٰ تو جیسے ہکا بکا رہ گئی۔

''کیا ہوا طوبیٰ...اتنی حیران کیوں ہو...لاؤ ٹرے مجھے دو...اور تم یہاں بیٹھ جاؤ''

چچی جان نے اس کے ذرا سے کھلے ہوئے منہ اور حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور ٹرے اس کے ہاتھ سے لے لی۔

''تم سوچ رہی ہوگی...میں یہاں کیسے...''

''میں تمہارے پاپا کو فون کرتی ہوں''

کہہ کر چچی جان اٹھ کر اندر چلیں گئیں۔

''لیکن دانش آپ''...

اس کے منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔

''ہاں...طوبیٰ جب تم مجھے پہلی بار ملی تھیں تو واقعی میں تمہیں نہیں جانتا تھا وہ تو ایک اتفاق تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ تم عقیل چچا کی بیٹی ہو تو میں نے ممی کو فون پر یہ

www.urduchannel.in

بات بتائی۔اورانہوں نے ہی مجھے تم سے اپنے بارے میں بتانے کے لیے منع کیا تھا اور شاید قسمت کو یہی منظور تھا''

طوبیٰ کو اپنے دل میں ایسی ٹھنڈک کا احساس ہوا جو موسم برسات کی پہلی بارش کے بعد ہوتا ہے وہ خاموشی سے اس کی باتیں سنتی رہی لیکن کہیں نہ کہیں اس کے دل کے کسی کونے میں خلش باقی تھی جو وہ خود سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر کیوں دل میں کچھ خالی پن کا احساس ہے حالانکہ سب کچھ تو اس کے مطابق ہی ہوا تھا اس کے باوجود یہ سونا پن کیسا...شاید اس لیے کہ پہلی محبت کی کھیتی ہمیشہ انسان کے دل میں ہری بھری رہتی ہے۔خواہ وہ اس کو کتنا ہی پس پشت ڈال دے اور وہ محبت تو کوئی اور تھی۔

''آپ مجھے بتا تو سکتے تھے۔''

''کہہ تو رہا ہوں ممی نے منع کیا تھا..اور وہ مجھ سے تمہاری خیریت بھی لیتی رہتی تھیں'' دانش نے جواب دیا اتنے میں چچی جان آ گئیں تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

کیا قسمت کے کھیل اس طرح ہوتے ہیں جہاں تک ہماری سوچ کا گذر بھی نہیں ہوتا۔اور جب ہم ناامیدی کی کگار پر پہنچنے لگتے ہیں تو اللہ ہی ہمارے لیے بہتر فیصلے کرتا ہے۔طوبیٰ سوچ میں تھی کہ چچی جان اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

''طوبی بیٹا''

''جی''.....وہ اس کے پاس ہی ٹک گئیں۔

''ہم نے اپنے جس بیٹے سے تمہارا رشتہ طے کیا ہے۔وہ دانش ہی ہے... تمہیں پسند تو ہے نا''

وہ سر جھکا گئی

''بتاؤ بیٹا''.....

''جب آپ دونوں نے فیصلہ کیا ہے تو ٹھیک ہی ہوگا میں کیا بولوں'' اور چچی اس کے اس جواب سے مطمئن ہو گئیں۔

www.urduchannel.in

''ہماری کل شام کی فلائٹ ہے اور تم بھی اب ہمارے ساتھ ہی چل رہی ہو۔ یہاں اکیلے رہنا ٹھیک نہیں ہے اور رہی تمہاری پڑھائی تو ہم وہاں جا کر کسی اچھے کالج میں تمہارا ایڈمیشن کرا دینگے ۔ اس کی طرف سے تم بے فکر رہو۔ تمہیں جو بھی سامان لے کر جانا ہے وہ تم پیک کرلو''

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئیں باہر نکل گئیں۔

اس کے بعد دانش سے اس کی کوئی بات نہیں ہوئی رات میں چچا اس کے پاس آئے ان کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے۔

''طوبیٰ یہ اس گھر کے کاغذات ہیں جو ہم نے تمہارے نام کروا دیا ہے...''

''نہیں چچا جان میں ان کا کیا کرونگی۔ یہ آپ اپنے پاس ہی رکھیے یہ گھر آپ کا بھی تو ہے''اس نے سہولت سے جواب دیا۔

مگر چچا نے اس کو سمجھا کر وہ کاغذات اسی کے حوالے کر دیے اپنے اس پیارے گھر سے دوری کا احساس بار بار اس کی آنکھوں میں آنسو لا رہا تھا لیکن اس کا دل پریشان نہیں تھا کیونکہ وہ یہاں سے دور تو جا رہی تھی اپنوں کے ساتھ بس ایک چبھن کا احساس اس کے دل میں تھا۔ اگلے دن گھر سے نکلتے وقت اس نے ایک الوداعی نظر گھر پر ڈالی اور نکلتی چلی گئی۔

☆☆☆

زہرا پروفیسر شکیب کے گھر آ کر بہت خوش تھی اس کو پروفیسر شکیب سے اتنی دلچسپی نہیں تھی جتنی ان کے پیسوں سے شادی کے ابتدائی دنوں میں زہرا نے بہت عیش کیئے پروفیسر شکیب زیادہ وقت اسی کے ساتھ گذارتے ساتھ کھانا پینا، باہر گھومنا، وہ جو کہتی فوراً ہو جاتا۔ زہرا کو یہ سب خواب ہی لگتا کہ اس کی زندگی کبھی ایسی بھی ہو سکتی ہے۔

''شکیب۔ایک بات پوچھوں''

''ہاں پوچھو...''

''آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں''

www.urduchannel.in

انہیں چھوٹے چھوٹے سوال جواب سے وہ اپنے دل کو سکون پہنچاتی، لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ شہد کی مکھی کبھی ایک پھول سے رس نہیں چوستی بلکہ رس کے لیے مختلف پھولوں کی تلاش کرتی ہے۔ پروفیسر شکیب سے اس کی شادی کو ڈھائی مہینے گذر چکے تھے۔ انہوں نے زہرا کی پڑھائی بھی بند کروادی تھی۔

''تمہیں اب پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے زہرا.... یہ سارا پیسہ تمہارا ہی ہے..جو دل چاہے کرو''

اور پروفیسر شکیب کی ان سب باتوں پر زہرا اپنی قسمت پر عش عش کرتی۔

وہ دن بھر گھر میں رہتی کبھی کبھی باہر گھوم آتی کھانا بنانے کے لیے الگ سے نوکرانی موجود تھی۔ پروفیسر شکیب اب کافی دیر سے آتے تھے اور زہرا نے ان سے اس بارے میں کبھی سوال ہی نہیں کیا لیکن عورت، عورت ہی ہوتی ہے محبت کی تلاش میں سرگرداں رہنے والی، پیسے کی چمک خواہ اس کو کتنا ہی اندھا کردے...چاہے جانے کی خواہش اس کے اندر ہر پل موجود رہتی ہے۔ زہرا کو اب اس چیز کی کمی لگنے لگی تھی کہ محبت لٹانے والے پروفیسر شکیب اب اس سے دور دور رہنے لگے ہیں۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا''....

ایک رات زہرا نے ان سے پوچھا

''ہاں میں ٹھیک ہوں...مجھے کیا ہوا ہے''مسکراتے ہوئے جواب دیا

انہوں نے زہرا کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو اس کے دل کا بوجھ تھوڑا کم ہوگیا۔ اور یہ ذرا سی نظر التفات ہی اس کے وجود کی گھٹن کو کم کردیتی تھی۔

''کیا بات ہے آپ اتنی دیر سے کیوں آئے؟'' گلاس ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا

''ہاں وہ تھوڑا کام بڑھ گیا ہے''

وہ جوتے اتار کر بستر پر لیٹ گئے۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ہیلو...''

www.urduchannel.in

زہرا گلاس باورچی خانے میں رکھنے کی غرض سے پلٹی تو وہیں دروازے کی آڑ میں ہوکر سننے لگی۔

''ہاں...میں ملتا ہوں کل تم سے''...

''تم.... پریشان نہ ہو...میں ہوں نا...سب ٹھیک کردونگا''

پروفیسر شکیب نے رک کر جواب دیا۔

''اچھا...اس وقت تم کیا کر رہی ہو''

''میں ایک گھنٹے میں آتا ہوں...''

کہہ کر انہوں نے فون رکھ دیا

زہرا پروفیسر شکیب کی مصروفیتوں کی وجہ سمجھ چکی تھی۔ وہ ان سے کیا کہتی اگر کچھ کہتی تو جس طرح انہوں نے اسے اپنی زندگی میں داخل کیا تھا اسی طرح نکال بھی دیتے۔اب اس کو اسی گھر میں مرتے دم تک رہنا تھا اپنی زبان پر لگام لگا کر۔اور آج وہ جان گئی تھی کہ جہاں وہ اکیلی رہتی ہے کل اس کی سوتن بھی یہاں آسکتی ہے یہ راستہ تو اس نے خود ہی منتخب کیا تھا دوسرے کو کیوں دوش دیتی لیکن مرد کی فطرت کو وہ سمجھ گئی تھی۔عورت اتنے دلوں پر حکومت کرنے کے بعد بھی ایک کو ہی اپنے دل میں جگہ دیتی ہے اور مرد چاہے اپنے دل میں کسی کو جگہ دے یا نہ دے وہ کئی عورتوں کو اپنا اسیر کر لیتا ہے۔اس کو اپنے پنجرے میں قید کرنے کے لیے مختلف حربے آزماتا ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر ایک نئی عورت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔

عورت جیت کر بھی نہیں جیت پاتی۔اور مرد ہار کر بھی جیت جاتا ہے۔

www.urduchannel.in

چار لڑکیاں ،مختلف لیکن روایتی ماحول میں پرورش پانے والی، مرد اساس معاشرے میں محبت کے راستے خود قائم کرنے اور اپنی پہچان بنانے کے لئے کوشاں۔ یہ ناول خلش کی کہانی ہے جسے مصنفہ (سفینہ بیگم) نے حقیقت پسند روایت میں تحریر کیا ہے۔یعنی پلاٹ، کردار، ارتقا۔واقعات پر مبنی پلاٹ ،واقعات کے درمیان منطقی ربط اور اپنے عہد کی زبان کا تخلیقی استعمال ،اس مختصر مگر اہم ناول/ناولٹ کے فکر وفن کے روشن پہلو ہیں۔ان لڑکیوں میں بعض کی تقدیر مرد اساس معاشرہ کے تشدد سے لکھی جاتی ہے جس میں ایک نمایاں پہلو استحصال بھی ہے۔اور جس کے خلاف مصنفہ نے اخلاقی جرأت کا اظہار کرتے ہوئے ان لفظوں میں احتجاج کیا ہے کہ۔''عورت جیت کر بھی نہیں جیت پاتی اور مرد ہار کر بھی جیت جاتا ہے''۔ باعث مسرت ہے کہ مصنفہ نے خواتین فکشن نگاروں کی روایت کو انتہائی اعتماد کے ساتھ آگے بڑھایا ہے اور یقین ہے کہ یہ ان کے سفر کا خوبصورت آغاز ہے انجام نہیں۔

عقیل احمد صدیقی

(سابق) پروفیسر شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ناول ''خلش'' خواتین کی ذہنی اور نفسیاتی اُلجھنوں کے تانوں بانوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کی وہ کہانی ہے جو انسانی جذبوں کے مدار پر گردش کرتی ہے۔ پلاٹ مربوط، انداز عام فہم اور زبان سادہ ہے۔ واقعات کو سلیقے سے ترتیت دینے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ قاری کی توجہ اور دلچسپی قصّہ میں بنی رہے۔سفینہ بیگم کے اِس پہلے ناول میں پلاٹ کی بُنت ، واقعات کی ترتیب اور کرداروں کی پیش کش فطری محسوس ہوتی ہے۔طُوبیٰ کے کردار کی فکری پیچیدگیوں کو نہایت فنکاری کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔اپنی فکر کے اعتبار سے زہرہ بھی بیحد متاثر کرتی ہے۔دراصل ناول نگار نے تکنیک سے زیادہ موضوع کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ معاشرہ کہیں نہ کہیں آج بھی مرد اساس یعنی Male dominated ہے اور عورت کو اکیسویں صدی میں بھی اپنی خواہشات کا خون کرنا پڑ رہا ہے۔مصنفہ کو اُن کی اس

www.urduchannel.in

پہلی کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس اُمید کے ساتھ کہ وہ اپنے تخلیقی اظہار کی مسلسل آبیاری کرتی رہیں گی۔

صغیر افراہیم
پروفیسر شعبۂ اُردو
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

www.urduchannel.in